عالمی داستان

(تحقیقی و تنقیدی مطالعہ)

ڈاکٹر آرزُو چودھری

عظیم اکیڈمی اُردو بازار لاہور

ڈاکٹر آرزو چودھری

ڈاکٹر آرزو چودھری کی دیگر تصانیف

داستان کی داستان

دیو مالائی جہان

اے شہر خاک و خوباں (شعر و نظم)

عالمی داستان اور اردو داستان

کا تقابلی جائزہ (زیر طبع)

کتنا دلکش تھا بنوارا (شعر و نظم) (زیر طبع)

اشاعت اول	ستمبر 1995ء
تعداد	500
پبلشرز	منیر احمد ایم۔ اے
کمپیوٹر کمپوزنگ	فلیش ایڈورٹائزنگ، فون: 7572643۔
پرنٹر	ٹیکنو فلیش۔ پرنٹرز، پبلشرز۔ شمع پلازہ، لاہور۔
قیمت	180 روپے

عظیم اکیڈمی۔ 22 اردو بازار۔ لاہور۔

انتساب

اسلم کے نام

"جب بے رحم آسمانی قوتیں اعانت سے انکار کر دیں تو دلیری کام آتی ہے نہ جسارت۔

تقدیر کا راستہ نہ جونو (۱) روک سکتی ہے اور نہ کار تھیج (۲) (بعینہ) نہ محبت، نہ شمشیر، نہ آگ، نہ سمندر اور نہ ہی دوستوں کا خوف و ہراس اس کی راہ میں حائل ہو سکتا ہے۔"

(دی ورکس آف ورجل ۸۰)

۱۔ رومیوں کی ملکہ افلاک۔

۲۔ فینیقیوں کا دارالسلطنت اور ملکہ ڈڈو کا شہر۔

گہرہائے آب دار

پیش داستاں

پیش داستاں

عالمی داستان سے میری مراد عالمی کلاسیکی داستان ہے۔ یعنی وہ داستان جو بعید ماضی میں مختلف ہاتھوں. دنیا کے مختلف خطوں. گوشوں یا جگہ جگہ کی قوموں کے بیچ' آگے پیچھے یا بعض جگہ ایک ہی رنگ اور ڈھنگ میں سنگ سنگ پروان چڑھتی رہی۔

یہ داستان اصل میں ایام رفتہ کی انسانی آتما کی ندا اور انسانی دلوں کی آواز ہے. ایسی آواز جس کی بازگشت ہر دل اور ہر ذہن کے ایوان میں ہزار ہا برسوں سے سنائی دے رہی ہے اور جب تک نسل انساں باقی ہے' سنائی دیتی رہے گی۔

عالمی داستان ایک دوسرے کے مماثل اور یک رنگ ہیں۔ سومیری اور بابلیوں کی گلگامش کی داستان ہو یا مصریوں کے غرقاب سفینہ کا ملاح' یونانی ہومر کی ایلیڈ اور اوڈیسی ہو یا لاطینی شاعر ورجل کی اینیڈ' کیلٹس (آئرلینڈ) کی فنجل اور ٹیمورا ہو یا سکنڈے نیویا کی والسونگا ساگا' جرمنوں کی رزمیہ نی بی لنگ این لیڈ ہو یا فن لینڈ کی 'کلے ولا' آرتھر اور شارلیمانی رومانسز ہوں یا جزیرہ نما سپین کی رزمیہ "اسمیڈس ڈی گال" چینی و جاپانی اساطیر ہوں یا ہندوستانی رزمیہ مہابھارت اور رامائن یا ایران کا شاہنامہ فردوسی (وغیرہ)۔ ہیئت' موضوع اور مواد کے اعتبار سے سب ایک ہی نوعیت کی ہیں۔ اور ایک ہی سانچے میں ڈھل کر سامنے آئی ہیں۔

عالمی کلاسیکی داستان کی تین حیثیتیں ہیں۔ یعنی عالمی کلاسیکی داستان کو موضوع اور مواد کے اعتبار سے تین حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔

۱۔ متھ Myth

۲۔ ساگا Saga

۳۔ مارکین Marchain

متھ: وہ اسطورہ ہے جس میں کسی دیوی' دیوتا کے کارنامے بیان ہوتے ہیں۔ یا پھر بھوت پریت یا روح وغیرہ کا عمل دخل ہوتا ہے۔

ساگا: سکنڈے نیویا کی قدیم زبان نارس (Norse) کا لفظ ہے۔ اور ان قصے کہانیوں کے لئے مستعمل ہوتا ہے جن میں کسی تاریخی ہستی کا ظہور ہو۔

مارکین: جرمن لفظ ہے اور اس کہانی کو کہتے ہیں جس کا مقصد محض تفنن طبع یا ذہنی تفریح ہو۔

کوئی کہانی صرف متھ ہوتی ہے۔ اور کسی قصے کہانی میں متھ کے ساتھ ساگا کے رنگ بھی ہوتے ہیں۔ اسی طرح بعض قصے کہانیوں میں متھ، ساگا اور مارکین کے تینوں رنگ موجود ہوتے ہیں۔

عالمی داستان میں دیوی دیوتاؤں (۱) اور ارواح وغیرہ سے متعلق اساطیر متھس کے زمرے میں آتی ہیں۔ جولیس سیزر' آرتھر اور شارلیمان کے قصے اور رومانس' ساگا کا روپ لئے ہوئے ہیں۔ ہیروز کے حیرزا کارنامے۔ پریوں' شہزادیوں اور ماکاؤں وغیرہ سے ان کے معاشقے۔ سبھی داستانوں میں موجود ہیں اور مارکین کے تحت آتے ہیں۔

اردو لٹریچر میں بیتال پچیسی اور سنگھاسن بتیسی میں دیوی دیوتاؤں کی آمدورفت' قربانیوں اور امرت چھڑک کر مردوں کو زندہ وغیرہ کرنے کے واقعات متھ ہیں۔ بکرم (تاریخی ہستی) کے حوالے سے یہ دونوں ساگا اور اسکے کارناموں اور مہمات کے باعث مارکین ہیں۔ اسی طرح الف لیلہ' آرائش محفل اور داستان امیر حمزہ' ہارون الرشید' حاتم اور امیر حمزہ کے باعث ساگا اور ان کے کارناموں اور معاشقوں وغیرہ کے باعث مارکین ہیں (۲)۔

زیر نظر تصنیف میں اقوام عالم کی کلاسیکی داستانوں میں ملکوں ملکوں کی چھوٹی بڑی خوبصورت اور دلکش قدیم اساطیر اور قصے کہانیاں بھی شامل ہیں۔ یہ چھوٹے موٹے قصے کہانیاں داستانی رنگ لئے ہوئے ہیں اور اپنی ذات و صفات کے باعث

ہیں میں ننھی داستان یا داستان کا جزو دکھائی دیتی ہیں۔ اسی لئے انھیں بھی انبوہ داستاں میں شامل کر لیا گیا ہے۔

عالمی داستان اردو لٹریچر میں اولین کاوش ہے اور اس اعتبار سے اس کی اہمیت اور افادیت اور بھی بڑھ جاتی ہے کہ دنیا کی کسی زبان یہاں تک کہ انگریزی زبان و ادب میں بھی' اس کی تمامتر وسعتوں اور ہمہ گیریوں کے باوصف تا حال اس نوعیت کی کوئی تصنیف نہیں۔

کلاسیکی داستان کے کھوجی اور قدیم قصے کہانیوں کے جویا' ہمہ قسم کے داستانی معاملات و مسائل کے حل کے سلسلے میں اس سے استفادہ کریں گے۔ اردو زبان و ادب کے دلکش و نظر نواز رمنے میں پھوٹنے والے اس ترو تازہ چشمے کے خنک اور شیریں گھونٹوں سے نہ صرف ان کی پیاس بجھے گی بلکہ گو ناگوں داستان زاروں کی سیاحت سے انھیں اندرونی بشاشت' آسودگی اور طمانیت بھی حاصل ہو گی۔

والسلام

آرزو چودھری

۱۴۰۔ گلشن بلاک

علامہ اقبال ٹاؤن۔ لاہور۔

۱۔ دیوتا کا لفظ دیو سے ماخوذ ہے اور دیو کے معنی روشنی یا نور کے ہیں۔

۲۔ "داستان کی داستان" میں اردو داستان سے تفصیلا بحث ہو چکی ہے اس لے عالمی داستان میں اردو داستان کا دانستہ تذکرہ نہیں کیا جا رہا۔

اللہ ہو اللہ ہو

جگ سیاں جگ ساجن
جوت تری ہر درپن
جان جہاں واللہ تو

مہرومہ ہر ذرے
حسن ترا بھڑکے ہو

ھر در کا جگ بھر کا
ساچ کہوں ہم سب کا
خالق تو والی تو

ھر لمحے اک اک پل
سینے دل دھڑکے ھو

کھولے گھٹا جب گیسو
نرت کرے پروائی
باندھ کے پگ جل گھنگرو

بوند اڑے بن جگنو
میگھا بھی گرجے ہو

پھولوں میں رنگ و بو
چہروں میں روپ لہو
شبنم بھی تیری ضو

رین ڈھلے سر بکھریں
نور بہے تڑکے ہو

ہر ماتھے نین جڑے
ان دیکھی تھاپ پڑے
نت باجے من ڈمرو
آنکھ جلے بن باتی
سانس چلے کیسے ہو

روگی ہو کہ بروگی
بھوگی ہو یا جوگی
فیض ترا لال لہو
سگرے تن اک اک مو
امرت بن دوڑے ہو

قمری کی کو کو کو
ہر دل کو جائے چھو
کویل بھی کوکے تو
داماں گل چاک کرے
پتا بھی کھڑکے ہو

چاند جبیں خوش ابرو
نازوں بھرے لالا رو
پرچھائیں تیری سبھو
رشی ملا سب سادھو
سنیاسی راجے ہو

ہاتھوں میں   رنگ حنا
من میں بسے   من بجنا
آنکھوں میں   چاند آنسو

جوت بڑھی   نینوں کی
ماتھے لٹ   جھوے ہو

شوخ نگہ   ہونٹ مدھو
سیمیں پیا   عنبر مو
نین کریں   بس جادو
کایا مچے   ہل چل سی
چوڑی بھی   کھنکے ہو

جاں بے کل   من گھائل
تار بجے   سانس سجل
شور جنوں   ہو ہو ہو
دل میں کبھو   جاں میں تو
کوندا بن   لپکے ہو

ساقی بن   کون بھرے
جام تہی   خالی سبو
اٹھ دیکھے   کے دارو
مینا بھی   کچھ بولے
پیالا بھی   چھلکے ہو

حسن کی میں دیکھی نمو
حسن ترا چاروں سو
میرا جنوں میری خو
عشق بنا جگ خلاقن
حسن سجے کیسے ہو

جنموں کا میں پیاسا
جاں پیاسی من پیاسا
پیاسے رہے ہونٹ سمو
جل ساگر جل سے بھرے
گھونٹ کو جاں ترسے ہو

پیار پیا من بندھو
رنگ جہاں حسن و بو
پیار زہد پیار وضو
دل جھومے دیکھ کسو
ایسی نظر دیدے ہو

میں دیکھوں تجھے ہر دم
تو بھی تو دیکھ کبھو
جگ سیاں جگ پربھو
تو تو لگا چلمن سے
پیار ملے کیسے ہو

تیرنگ　　قوس ابرو
زہر بھرے　　لالا رو
محفل میں　　تیری صنم
جان کبھی　　دل مدعو
زخم سلے　　کیسے ہو

بھیگی شب　　چاند عدو
پیار کہیں　　نہ بندھو
نہ دلبر　　خندہ رو
تنہائی　　سناٹا
کوئی جئے　　کیسے ہو
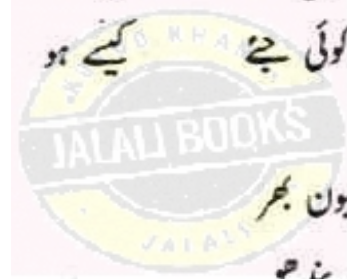
جگ میں اگر　　جیون بھر
پیار ملا　　نہ بندھو
من کا ہے　　ہاؤ ہو
سب جگ میں　　تو ہی تو
من کس کو　　ڈھونڈے ہو

موج بنا　　چنچل جو
دشت بنا　　شوخ آہو
پیار بنا　　سونے کو
میں میں ہوں　　تو ہے تو
من جھولی　　بھر دے ہو

☆

مذہبی رسوم، متھس اور قصے کہانیاں

گم گشتہ ماضی میں جب نا پختہ ذہن اور خام فلسفہ حیات رکھنے والا وحشی انسان، مظاہر مرگ، خواب کے تجربات، پیش آمدہ واقعات (۱) آسمانی آفات اور ماحول وغیرہ سے دہشت زدہ ہو کر ارواح کا قائل ہو گیا۔ اور اپنے آنجہانی بزرگان یا مینیز (Menes) کی پرستش کرنے لگا تو اس ارواح پرستی کے باعث اس کے دل میں غیر مرئی قوتوں یعنی دیوی دیوتاؤں کا عقیدہ راسخ ہونے لگا۔ چنانچہ اس نے دیوتا کو آسمان یا آسمان کو دیوتاؤں کا مسکن سمجھ لیا اور ان کی آفرینش، حرکات و سکنات، قوت اور خانوادہ کے بارے میں نئے نئے تصورات اخذ کر لئے۔ نتیجتہً اس کے جذبات اور فکر و افکار، مخصوص عقائد و ایقان کے تحت متھ (Myth) کے روپ میں ظاہر ہونے لگے۔ مثلاً زیئس، آسمان یا ملکوتی مظہر، ہیرا فضا اور ہیفیس ٹس آگ کا عنصر بن گیا وغیرہ وغیرہ۔ اس کے نزدیک روشن آنکھوں والی اتھینا، زیئس کے سر سے مسلح پیدا ہوئی۔ وہ دختر فلک یعنی سویرا ہے جو آفتاب نو (ہیفیس ٹس) کی معاونت سے خلق ہوا ہے۔ اتھینا کو کنواری کہا گیا کیونکہ اس کی روشنی پاکیزہ اور پوتر اور رنگت سنہری ہے۔ وہ پرومیکس (چیمپئن) ہے کیونکہ تیرگیوں سے مسلسل جنگ کرتی ہے(۲)

چوتھی صدی ق م میں سسلی کا یوہی میرس (Euhemerus) (۳) نامی شخص اس عقیدہ کی تشہیر و ترویج کا باعث بنا جس نے اپنی تصنیف "تاریخ مقدس" میں یہ نظریہ پیش کیا کہ یونانی دیوتا حقیقتاً وہ آنجہانی بادشاہ ہیں جنھوں نے اپنی زندگی میں لوگوں پر حکمرانی کی تھی یا پھر وہ ہیروز ہیں جنھوں نے عوامی بھلائی کے کام کئے تھے اور اس وجہ سے لوگوں نے انھیں اپنا معبود تسلیم کر لیا تھا۔ صنمیاتی اساطیر کی تشریح کا یہ **طریقہ کار** اس کے نام پر یوہی میرزم (Euhemerism) کہلایا

-(۴)

متھ یونانی لفظ ماتھس (Mythos) سے اخذ کیا گیا ہے جس کے معانی گفتہ چیز' یا منہ سے کہی ہوئی بات ہے جو ایک تقریر یا کہانی ہو سکتی ہے۔ تاہم خاص اصطلاح میں کسی دیوتا کی زندگی کے حالات اس کے کارناموں یا مہمات پر مبنی کہانی کو متھ کہتے ہیں۔ (۵)

ماہران بشریات نے ماتھالوجی کے حوالے سے متھ کی تعریف یوں کی ہے (٦)۔ وہ کہتے ہیں کہ صنمیات کا مطلب مختلف قوتوں کی متھس کا سائنٹیفک اور تقابلی جائزہ ہے جبکہ متھ ایک کہانی ہے۔ یونانی لفظ ماتھس (۷) کی اصل روح کے مطابق ہر کہانی متھ کے زمرہ میں آتی ہے کیونکہ اس کی ترسیل یا اظہار منہ کے ذریعے ہوتا ہے۔ وقت گزرنے کے ساتھ' متھ سے ایسی کہانی مراد لی جانے لگی جو سننے اور سنانے والے کے نزدیک کوئی کائناتی مقصد رکھتی تھی۔ وہ کہانیاں جن کا تعلق اشیاء اور شخصیتوں کی ابتدا سے ہوتا ہے۔ چاہے وہ دیوتا' آدمی جانور یا قدرتی اشیاء ہوں' متھس شمار ہوتی ہیں اور وہ کہانیاں بھی متھس ہوتی ہیں جن میں انسان کسی فوق الفطرت کے زیر اثر انسان سے جانور اور پھر جانور سے انسان بن جاتا ہے۔ خاندانوں' ملکوتی سورماؤں' عفریتوں اور بد ارواح کی پرستش اور کسی ایجنسی کے ذریعے سماجی اداروں اور ایجادات مثلاً آگ کی ابتدا وغیرہ پر روشنی ڈالنے والی اساطیر متھس کے ذیل میں آتی ہیں۔ اور سب سے آخر میں اعمال کے مطابق جزا و سزا کے عقیدے کی اہمیت' دوسری زندگی اور مردوں کے بارے میں نظریہ پیش کرنے والی کہانیوں کا تعلق بھی متھس سے ہے۔

متھ کا مذہب سے ناتا تھا۔ یہ تصور کی پیداوار تھی اور اختراع کردہ اس کہانی کو پیش کرتی تھی جو غیر ذمہ دار ذریعے سے حاصل کی گئی ہو۔ متھ مذہبی رسوم کی تشریح اور اس کی کہانی تھی۔ مثلاً کوئی کاہن یا معالج' جادوئی رسم سے مینہ برساتا یا فصل اگاتا تو اس عمل کی کہانی متھ بن جاتی تھی۔ زمانہ قدیم میں فوق فطرت ہستیوں یا دیوی دیوتاؤں کے بارے میں یہ خیال کیا جاتا تھا کہ انھوں نے خود کو

انسانی فلاح و بہبود اور ان امور کی بجا آوری کے لئے وقف کر رکھا ہے جو انسان کے حق میں منفعت آور اور سود مند ہیں۔ مذہبی رسوم میں انسان، دیوتاؤں کے انجام دادہ ان امور کی نقالی کرتا تھا تاکہ انسانی فلاح کا یہ سلسلہ جاری رہے۔ (۸)

مقامی ماحول اور حالات یکساں نہیں ہوتے۔ گم گشتہ ادوار میں زندگی بسر کرنے کے ڈھنگ مختلف تھے اور یہی وجہ تھی کہ مختلف جگہوں پر مذہبی رسوم بھی مختلف تھیں۔ اور یہ تضاد متھ کی تشکیل پر بھی اثر انداز ہوا تھا۔ اور اس کے نتیجے میں ریوڑ پالنے والے، گڈریوں کی مذہبی رسوم، ساحل سمندر پر رہنے والے مچھیروں کی مذہبی رسوم سے مختلف تھیں۔ اس طرح برفانی علاقوں کے باشندے، نرم آب و ہوا کے میدانی علاقوں کے باسیوں کے برعکس اپنی الگ تھلگ متھ رکھتے تھے۔ مثلاً تجسیم انسان کا تصور (جو ہر جگہ مختلف رہا ہے) شمالی یورپ یا سکنڈے نیویائی ممالک کے برودت زدہ میدانوں کے باشندوں کے نزدیک، ملکوتی گائے اودملا (Audumla) مسلسل تین دن نمکین برفانی تودہ چاٹتی ہے تو اس میں سے دنیا کا اولین انسان جس کا نام بوری تھا، نمودار ہوتا ہے (۹)۔ اس کے برعکس انسانی آفرینش سے متعلق یونان میں تخلیق ہونے والی متھ یا اسطورہ میں پرومی تھیس (Prometheus) نامی ٹائی ٹن (۱۰) لب دریا پھولوں کے حسین و دلکش کنج میں بیٹھ کر، مٹی گوندھتا اور اس سے انسانی پتلا بناتا ہے۔ پھر دیوی اتھینی اس میں جان ڈالتی ہے (۱۱) وغیرہ۔ اس طرح جزا و سزا کی جگہوں اور دوسری باتوں کے بارے میں بھی متھس متضاد تھیں۔ مثلاً یونانیوں کی گنہگار ارواح تاریک اور سرد پاتال اور نیک روحیں مغربی اوشن کے روشن جزیرے الزیم (۱۲) میں قیام کرتی تھیں۔ جبکہ شمالی یورپ کی بد ارواح نیفل ہیل (Nifel-hel) کی تیرہ و تار گہرائیوں اور نیک آتما، ہیلا (Hela) کے سرسبز و شاداب ملکوتی میدانوں میں بسیرا لیتی تھیں (۱۳)۔

ابتدائی انسان انقلابات، نوواردوں کی آمد اور حملہ آوروں وغیرہ کے تحت رونما ہونے والی تبدیلیوں کے زیر اثر متھ پر نظر ثانی کرتا رہتا یا پھر اسے نئے

سرے سے ترتیب دیتا تھا۔ بعض حالات میں متھ کی صورت ہی بدل جاتی یا پھر اسے کلیتاً نظرانداز کر کے نئی متھ اختراع کی جاتی اور کسی ایک متھ پر دوسری متھ کو ترجیح دے کر، جزو ایمان بنا لیا جاتا۔ مثلاً پرومی تھیس کے ہاتھوں مٹی سے انسان کی تخلیق و تجسیم کی متھ، بحیرہ روم کی قدیم فاختہ دیوی یوری نومی (Euronome) کے پیدا کردہ انڈے سے برآمد شدہ فطرت کی متھ سے زیادہ مقبول و معروف ہوئی۔

(نیو لیروزے انسائیکلوپیڈیا آف مائتھالوجی ص ۷)

تہذیب و تمدن کی نشوونما کے اثرات بھی متھ پر وارد ہوئے ہیں۔ گھانا کے اکن قبیلے کا سماجی نظام خواتین حکمرانوں کے تحت تھا ہر ملکہ کی حکومت میں تین یا چار قبائل ہوتے تھے جن پر وہ بوڑھی عورتوں کی کونسل کی اعانت سے حکومت کرتی۔ ہر قبیلے کے جانور نما دیوی دیوتا تھے۔ پھر تبدیلیاں رونما ہوئیں اور یہ چھوٹی چھوٹی ملکہ حکومتیں، بیرونی رواج کے زیر اثر شہری ریاستوں اور شہری ریاستیں ایک عظیم بادشاہ کی زیر نگرانی ایک پر امید اور خوش حال قوم میں مبدل ہو گئیں اور اب یہ عظیم بادشاہ، سورج کا سپوت یا چاند کا بیٹا کہلانے لگا اور لا محدود اختیارات کا مالک بن گیا۔ اور وہ سورج جو متھ کے مطابق اس وقت تک ہر صبح دیوی نگیمی سے دوبارہ جنم لیتا تھا۔ ایک ابدی دیوتا بن کر سامنے آیا۔ ساتھ ہی وہ چاند کے احیائی عمل سے بھی مکت ہو گیا۔

جب اکن (Akan) قبیلے نے سورج کی پرستش کے تحت سرداری (بادشاہی) نظام اپنایا تو آفرینش سے متعلق ان کی متھ بھی بدل گئی۔ یعنی سوڈانی قبائل سے ان کا واسطہ پڑا تو یہ اپنی خالق اور قادر مطلق چاند دیوی نگیمی کو چھوڑ کر ان کے خالق دیوتا اوڈومین کوما (Odomankoma) (آسمان کا دیوتا) کو خالق انسان سمجھنے لگے۔ سوڈانی حملہ آور ہفتہ کے سات دنوں پر حکومت کرنے والے سیاروں کی قوت پر یقین رکھتے تھے۔ اکنز کے مذہب میں یہ اضافی عقیدہ بھی شامل ہو گیا۔ ساتھ ہی مصالحتی متھ نے دونوں کے قبائلی دیوی دیوتا کو بھی ایک جنسی اتحاد کی

صورت میں یکجا کر دیا (۱۴)۔ چودہویں صدی عیسوی کے اواخر تک ایک سماجی انقلاب نے اوڈومین کوما کو آفاقی سورج دیوتا کے حق میں بٹھا دیا اور اس تبدیلی کے تحت ایک بار پھر متھ بدل گئی۔

مصر میں بھی چھوٹا مادری نظام (چاند ملکہ کی حکومت) فراعنہ کے پدری نظام (سورج مملکت) میں منتقل ہوا تو ڈیلٹا کے بڑے قبیلوں کے دیوی دیوتا شہروں کے دیوی دیوتا بن گئے اور شہر بڑے بادشاہ کے زیر نگیں آ گئے۔ اور بڑا بادشاہ اب چاند کے بیٹے کی بجائے سورج دیوتا را (Ra) کا فرزند کہلانے لگا۔ را کی آمرانہ حکومت کے خلاف شہر کے حکمرانوں کی مخالفت بھی ایک متھ میں ظاہر ہوئی۔ یعنی جب سورج دیوتا را ضعیف اور بوڑھا ہو گیا تو چاند دیوی آئی سس نے اس کے خلاف سازش کی۔ چنانچہ را کو مجبوراً انسانوں کے خلاف اپنی تباہ کن آنکھ استعمال کرنا پڑی۔ پھر وہ وفادار گائے دیوی ہتھر کے ساتھ آسمان پر چلا گیا۔ متھ یہ ثبوت بھی مہیا کرتی ہے کہ بعد میں وہ اوسیرس کی تجسیم بن کر چاند دیوی آئی سس کے عاشق کی صورت میں سامنے آیا۔

(دیباچہ' vi نیو لیروزے انسائیکلوپیڈیا)

بحیثیت مذہبی قوت' ملکہ ماں کا زوال' اور شاہی برتری کے حصول کے لئے اس کی کوشش' ہومری متھ میں بھی ظاہر ہوتی ہے۔ یعنی زیئس نے کس طرح ہیرا کے ساتھ برا سلوک کیا اور ہیرا نے کس طرح اس کے خلاف بغاوت کی۔ لیکن زیئس گرج دیوتا ہی رہا۔ یونانیوں کے قومی جذبے نے اسے مشرقی طرز کا سورج دیوتا نہ بننے دیا۔

کسی ایک قبیلے یا خطے کے دیوتا یا دیوی کی ایک ہی حیثیت کے بارے میں متضاد بیانات یا مختلف متھس ہوتیں جن میں اس کے گوناگوں روپ ہوتے (۱۵)۔ اور پھر ان ہی روپ کے تناظر میں قسم قسم کے قصے اور کہانیاں خلق ہوتی چلی جاتیں۔ مثلاً السٹر (آئرلینڈ) کے دارالسلطنت ایمین مکا (Emainmacha) کی دیوی مکا' وہ دیوی ماں تھی۔ جس کی پرستش' کیلٹس کی آمد سے قبل' تمام

آئرلینڈ میں کی جاتی تھی۔ ایک جگہ اسے آئرلینڈ کے ابتدائی حملہ آوروں کے سردار نیمڈ کی بیوی بتایا گیا ہے۔ السٹر سلسلے میں وہ کرن کو' نامی کسان کے شریک حیات ہے۔ جس کا تعلق دھرتی سے تھا۔ وہ حاملہ تھی تو اسے ایمین مکا میں اپنی مرضی کے خلاف' شاہ السٹر کنکوبار کے گھوڑوں کے ساتھ دوڑنا پڑا تھا۔ وہ دوڑ تو اس نے جیت لی تھی لیکن زندہ نہ رہی اور دو بچوں کو جنم دے کر راہی ملک عدم ہوئی۔ مرتے وقت اس نے السٹر کے جنگجوؤں کو بد دعا دی۔ جس کے نتیجے میں ان کی نو نسلوں کو بچہ جننے کے وقت' پانچ دن چار راتیں شدید اور ناقابل برداشت درد زہ میں مبتلا ہونا پڑا۔ یہاں مکا اکبار پھر زرخیزی کی دیوی بن کر نمودار ہوئی۔ جس کا تعلق نہ صرف زمین کی زرخیزی بلکہ انسانوں کی افزائش سے بھی تھا۔

ایک اور متھ میں وہ جنگجو ملکہ ہے جس نے غنیم کے بیٹوں سے اپنے دارالسلطنت ایمین مکا کی فصیلیں تعمیر کرائیں۔ یہاں وہ دوسری متھس کی رزم آرا دیویوں کی صورت جنگ جویانہ شان کی حامل ہے۔ بعض اوقات جنگجو دیویوں کی تریمورتی (جو جنگ کی سربراہ ہوتی) کی تکمیل کی خاطر اسے مورگین (۱۶) اور بوو (۱۷) کی رفاقت میں دکھایا جاتا۔ اس حیثیت میں وہ میدان کارزار میں' فانی ہتھیاروں کے بجائے' فوق فطرت قوتوں کو بروئے کار لاتی تھیں جیسا کہ مورگین نے کوہولین کے خلاف جنگ میں مظاہرہ کیا۔ یہ شکلیں بدل سکتی تھیں۔

قدیم وحشی انسان ہوا' سمندر اور آگ وغیرہ کو انسان کی طرح جاندار اور مضبوط جذبات کی حامل مخلوق خیال کرتا تھا۔ آتش فشاں پہاڑ' اس کے نزدیک ان آتشیں بھٹیوں کے دہانے تھے' جنھیں آہن گر دیوتا زیرِ زمین بھڑکائے بیٹھے تھے۔ اسی طرح جانداروں وغیرہ سے مشابہت رکھنے والی قدرتی اشیاء اس وحشی اور غیر مہذب انسان کی آنکھوں میں جانداروں کا روپ دھار لیتی تھیں۔

مثلاً انسانوں اور جانداروں سے مشابہت رکھنے والی خاص بناوٹ کی چٹانوں کے بارے میں اس وحشی انسان کا خیال تھا کہ یہ چٹانیں کبھی انسان یا جانور تھیں جنھیں پتھر کا بنا دیا گیا تھا۔۔۔۔ اور پھر وہ وحشی ان چٹانوں میں نہاں انسانوں یا

جانوروں سے کسی دیوی دیوتا کی زندگی کے مختلف واقعات وابستہ کر کے انھیں قصے کہانیوں کا رنگ دے دیتا تھا۔

عالمی کلاسیکی داستان کی تشکیل و تخلیق

اصل میں یہ قصے کہانیاں متھ تھیں۔ جن میں دیوی دیوتاؤں کے کارنامے بیان ہوئے تھے اور جب کبھی دیوی دیوتا کی شخصیت رسم و رواج کے ذریعے کسی متھ میں نکھر کر سامنے آ جاتی اور عوام میں اس کا تصور عام ہو جاتا تو پھر اس دیوی دیوتا کے بارے میں نو بہ نو کہانیاں مختلف انداز میں کم و بیش اختراع ہونے لگتیں۔ اور یوں دیوی دیوتاؤں کے کارنامے اور ان کی محبتیں' نفرتیں اور رقابتیں وغیرہ قصے کہانیوں کے روپ میں بھاٹ' گویوں اور کہانی کاروں کے ذریعے جگہ جگہ لوگوں اور عقیدت مندوں کے دلوں میں گھر کر لیتیں۔

ہم اس تمام تر بحث کو مختصراً یوں سمیٹ سکتے ہیں کہ کسی بھی قبیلے یا قبائل میں پہلے پہل روایات اور متھس جنم لیتی ہیں اور پھر ان زبانی روایات اور متھس سے لوک ادب وجود میں آتا ہے۔ چنانچہ ابتدا میں روایات اور متھس سامنے آئیں اور وہ نسل در نسل ایک صدی سے دوسری صدی میں سینہ بہ سینہ منتقل ہوتی رہیں اور جب تہذیب کے کچھ اثرات بڑھے تو اس قبیل کے قبائلی گیتوں اور مقامی نظموں کو فروغ و فروزانی میسر آئی اور دیوی دیوتاؤں کے بے سہارا حوالہ جات ان سے وابستہ ہونے لگے اور پھر ان میں کوئی مقامی دیوتا نما انسان یا سورما اپنے نو بہ نو کارناموں اور عشق و عاشقی کے معاملات کے ساتھ آ وارد ہوا (۱۸) اور یوں ان قبائلی گیتوں اور مقامی نظموں میں قصے کی آمیزش ہونے لگی۔ اور پھر یہ قبائلی گیت اور مقامی نظمیں' کہانی نما گیت اور قصہ نما نظمیں بن گئیں۔ زاں بعد دیکھتے ہی دیکھتے یہ کہانی نما گیت اور قصہ نما نظمیں سیلانی بھاٹوں اور آوارہ گرد گویوں کے ذریعے دور دور تک پھیل گئیں۔ اس وقت تک کوئی نہ کوئی معروف ہیرو یا دیوتا نما سورما یا پھر کوئی دیوتا زادہ انسان ان گیت نما قصوں یا

قصہ نما نظموں میں مرکزی کردار کی حیثیت اختیار کر چکا ہوتا۔
جب لوک ادب ارتقاء پذیر ہوا اور اسے عام پذیرائی ہوئی تو تعلیم یافتہ شعرا نے کہانی نما گیتوں اور منظوم قصوں کے مواد اور ہیئت میں فراخ دلی سے اضافے کئے (۱۹) اس وقت ایک اور تبدیلی اور رجحان رونما ہوا یعنی ان قصہ نما گیتوں اور منظوم کہانیوں کو گانے کی بجائے مہذب تماشائیوں کے بیچ مذہبی تقاریب' تیوہاروں اور کھیل تماشوں کے موقع پر پیش کیا جانے لگا اور ساتھ ہی ان میں قسم قسم کے دلچسپ واقعات اور من پسند کرداروں کا اضافہ ہونے لگا۔ عزائی رنگوں اور دیوتاؤں کی زندگی کے مختلف پہلوؤں پر مبنی تمثیلیں پہلے رواج پا چکی تھیں۔ اور ڈراما کا سفر بھی باقاعدہ شروع ہو چکا تھا۔ یونان میں خصوصاً اس نے بہت ترقی کر لی تھی اور نئے نئے ڈرامانگار' ڈراما کی ترویج و تشہیر اور تخلیق و تشکیل میں منہمک اور کوشاں تھے۔ اسی وقت ایک اور پیش رفت ہوئی یعنی مختلف قبائلی روایات اور اساطیر کے روپ میں مختلف جگہوں اور مختلف ادوار میں نمو پانے والے الوہی اور سورمائی ادب کو مطالعہ کے لئے غیر مطبوعہ مسودات کی صورت دی جانے لگی پھر لوگوں میں ان غیر مطبوعہ مسودات کو یکجا کرنے کا شعور پیدا ہوا اور انھیں اکٹھا کیا جانے لگا (۲۰)۔

چنانچہ بابلی داستان یعنی **گلگامش** کی داستان' سومیری عہد میں' **گلگامش** اور ملک بقا' **گلگامش**' اکیدو اور عالم ظلمات' **گلگامش** اور اگا' **گلگامش** اور تورفلک' اور **گلگامش** کی موت وغیرہ ایسی مختلف رزمیہ نظموں میں بٹی اور بکھری ہوئی تھی۔ سومیری شعرا کے ہاتھوں یکجا ہو کر سامنے آئی۔ ان شعرا نے ان مختلف رزمیہ نظموں میں نہ صرف ربط' تسلسل بوقلمونی اور پیچیدگیاں پیدا کیں بلکہ انھیں تین ہزار چھ مصرعوں پر مبنی ایک خوبصورت اور دلکش داستان بھی بنا دیا۔
روایات' متھس' کہانی نما نظموں اور گیتوں وغیرہ کو سمیٹ کر یا کسی ہیرو کی مختلف کہانیوں کو واقعات کی ایک بڑی لڑی میں پرو کر تخلیق داستاں کا یہ عمل یا ذوق کسی ایک علاقے یا دور تک محدود نہ تھا۔ بلکہ ہر جگہ کلاسیکی داستان اسی عمل

سے گزر کر اسی انداز میں حقیقی داستان بنی۔

مصر کی معروف اور مقبول ترین اسطورہ اسراور است (۲۱) جو یونانی مصنف پلو ٹارک کی دریافت ہے اور مربوط اور مکمل انداز میں پیش کی گئی ہے۔ اپنی تصنیف سے قبل اجزا کی صورت میں بکھری پڑی تھی۔

یہ اسطورہ اور اس کے اساطیری عناصر نامکمل اور بے جوڑ اجزا کی شکل میں دوسری عزائی تحریروں (۲۲) یعنی ہرمی ادب (۲۳) مذہبی تابوتی ادب (۲۴) اور کتاب اموات (۲۵) وغیرہ میں نہاں اور ساڑھے چار ہزار برس قبل کی تحریروں میں موجود تھے۔ تاریخ کے ابتدائی دور میں بھی ان کی موجودگی کی شہادت ملتی ہے (۲۶)۔ قدیم یونانی اور رومی اہل قلم اور دانشوروں نے مصری اساطیر کی دلکشی اور جاذب واقعات سے متاثر ہو کر انھیں ڈھونڈا اور اپنے قصے کہانیوں کی اساس بنایا۔ جو نسبتاً مکمل اور زیادہ مفصل تھیں۔ پلوٹو کی تحریر کردہ اسطورہ' اسر اور است' بھی ان ہی میں شامل ہے۔

ہومر کی دونوں رزمیہ نظموں یعنی ایلیڈ اور اوڈس سی کے خوبصورت اور دلپذیر انگ عیسائیت کی آمد سے سینکڑوں سال پہلے وجود میں آ چکے تھے۔ اور جگہ جگہ کے بھاٹ اور گویے خاص گریشیا' جنوبی اٹلی' سسلی' ایجئن کے جزائر اور ایشیائے کوچک کے سواحل پر انھیں گاتے پھرتے تھے۔

آٹھویں صدی ق م میں ایلیڈ اور 'اوڈس سی' کو موجودہ صورت نصیب ہو گئی تھی۔ جب سیلانی بھاٹ اور گویے عظیم تیوہاروں خصوصاً "عظیم اتھینی کے تیوہار پر جہاں دنیائے یونان کے یونانی جمع ہوا کرتے' انھیں گا کر سنایا کرتے تھے۔ اس وقت ان بھاٹ اور گویوں کو مائی سینائی سلطنت کا وہ شاندار ماضی یاد تھا جب ایگا میمنن نے ہیلن کی بازیابی کے لئے ٹرائے کے خلاف متحدہ یونانیوں کی کمان سنبھالی تھی۔ دبستان ہومر کے گویے تمام یونانی دنیا میں گھومتے پھرتے تھے۔ آٹھویں صدی ق م کے اواخر میں بوئیشیا میں ہسیاڈ کی تحریر انھیں جانتی اور اپنا رقیب خیال کرتی تھی اور ان ہی سے اس نے یہ تکنیک سیکھی (۲۷)۔ ہومر کی یہ

دونوں نظمیں اسی صدی میں تحریر و تسطیر میں آئیں۔ یہ دونوں مختلف ہاتھوں کی مرہون احسان ہیں یا کسی ایک ہاتھ نے براہ راست انھیں مرتب کیا۔ یہ معاملہ ابھی طے نہیں ہو سکا۔

آرتھری رومانسز یعنی آرتھر اور اس کے دلیر اور جنگجو نائٹوں کے عشقیہ اور رزمیہ قصے ادھر ادھر بکھرے ہوئے تھے۔ جنھیں سیلانی گویے اور بھاٹ لارڈز کے درباروں، قلعوں اور خاص خاص موقعوں پر عوامی مجموں میں سناتے پھرتے تھے۔ علاوہ بریں راہب ان دلچسپ اور دلپذیر رومانسز سے زائرین کا دل بہلایا کرتے تھے۔ (۲۸) من ماؤتھ کے راہب جیفری نے نین نی اس (Nennius) کی تصنیف ہسٹوریا بریٹونم (Historia Britonum) کو سامنے رکھ کر آرتھری رومانسز کو یکجا کیا اور ہسٹوریا ریگم بریٹینی (Historia Regum Britanniae) کے عنوان سے بارہویں صدی عیسوی میں انھیں تحریری صورت عطا کی۔ اسی طرح میلوڈی (Melody) نے فرانسیسی زبان اور دیگر ذرائع سے استفادہ کرتے ہوئے، آرتھری قصے کہانیوں یا **رومانسز** کو گول میز کے جنگجو اور عاشق مزاج نائٹوں کے ساتھ اپنی تصنیف مورٹی ڈارتھر (Morte'd Arthur) میں پیش کیا۔ اکیس جلدوں میں میلوڈی کی یہ تصنیف مارچ ۱۴۶۹ء اور مارچ ۱۴۷۰ء کے دوران مکمل ہوئی (۲۹)۔ شارلیمانی **رومانسز** شارلیمان ہی کے عہد کے آرچ بشپ ٹرپن (Turpin) کی کاوشوں کا ثمر ہیں۔

کیلٹس کی مشہور داستان **فنجل** اور ٹیمورا بھی دوسری عالمی کلاسیکی داستانوں کی صورت سامنے آئیں۔ میکفرسن (Macpherson) (۱۷۳۶-۹۶ء) نامی عالم کو گیلک شاعری سے بے حد لگاؤ تھا۔ چنانچہ کسان کے اس بیٹے نے سکاٹ لینڈ کے کوہستانیوں کے قریے قریے، گاؤں گاؤں گھوم پھر کر قدیم شاعری کے شہ پارے اکٹھے کئے اور ترجمہ کر کے انھیں ۱۷۶۰ میں شائع کیا۔ پھر چند کوہستانیوں کی مدد سے ۱۷۶۲ء میں چھ جلدوں پر مشتمل قدیم رزمیہ **فنجل** اور سال بعد آٹھ جلدوں میں ایک اور رزمیہ ٹیمورا شائع کی (۳۰)۔

سکنڈے نیویائی باشندوں کی روایات' سورمائی گیت اور اساطیر' آئس لینڈ' ناروے' ڈنمارک اور سویڈن میں جگہ جگہ بکھری تھیں۔ عیسائیت کی آمد اور پذیرائی (نویں اور گیارہویں صدی عیسوی کا درمیانی عرصہ) کے بعد کہیں جا کر سکنڈے نیویائی شعرا اور ادیبوں نے اپنے اب و جد کے مذہبی عقائد' متھس اور روایات وغیرہ کو تحفظ دینے کا اہتمام کیا (۳۱)۔ سکنڈے نیویائی گمنام نظموں اور گیتوں کے مجموعے کا نام ایڈا (Edda) ہے۔ ایڈا (Edda) نظم و نثر دونوں میں ہے۔ اور سکنڈے نیویا کی قدیم زبان نارس (Norse) میں لکھی گئی ہے۔ منظوم ایڈا' آئس لینڈ کے عالم سیمنڈ (Saemund) نے ۱۲۰۰ ع میں مرتب کی تھی۔ اس میں آفرینش کائنات' صنمیات' والسونگ اور نبلنگ خاندانوں کے منظوم بیانات ہیں۔ دوسرے الفاظ میں سکنڈے نیویائی معروف رزمیہ داستان والسونگا ساگا اس میں خوابیدہ ہے۔ مورس ولیم نے انگریزی زبان میں رقم کردہ اپنی مشہور داستان سی گواڈ دی والسونگ (Sigurd the volsung) کی اساس والسونگا ساگا ہی پر رکھی ہے۔ چار جلدوں پر مشتمل یہ طویل رزمیہ ۱۸۷۶ ع میں شائع ہوئی۔(۳۲)

مشور 'ایڈا' سنوری سٹرلیسن (Snorri Sturlason) کی کاوش ہے۔ ۱۲۳۰ع کی اس تصنیف میں سکنڈے نیویا کے خالق دیوتا اوڈن کے بارے میں معلومات فراہم کی گئی ہیں۔ بالڈر حاتھر رومانس' ہملٹ کا قصہ اور جرمن ھیرو ڈیٹ ریچ کی کتھائیں بھی' قدیم مذھبی عقائد رسوم و رواج اور متھس وغیرہ کو جمع کر کے تشکیل دی گئیں ہیں (۳۳)۔

مشہور جرمن داستان نی بی لنگ این لیڈ اور اینگلو سیکسن ممتاز ہیرو بے۔او۔وولف کی رزمیہ کہانیاں بھی ابتدا میں بکھری پڑی تھیں۔ بہت بعد میں انھیں ایک مرکزی کردار کے گرد اکٹھا کیا گیا اور یوں انھیں بھی داستان اور رزمیہ کا چولا نصیب ہوا۔ (۳۴)

روسی بائی لینی (Byliny) یعنی رزمیہ یا سورمائی لوک گیت جن میں روسی

بوگیتری (سورماؤں) کا ذکر ہوتا تھا۔ ابتدا میں جگہ جگہ بکھرے پڑے تھے۔ جنھیں سکے زی ٹلی (Skaziteli گیت خواں) انسانی جمگھٹوں اور مجموں میں گاتے پھرتے تھے۔ انھیں سب سے پہلے انگریزی سفارت خانے (ماسکو) سے ملحقہ کلیسا کے انگریز پادری رچرڈ جیمز نے جمع کیا۔(۳۵)

فن لینڈ کی قومی رزمیہ کلے ولا (Kalevala) جس کے پانچ ہیرو ہیں۔ اور جس کا موضوع سمپو (جادوئی چکی) کی تلاش اور ایلیڈ کی طرح کلے ولا (فن لینڈ) اور پوہجولا (لیپ لینڈ' لٹ' نارتھ لینڈ) کے مابین لڑی جانے والی جنگ کے بیانات ہیں' انیسویں صدی عیسوی تک زبانی کلامی گیتوں اور قصہ نما نظموں کی صورت سینہ بہ سینہ منتقل ہوتی رہی۔ فنواگریائی قوم کی اس دیو مالا اور قصہ نما گیتوں (وغیرہ) کو ۱۸۲۲ ع میں ذکیر۔لس ٹاپی لیئس (Zacharias Topelius) نامی شخص نے اکٹھا کیا۔ ۱۸۳۰ ع میں ایلی اس لون نراٹ (E Lias Lonnrott) نے ان میں ترتیب قائم کر کے کلے ولا کے عنوان سے بارہ ہزار سطور میں یہ قومی رزمیہ پیش کی۔ ۱۸۴۹ ع میں جب کلے ولا دوبارہ شائع ہوئی تو اس میں ترجمہ شدہ سطور کی تعداد بارہ ہزار سے بڑھ کر تیئس ہزار تک جا پہنچی تھی (۳۶)۔

فن لینڈ کے دانشوروں کے نزدیک رزمیہ کلے ولا' تین مرحلوں میں تکمیل کو پہنچیں۔ پہلے مرحلے میں غیر مطبوعہ ابتدائی 'کلے ولا' خلق ہوئی۔ جس میں پانچ ہزار باون شعر تھے۔ دوسرے مرحلے میں بارہ ہزار اٹھتر اشعار پر مشتمل قدیم کلے ولا یا پہلا ایڈیشن اور تیسرے مرحلے میں بائیس ہزار سات سو پچانوے شعروں کی حامل نئی کلے ولا یا دوسرا ایڈیشن موجودہ صورت میں سامنے آیا (۳۷)۔

ہندوستان کی عظیم رزمیہ مہا بھارت جو دنیا کی طویل ترین رزمیہ بھی ہے۔ دو لاکھ بیس ہزار سطروں پر مشتمل ہے۔ تیسری صدی عیسوی کے بعد کی اس تخلیق میں مختلف شعرا نے مختلف اوقات میں خوبصورت اضافے کئے ہیں۔ بھگود گیتا۔ ھری ونس اور بعض دوسری کہانیاں بعد میں شامل کی گئیں۔ مہا بھارت کی بہت سی کہانیاں ویدی دور اور ویدی کرداروں سے متعلق ہیں۔ رامائن بھی ان

میں سے ایک ہے۔ مہابھارت کو مرتب کرنے میں کرشن دوائے پائن ویاس کا ہاتھ ہے۔(۳۸)

جاپان و چین کی مقدس دیو مالائی روایات اور متھس وغیرہ بھی مدت تک ہونٹوں ہونٹوں گردش کرتی رہیں اور پھر کہیں یکجا ہو کر تحریری صورت میں سامنے آئیں۔ جاپانی دیو مالائی روایات اور اساطیر کو سنبھالا دینے اور برقرار رکھنے کا سہرہ جاپانی گویوں کی جماعت کتاری بی (Kitari-be) کے سر ہے۔ جو سیلانی بھاٹوں اور گویوں کی مثال جاپانی اب و جد کی آفرینش اور دیوتاؤں کی آمد کے قصے اور دیگر دیو مالائی اساطیر جگہ جگہ گاتی پھرتی تھی۔ ۷۱۲ میں یاسومارو نے جاپانی روایات اور اساطیر کو کتابی صورت میں 'کوجی کی (Koji-Ki) کے نام سے جاپانی زبان اور چند سال بعد' نی ھان جی (Nihon-ji) کے عنوان سے چینی زبان میں پیش کیا (۳۹)۔

قصہ کوتاہ عالمی کلاسیکی داستان ہر جگہ ایک ہی صورت اور ایک ہی انداز میں سنبھل کر سامنے آئی۔ دنیا بھر کی کلاسیکی داستانوں کے خالقین یا موتبین نے ہر جگہ داستان گری کے اس روایت کا احترام و تکریم کرتے ہوئے' داستان کو ایک ہی ڈھب اور ایک ہی ڈھنگ سے پیش کیا ہے۔ دوسرے الفاظ میں کلاسیکی داستانوں کی تشکیل و تکمیل کی داستان میں مماثلت اور مشابہت پائی جاتی ہے۔

حواشی

۱۔ دی آؤٹ لائنز آف ماتھالوجی ص ۲۴

۲۔ اے ہینڈ بک آف گریک ماتھالوجی ص ۸

۳۔ سسلی کا باشندہ، مقدونیہ کے کینڈر (۳۱۱ ۔ ۲۹۸ ق م) کا ملازم

۴۔ دی آکسفورڈ کمپے نیئن ٹو انگلش لٹریچر ص ۲۷۱

۵۔ دی آؤٹ لائنز آف ماتھالوجی ص ۱۳

۶۔ کیسلز انسائیکلوپیڈیا آف لٹریچر ص ۳۷۲

۷۔ کیسلز انسائیکلوپیڈیا آف لٹریچر نے ماتھس کے بجائے Muthos لکھا ہے۔

۸۔ نیو لیروزے انسائیکلوپیڈیا آف ماتھالوجی ص v

۹۔ دیو مالائی جہان ص ۳۵

۱۰۔ یہ انسانوں کے لئے آسمان سے آگ چرا کر لایا تھا۔

۱۱۔ دی آکسفورڈ کمپے نئین ٹو انگلش لٹریچر ص ۲۴۰

۱۲۔ دیو مالائی جہان ص ۹۰

۱۳۔ دیو مالائی جہان ص ۴۰، ۳۹

۱۴۔ نیو لیروزے انسائیکلوپیڈیا، دیباچہ ص vi

۱۵۔ نیو لیروزے انسائیکلوپیڈیا ص ۲۲۹

۱۶۔ Morrigan تلفظ Morri-am آئرش کی جنگجو دیوی

۱۷۔ Badh تلفظ Bov

۱۸۔ ٹیوٹانک متھ اینڈ لیجنڈ دیباچہ vii

۱۹۔۲۰ ٹیوٹانک متھ اینڈ لیجنڈ دیباچہ viii, vii

۲۱۔ اوزیرس (دیوتا) اور آئی سس (دیوی)

۲۲۔ جب کوئی مصری مرتا تو اس کے اقربا، منتر، بھجن، جادو ٹونا یا مذہبی نوعیت کی کوئی اور تحریر اس کی قبر میں رکھ دیتے تھے۔ مصریوں کے عقیدے کے مطابق یہ منتر، بھجن وغیرہ اگلے جہان میں آنجہانی کے کام آتے۔ اس کے درجات بلند کرتے، مصائب سے بچاتے اور

اس کے لئے آسودگی اور آسائشوں کا باعث بنتے۔ اسر دیوتا کی جنت میں جانے اور اسر دیوتا میں ضم ہونے کے لئے بھی یہ مندرجات ناگزیر تھے۔ مصری اپنی مالی حیثیت کے مطابق ان سے استفادہ کرتے تھے۔

۲۳۔ ہرمی ادب فراعنہ مصر اور ملکاؤں کے لئے مخصوص تھا اور ان کے مقابر میں کندہ کیا جاتا تھا۔

۲۴۔ مذہبی تابوتی ادب سوسائٹی میں اونچا درجہ رکھنے والی متمول ہستیوں کے لئے تھا اور ان کے تابوتوں پر کندہ کیا جاتا تھا۔

۲۵۔ کتاب اموات۔ دعا' گیت' بھجن' منتر' فسوں اور اساطیر وغیرہ پر مبنی ہوتی اور عام لوگوں کے لئے تھی۔ یہ مذہبی عبارات مختلف اور الگ الگ پیپرس اور چمڑوں پر مرقوم ہیں اور عام مصریوں کی قبور سے حنوط شدہ لاشوں کے ساتھ ملی ہیں۔ مذہبی تحریر پر مبنی ان پیپرس کو ابواب کہا گیا ہے۔ اور ان سب کو مجموعی طور پر "کتاب الاموات" کا نام دیا گیا ہے۔ عام مصری تحریر شدہ پیپرس مندروں کے پروہتوں یا کاروباری حضرات سے خرید کر مرنے والے اپنے عزیز کا اس پر نام لکھ دیتے اور اس کی نعش کے ساتھ قبر میں رکھ دیتے تھے۔

۲۶۔ قدیم یونانی اور رومی اہل قلم اور دانشوروں نے مصری اساطیر کی دلچسپیوں اور جاذب واقعات سے متاثر ہو کر انھیں ڈھونڈا اور اپنے قصے کہانیوں کی اساس بنایا جو نسبتاً مکمل اور زیادہ مفصل تھیں۔ پلوٹارک کی تحریر کردہ اسطورہ "اسر اور است" بھی ان ہی میں شامل ہے۔

۲۷۔ کیسلز انسائیکلوپیڈیا آف لٹریچر جلد اول ص ۲۶۲
۲۸۔ رومانس اینڈ لیجنڈ آف شیولری ص ۳۰
۲۹۔ دی آکسفورڈ کمپے نیئن ٹو انگلش لٹریچر ص ۵۳۹' ۵۴۰
۳۰۔ دی آکسفورڈ کمپے تین ٹو انگلش لٹریچر ص ۴۸۳
۳۱۔ نیوٹانک متھ اینڈ لیجنڈ ص xxii
۳۲۔ دی آکسفورڈ کمپے نیئن ٹو انگلش لٹریچر ص ۲۴۷
۳۳۔ نیوٹانک متھ اینڈ لیجنڈ ص ix
۳۴۔ نیوٹانک متھ اینڈ لیجنڈ ص viii
۳۵۔ نیو لیروزے انسائیکلوپیڈیا آف مائتھالوجی ص ۲۹۹
۳۶۔ نیو لیروزے انسائیکلوپیڈیا آف مائتھالوجی ص ۲۹۹

۳۷۔ کیسلز انسائیکلوپیڈیا آف لٹریچر ص ۳۱۷
۳۸۔ اے کلاسیکل ڈکشنری آف ہندو مائتھالوجی اینڈ ریلی جن ص ۱۸۳
۳۹۔ متھس آف چائنا اینڈ جاپان ص ۳۴۷

☆

ضمنی قصے اور عالمی کلاسیکی داستان

داستان اور ذیلی یا ضمنی قصے لازم و ملزوم ہیں۔ داستان کی تشکیل و تخلیق اس کے پھیلاؤ اور اصل قصے کی دلچسپی میں ضمنی کہانیوں اور قصوں کا بڑا دخل ہے۔ ہم جس عالمی کلاسیکی داستان پر بھی نگاہ ڈالتے ہیں وہاں ہمیں ضمنی قصوں کی بہار دکھائی دیتی ہے۔ یہ ضمنی قصے داستان کی طوالت اور دلچسپی بڑھانے کے علاوہ داستان کے بنیادی قصے کی آگے بڑھنے میں اعانت اور ہیرو کی کامرانی اور مقبولیت میں اضافہ کرتے ہیں۔

سومیریوں کی مشہور زمانہ داستان یعنی **گلگامش** کی داستان سومیری دور میں بکھری پڑی تھی۔ سومیری رزمیہ نظمیں طوالت کے اعتبار سے مختلف اور انفرادی رنگ کے سبب غیر مربوط تھیں۔ ہر کہانی ایک ہی واقعہ تک محدود تھی۔ سومیری شعرا نے اپنی ان رزمیہ کہانیوں کو واقعات کی ایک بڑی اکائی میں ڈھالنے اور ان میں ربط پیدا کرنے کی کبھی کوشش نہیں کی تھی۔ یہ فخر تو صدیوں بعد عراق کے بابلی شعرا کو حاصل ہوا۔ انھوں نے سومیریوں کی مختصر اور قصہ نما نظموں کو سمیٹ کر ان میں رد و بدل کیا اور پھر انھیں یکجا کر کے تین ہزار مصرعوں پر مبنی ایک خوبصورت داستان " **گلگامش** کی داستان" کے نام سے تخلیق کر ڈالی (۱)۔ **گلگامش** کی داستان میں ایابنی کے ضمنی قصے اور سیلاب عظیم کی ذیلی کہانی نے بنیادی قصے کی دلکشی اور جاذبیت میں اضافہ کر دیا ہے اور ساتھ ہی اصل داستان کو سہارا دینے میں بھی معاون ثابت ہوئے ہیں۔ یونانی ہومر کی دونوں رزمیہ داستانوں یعنی ایلیڈ اور 'اوڈیسی' میں بھی ضمنی قصے آئے ہیں۔ ایلیڈ میں ٹراجن (۲) شہزادہ

ہیکٹر (Hector) کی بیوی انڈرومیکی کے بیاہ کا قصہ اور خوفناک سانپ اور چڑیا کی کہانی وغیرہ ضمنی قصے ہیں۔ جبکہ اوڈس سی میں سائیکلوپس کی کہانی' سرسی کا قصہ' مردوں کی سرزمین' آبی بلاؤں کے قصے اور دیوتا کے سہانے جزیرے کی ذیلی کہانی نے اصل اور بنیادی قصے کی جوت بڑھا دی ہے (۳)۔

لاطینی شاعر ورجل کی رزمیہ داستان اینیڈ میں دلچسپ اور دلپذیر ضمنی کہانیاں گام گام پر دامن دل کھینچتی اور جی کو اداس کر دیتی ہیں۔ ڈڈو کا فرار' سقوط ٹرائے' یونانیوں کا چوبی گھوڑا' انڈرومیکی' یولی سس اور پولی فیمس' اینیڈ کی ہیروئن ڈڈو کی موت' مائی سی نس کی موت' ڈی فوبس کی وفات' مرگ کے کس اور نی سس اور یوریالس کی ذیلی کہانیاں (۴)۔ اینیڈ کا سنگار اور اصل قصے کی بہار ہیں۔ آئرش ایلیڈ میں اوریر کی کہانی اور ای۔ایف۔ای کا خوبصورت قصہ ہے (۵)۔ سکنڈے نیویا کی رزمیہ' والسونگا ساگا' میں ریگن کی کہانی اور سنہری بالوں والی ولکیری برن ھلڈ کا قصہ وغیرہ ضمنی کہانیاں ہیں (۶)۔ جرمن رزمیہ داستان نی بی لنگ این لیڈ میں ڈیٹ ریچ سلسلے کی کئی کہانیاں ضمنی قصوں کے طور پر شامل کر دی گئی ہیں (۷)۔ سپین اور پرتگال کے عظیم ہیرو امیڈس کی معروف رزمیہ داستان امیڈس ڈی گال' میں قصہ در قصہ اور کہانی در کہانی کے پرکشش واقعات کا ایک طویل سلسلہ پھیلا ہے۔ امیڈس کی یہ رومانی داستان سات جلدوں میں ہے۔ جن میں امیڈس کے بیٹے اور پوتے تک اپنی جولانیاں دکھاتے ہیں (۸)۔

فن لینڈ کی قومی رزمیہ کلے ولا' کا بھی یہی حال ہے۔ اس کے پانچ ہیرو ہیں (۹)۔

یعنی ویناما ئی نن (رمتا گویا) ایل میری نن (آھن گر) لیم من کائی نن (مہم جو) جو کاہائی نن (شکاری) اور کلروو (زرعی غلام)۔ ان میں ہر ایک جنگ باز اور جنگ جو ہے اور مختلف شخصیت کا مالک ہے۔ کلے ولا' رزمیہ ان پانچوں کی مہمات اور تجربات کے گرد گھومتی ہے (۱۰)۔ شاہنامہ فردوسی میں کئی ضمنی قصے آتے ہیں۔

جن میں زال اور مہراب کی حسین بیٹی روداب (۱۱) رستم اور تہمینہ' بیژن اور منیژہ کے عشقیہ قصے اور داستان ہفت خوان (۱۲) وغیرہ شامل ہیں۔ مہا بھارت میں ذیلی یا ضمنی کہانیوں کے خیابان کھلے ہیں۔ اس کا بارھواں اور تیرھواں باب چھوٹی بڑی ذیلی کہانیوں سے اٹا پڑا ہے جن میں سے کئی ایک مثلاً سکنتلا' نل دمینتی اور وکرم اروسی وغیرہ اردو ادب میں منتقل ہو چکی ہیں۔ علاوہ بریں ساوتری اور ستیاوان' بھگود گیتا (آقا کا گیت) اور رامائن' مہا بھارت ہی کا انگ ہیں۔ وافر قصے کہانیوں کے باعث ہی مہا بھارت کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ یہ رزمیہ کے بجائے ہندوستانی روایتی قصے کہانیوں کا انسائکلو پیڈیا ہے۔ وغیرہ۔

(کیسلز انسائیکلوپیڈیا آف لٹریچر ص ۳۶۱)

غرض کہ ضمنی کہانیاں یا قصے داستان کا ناگزیر جزو ہیں اور ان کے بغیر داستان' داستان نہیں بنتی۔

عالمی کلاسیکی داستان

عالمی کلاسیکی داستان کی کھوج لگاتے وقت خوبصورت اساطیر اور قدیم قصے کہانیوں سے بھی ہماری مٹھ بھیڑ ہوتی ہے۔ بعید ماضی اور گم گشتہ ادوار میں سنے اور سنائے جانے والے یہ متنوع اور رنگا رنگ قدیم قصے اس اعتبار سے اہم اور قابل توجہ ہیں کہ یہ اپنی ذات و صفات کے باعث داستان نما یا کسی کلاسیکی داستان کا جزو دکھائی دیتے ہیں۔ ان میں سے بعض اساطیر یا کہانیاں تو بہت ہی چھوٹی ہیں لیکن اس کے باوصف ان میں داستان کا رنگ ہے۔

اگر وقت ان کلاسیکی قصے کہانیوں کا ساتھ دیتا اور انھیں پنپنے اور پھلنے پھولنے کا موقعہ ملتا یا پھر کسی معروف سورما یا نیم دیوتا کی ذات سے وابستہ ہو کر یہ ایک بڑی اکائی میں ڈھل جاتے یا کسی بڑی داستان کا ضمنی قصہ یا واقعہ بن جاتے تو آج یہ بھی انبوہ داستان میں شامل ہوتے۔

داستان اگر ساگر ہے تو یہ سبک و لطیف اساطیر اور خوش نما قصے کہانیاں موجزن لہریں ہیں۔ وجود اور شکل و صورت کے اعتبار سے لہریں اپنا علیحدہ پیکر تو ضرور رکھتی ہیں لیکن پھر بھی اپار ساگر کا حصہ ہوتی ہیں اور پھر جزو کو کل سے الگ بھی تو نہیں کیا جا سکتا۔ یہ بھولی بسری اساطیر اور کہنہ قصے کہانیاں چونکہ داستانی صفت یا صفات سے متصف ہیں لہٰذا انھیں بھی داستانوں کے زمرہ میں شامل کیا جا رہا ہے۔

اب ہم فرداً فرداً اقوام عالم کی کلاسیکی داستانوں کا جائزہ لیتے ہیں۔

حواشی

۱۔ داستان کی داستان ص ۳۱
۲۔ ایلیڈ آف ہومر ص ۴۴۸
۳۔ اوڈیسی ص ۱۲۵ تا ۱۷۹
۴۔ دی ورکس آف ورجل ص ۸۹، ۹۷، ۱۰۱، ۱۱۵، ۱۱۹، ۱۲۶، ۱۴۰، ۱۶۲، ۱۶۹، ۱۹۸، ۲۱۲
۵۔ کیلٹک متھ اینڈ لیجنڈ ۱۶۲، ۱۶۳
۶۔ نیوٹانک متھ اینڈ لیجند ص ۳۰۹، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۳۷
۷۔ نیوٹانک متھ اینڈ لیجند ص ۴۰۴ تا ۴۴۷
۸۔ رومانس اینڈ لیجنڈ آف شیولری ص ۱۴۴
۹۔ میر امن کی باغ و بہار میں بھی پانچ ہیرو ہیں۔ چار درویش اور پانچواں خواجہ سگ پرست۔
۱۰۔ کیسلز انسائیکلوپیڈیا آف لٹریچر ص ۳۱۷
۱۱۔ نیو لیروزے انسائیکلوپیڈیا ص ۳۲۲
۱۲۔ سرور سلطانی ص ۲۳۳ تا ۲۴۹، ۳۰۶ تا ۳۴۶

☆

عراق

تاریخی ادوار میں عراق کے تین حصے تھے اور تینوں حصوں کے مختلف نام تھے۔ شمالی حصے کو اشور' وسطی کو اکاد اور جنوبی کو سومیر کہا جاتا تھا۔ دجلہ و فرات کی سرزمین یعنی عراق کا وہ علاقہ جو بہت بعد میں بابل کہلایا سیاسی اعتبار سے شمال میں اکاد اور جنوب میں سومیر نامی دو ریاستوں پر مشتمل تھا۔

آج سے تقریباً ساڑھے پانچ ہزار سال قبل سے عراق میں نسبتاً جن "مہذب متمدن اور سیاست میں مقتدر' قدیم قوموں کا عمل دخل رہا' ان میں سومیری (۱) (۳۴۰۰ ق م تا ۲۰۰۰ ق م) اکادی (۲) (۲۳۴۴ ق م تا ۲۱۵۴ ق م) بابلی (۳) (۱۸۹۴ ق م تا ۱۵۹۵ ق م) اشوری (۴) (۲۰۰۰ ق م تا ۶۱۲ ق م)

کسدی (۵) (۱۵۹۵ ق م تا ۱۱۵۷ ق م) کلدانی (۶) (۶۲۵ ق م تا ۵۲۹ ق م) حری (۷) اور ارامی (۸) پیش پیش ہیں۔ ان اقوام میں سومیری اور کسدی غیر سامی اور بابلی' اشوری' کلدانی اور ارامی سامی نسل کے تھے۔ قدیم عراقی تہذیب کو چاہے سومیری کہیں' چاہے اکادی' اور چاہے بابلی کلدانی یا اشوری کا نام دیں۔ یا پھر میسوپوٹیمیائی (۹) تہذیب پکاریں۔ بات ایک ہی ہے۔ یعنی یہ سب ایک ہی تہذیب کے مختلف نام ہیں۔ یہ قومیں عراق میں داخل ہوئیں اور پھر یہیں کی ہو کر رہ گئیں۔ ان میں سومیری نمایاں اور فائق ہیں۔

سومیری کوئی مخصوص قوم نہ تھی۔ سومیری زبان بولنے والوں کو سومیری کہا جاتا تھا۔ جنوبی عراق کے سومیریوں نے دنیا کو بہت کچھ دیا۔ انھوں نے ماضی کے انسان کو پیکانی یا میخی رسم الخط عطا کیا اور آج کی مہذب دنیا کو ہر قسم کے ادبی و

علمی خزانے سے مالا مال کیا۔

گذشتہ سوا سو سالوں میں برآمد ہونے والی مٹی کی لاکھوں تختیوں میں سب سے اہم ادبی تخلیقات اور نگارشات پر مبنی الواح ہیں۔ سومیریوں کے دستیاب نوشتے اور ادبی مواد' انتظامی نوعیت کے خطوط' نجی اور شاہی مکتوبات' مناجاتوں' نوحوں' دعاؤں' کہاوتوں' اقوال' رومانی و رزمیہ نظموں اور گوناگوں قصے کہانیوں پر مشتمل ہے۔

سومیری دور کی متنوع اور رنگا رنگ منظوم کہانیاں درج ذیل ہیں۔

منظوم اساطیری کہانیاں

سومیری عہد کی کتنی ہی اساطیر اور قصے کہانیاں' الواح کی صورت' واماندہ ماضی کے انبار میں دفن ہوں گی۔ لیکن تا حال جو قصے کہانیاں کھدائی میں برآمد ہوئی ہیں ان میں سے یہ کہانیاں زیادہ اہم' دلچسپ اور گراں مایہ ہیں۔

۱۔ چاند کی پیدائش

۲۔ قصہ فردوس

۳۔ ان کی (۱۰) اور نظم عالم

۴۔ تہذیبی عناصر کی منتقلی

۵۔ تخلیق انساں

۶۔ انا (۱۱) کا سفر ظلمات

۷۔ دوموزی (۱۲) اور گلا

۸۔ ننا (۱۳) کا سفر نپور

۹۔ انا کی شادی

۱۰۔ باغبان کا گناہ

۱۱۔ چرواہا اور کسان

۱۲۔ انا اور کوہ ابیہ کی تسخیر

۱۳۔ دو موزی کی موت
۱۴۔ انا اور بلو بلو
۱۵۔ نن ارتا (۱۴) کی نپور واپسی
۱۶۔ نن ارتا کے کارنامے
۱۷۔ کدال کی تخلیق
۱۸۔ ان کی اور اریدو
۱۹۔ مارتو (۱۵) کی شادی
۲۰۔ سیلاب عظیم

کھنڈرات سے برآمد ہونے والی ان بیس اساطیری کہانیوں کے کل آٹھ کردار ہیں۔ ان میں سے سب سے زیادہ کہانیاں حسن، جنسی محبت اور تولید کی دیوی انا (بابلیوں کی عشتار) سے متعلق ہیں۔ باقیماندہ کہانیوں کا تعلق ان لل، ان کی، مادر کائنات نن ہرسگ، ننا، دو موزی، نن ارتا اور مارتو سے ہے۔

ان بیس کہانیوں میں سے چاند کی پیدائش، اور انا کا سفر ظلمات مع اسلوب بیان پیش کی جاتی ہیں۔

چاند کی پیدائش

اس منظوم اسطورہ کی ابتدا میں شہر نپور کی بعض جگہوں مثلاً دریا، گھاٹ، بندرگاہ، کنویں اور ندی وغیرہ کا بیان ہے اور پھر ان کے پس منظر میں اصل کہانی کا آغاز ہوتا ہے۔

"نن لل (دیوی) کی بوڑھی ماں نن برشگونو اپنی بیٹی نن لل کی شادی ان لل سے کرنا چاہتی ہے۔ چنانچہ وہ اپنی بیٹی کو ندی میں نہانے اور چہل قدمی کی تلقین کرتی ہے تاکہ ان لل اس کے حسن و جمال کی تروتازگی اور دلاویزی سے متاثر ہو کر اس سے شادی کرنے پر آمادہ ہو جائے۔ ماں کی خواہش کے احترام میں وہ ندی میں خوشی خوشی نہاتی ہے۔ ان لل اسے نہاتے دیکھتا ہے تو اس سے جنسی

خواہش کا اظہار کرتا ہے لیکن وہ اس کی خواہش کو رد کر دیتی ہے۔ اب ان لل اس معاملہ میں قاصد دیوتا نسکو سے مشورہ لیتا ہے اور پھر اس کے مشورہ پر اس اچھوتی دیوی کو کشتی میں ڈال کر بھگا لے جاتا اور اس سے زبردستی کرتا ہے۔ چنانچہ وہ حاملہ ہو جاتی ہے اور اس کے پیٹ میں ننا (چاند) پرورش پانے لگتا ہے۔

ان لل کا یہ جرم نا قابل معافی تھا۔ وہ دیوتاوں کا دیوتا یعنی ان کا بادشا تھا۔ چنانچہ اسے گرفتار کر کے دیوتاوں کے سامنے پیش کیا جاتا ہے۔ دیوتا اس سنگین جرم کی پاداش میں اسے جلا وطنی یعنی ظلمات (پاتال) میں منتقل کرنے کی سزا سناتے ہیں۔ اس عرصے میں نن لل صدق دل سے اسے اپنا شوہر تسلیم کر چکی تھی۔ پس وہ بھی ان لل کے پیچھے پیچھے چل دیتی ہے۔ اس صورت حال سے ان لل پریشان ہو جاتا ہے اور نہیں چاہتا کہ نن لل اس کے بیٹے (چاند) کو ظلمات کی گھنی تیرگیوں میں جنم دے۔ اگر ایسا ہوا تو فلک پر روشن ہونے کی بجائے اسے اندھیروں میں محصور ہونا پڑے گا۔ پھر وہ ایک منصوبہ بناتا ہے۔ وہ ظلمات جانے کے لئے شہر پناہ کے دروازہ پر پہنچتا ہے تو دروازہ کے آدمی (دربان) کی تجسیم اختیار کر کے سچ مچ کا دربان بن جاتا ہے۔ نن لل آتی ہے تو وہ اس سے جنسی مقاربت کی خواہش کرتا ہے۔ وہ جواب دیتی ہے کہ وہ چاند کی ماں بننے والی ہے۔ اسلئے اس کی خواہش پوری نہیں کر سکتی۔ اس پر دربان (ان لل) کہتا ہے کہ وہ ظلمات میں جا رہی ہے۔ اسلئے وہ نہیں چاہتا کہ وہ ان لل کے بیٹے یعنی چاند کو ظلمات میں جنم دے۔ نن لل مجبوراً دربان سے مباشرت کرتی اور دوبارہ حاملہ ہو جاتی ہے۔ اب ان لل دریائے ظلمات کے آدمی کا روپ دھار اور پہلے ہی کی طرح باتیں بنا' ایک بار پھر اس سے جسمانی بندھن باندھتا ہے۔ نتیجتہً اسے تیسرا حمل ہو جاتا ہے۔ زاں بعد وہ کشتی کا آدمی یعنی ملاح کی تجسیم اپنا کر ان ہی باتوں کی آڑ میں نن لل سے جنسی ملاپ کرتا اور اسے چوتھا بچہ سونپتا ہے۔

ان لل کی مختصر حمد و ثنا پر یہ اسطورہ ختم ہو جاتی ہے۔

اسلوب بیان (۴)

جب ان لل کی ار (۱۷) سے گزر رہا تھا
بڑے دیوتاؤں میں سے پچاس نے
قسمت متعین کرنے والے دیوتاوں مین سے سات نے
کی ار میں ان لل کو گرفتار کر لیا (اور حکم دیا)
ان لل عصمت در ہے' شہر سے چلا جائے
تو نم نر (۱۸)' عصمت در ہے' شہر سے چلا جائے

انا کا سفر ظلمات

ملکہ افلاک انا کسی نعلوم وجہ سے ظلمات یعنی پاتال (ھیڈیز) میں جانے کا ارادہ کرتی ہے جہاں سے لوٹ کر کوئی نہیں آتا اور جہاں اس کی بہن ارشکی گل (Ereshkigal) (۱۹) حکمران تھی۔ ظلمات میں جانے سے قبل وہ نن شو نامی قاصد کو ہدایت کرتی ہے کہ اگر وہ تین دنوں میں ظلمات سے نہ لوٹے تو وہ آسمان کے دیوتاؤں کو اس کی اطلاع کر دے اور نپور جا کر ان لل دیوتا سے درخواست کرے کہ وہ مجھے ظلمات میں مرنے نہ دے۔ اگر ان لل میری مدد کو آمادہ نہ ہو تو وہ چاند دیوتا ننا کے حضور پیش ہو کر' میرے لئے اس سے مدد مانگے۔

انا شاہانہ لباس زیب تن کر' ہیرے جواہرات سے آراستہ ہو' ظلمات میں پہنچتی ہے۔ جس کی سات دوہری فصلیں ہیں اور ساتوں فصیلوں کے سات دروازے ہیں۔ جب بھی کوئی ان دروازوں میں سے گزرتا ہے۔ تو یہ دروازے خود بخود بند ہوتے جاتے ہیں۔ ساتواں دروازہ عبور کرنے پر داخل ہونے والا خود بخود برہنہ ہو جاتا ہے اور سایوں کی اس قیام گاہ میں سدا کے لئے محبوس ہو کر رہ جاتا ہے۔

انا' نیتی نامی دربان سے اپنی اصلیت چھپاتی ہے۔ نیتی دربان ارشکی گل کی

اجازت سے اسے لے کر ظلمات کے سات دروازوں میں سے گزرتا ہے احتجاج کے باوجود ہر دروازہ پر اس کے جسم کے کپڑوں اور زیورات میں سے کوئی نہ کوئی چیز اتروالی جاتی ہے اور جب وہ ساتواں دروازہ پار کرتی ہے تو بالکل عریاں ہو جاتی ہے۔ زاں بعد اسے اسی حالت میں خمیدہ گھٹنوں کے ساتھ' ارشکی گل اور ظلمات کے سات دہشت زا ججوں' انوناگی' کے سامنے پیش کیا جاتا ہے۔ ساتوں جج' موت کی آنکھ' اس پر گاڑ دیتے ہیں اور وہ مر جاتی ہے۔ اب اس کی لاش ایک میخ سے لٹکا دی جاتی ہے۔

ن شو' تین دن دیوی انا کا انتظار کرتا ہے پھر ہدایت کے بموجب مدد حاصل کرنے کو پہلے ان لل اور پھر ننا کے پاس جاتا ہے۔ وہ انکار کرتے ہیں۔ تو نن شو عقل و فرزانگی کے دیوتا ان کی سے مدد مانگنے جاتا ہے۔ ان کی' انا کی مدد کو تیار ہو جاتا ہے اور کرگرو اور کالاترو نای دو آدمیوں کو جن کی کوئی جنس نہ تھی۔ نان حیات اور آب حیات دے کر ظلمات میں بھیجتا ہے۔ چنانچہ ان کی کاوشوں سے دیوی انا زندہ ہو جاتی ہے۔ وہ جب ظلمات سے واپس آتی ہے تو اس کے عوض کسی اور کو ظلمات میں لانے کے لئے اس کے ساتھ بھوت اور عفریت (گلا) بھیجے جاتے ہیں۔ انہیں سب سے پہلے نن شو' ملتا ہے۔ عفریت' دیوی انا کی جگہ اسے ظلمات میں لے جانا چاہتے ہیں لیکن وہ انا کے پاؤں پر گر پڑتا ہے۔ خاک پر بیٹھتا اور ماتمی لباس پہن لیتا ہے۔ چنانچہ انا عفریتوں کو منع کر دیتی ہے کہ اسے ظلمات (۲۰) میں نہ لے جائیں۔ اب وہ یکے بعد دیگرے مربی دیوتا شارا اور سرپرست دیوتا کتارک کے پاس جاتے ہیں۔ وہ دونوں بھی انا کے پاؤں پر گرتے' خاک پر بیٹھے اور ماتمی لباس پہنتے ہیں۔ یہاں بھی انا عفریتوں کو روک دیتی ہے۔ پھر وہ عفریتوں کے ساتھ اروک شہر میں پہنچتی ہے۔ جہاں اس کا خاوند دوموزی رہتا ہے۔ دوموزی نہ اس کے قدموں میں گرتا ہے اور نہ خاک پر بیٹھتا اور ماتمی لباس پہنتا ہے۔ بلکہ بڑے فخر کے ساتھ اونچے تخت پر بیٹھا رہتا ہے۔ انا اسے عفریتوں کے حوالے کر دیتی ہے۔ اب دوموزی رونے لگتا ہے۔ وہ ہاتھ اٹھا کر

سورج دیوتا اتو سے التجائیں کرتا ہے کہ وہ اسے عالم ظلمات کے عفریتوں سے بچائے۔۔۔۔۔۔۔۔یہاں عبارت کے ٹوٹ پھوٹ جانے سے کہانی کا آخری حصہ ضائع ہو جاتا ہے۔ اور انجام کا پتہ نہیں چلتا (۲۱)۔

انداز نگارش (۲۲)

اس (اننا) کے چھٹے دروازے میں داخل ہونے پر
اس کی چھاتی کا سینہ بند' آمردا' اتار لیا گیا
یہ کیا ہے؟
اننا چپ رہ' ظلمات کے ضابطے اٹل ہیں
اے اننا ظلمات کے دستور پر اعتراض نہ کر
اس (اننا) کے ساتویں دروازے میں داخل ہونے پر
اس کے بدن کی پالا' پوشاک' بیگماتی پوشاک' اتار لی گئی
یہ کیا ہے؟
اننا چپ رہ' ظلمات کے ضابطے اٹل ہیں
اے اننا ظلمات کے دستور پر اعتراض نہ کر

منظوم رزمیہ کہانیاں

ایک وقت تھا کہ دنیا کے رزمیہ ادب میں شجاعت کے تین ادوار یعنی یونانی دور شجاعت' ہندو دور شجاعت اور شمالی یورپ یا سکنڈے نیویا کے دور شجاعت کا بڑا چرچا اور شہرت تھی لیکن جب دھن کے پکے انسانوں نے زمین کی گم گشتہ تہوں میں سے رنگا رنگ اور گوناگوں موضوعات پر مبنی سومیری ادب ڈھونڈ نکالا تو عراقی دور شجاعت انھیں پیچھے چھوڑ گیا۔ تاریخ عالم کا یہ اولین سومیری (عراق) دور شجاعت' یونانی اور ہندو دور شجاعت سے کم از کم پونے دو ہزار اور سکنڈے

نیویائی (نیوٹانک) دور شجاعت سے کوئی سوا تین ہزار برس زیادہ قدیم ہے۔

گلی الواح کی زخم خوردہ کرچیوں، گھایل ٹکڑوں اور ٹوٹے پھوٹے پارچوں میں سے سومیری رزمیہ قصے کہانیوں کے انگ ڈھونڈ ڈھونڈ، اور انھیں جوڑ جوڑ، قصے کہانیوں کو ان کی اصلی صورت لوٹانے والے ماہر ہاتھوں نے قدیم دنیا کی چھوٹی بڑی نو منظوم رزمیہ کہانیاں جدید دنیا کو پیش کی ہیں۔ ان میں سے بعض نامکمل اور بعض مکمل ہیں۔ کسی کے سو سے زائد مصرعے ہیں اور کوئی چھ سو سے زائد مصرعوں کی حامل ہے۔ وہ رزمیہ کہانیاں یہ ہیں۔

۱۔ ان مرکر (۲۳) اور شاہ ارتا (۲۴) (۲۰۰ سے زائد مصرعے)

۲۔ ان مرکر اور ان شوکش سرانا (قریباً ۳۰۰ مصرعے)

۳۔ لوگل باندا اور ان مرکر (۴۰۰ مصرعے)

۴۔ لوگل باندا اور کوہ ہردم (۴۰۰ سے زائد مصرعے)

۵۔ گلگامش اور ملک بقا (۱۷۵ مصرعے)

۶۔ گلگامش، ان کیدو اور عالم ظلمات (۲۵۰ مصرعے)

۷۔ گلگامش اور اگا (۱۵۵ مصرعے)

۸۔ گلگامش اور ثور فلک ؟

۹۔ گلگامش کی موت (۱۲۰ مصرعے)

ان مرکر، لوگل باندا اور گلگامش، اروک کے تاجدار اور سومیریوں کے عظیم ہیرو۔ ۴۰۰۰ ق م کے اواخر اور ۳۰۰۰ ق م کے آغاز سے تعلق رکھتے ہیں۔

لوگل باندا اور ان مرکر

چار سو سے زائد مصرعوں کی اس کہانی میں لوگل باندا غیر ارادی طور پر ایک دُور دراز ملک زابو میں پہنچ جاتا ہے۔ اور بہر صورت اپنے شہر اروک' واپس آنا چاہتا ہے اور اس کے لئے اسے 'ام دوگدا' نامی پرندہ کی مدد درکار ہے۔ چنانچہ لوگل باندا اس پرندے کو دوست بنانے کا تہیہ کرتا ہے۔ لوگل باندا جب اس پرندہ کے گھونسلے کے قریب آتا ہے تو پرندہ گھونسلے میں نہیں ہوتا۔ لوگل باندا جب اس کے بچوں کو شہد' چربی اور نان کھلاتا ہے۔ ان کے چہروں پر نقش و نگار بناتا اور سر پر شوگرا تاج رکھتا ہے' ام دوگدا مراجعت کرتا ہے۔ اور اپنے بچوں کے ساتھ کسی دیوتا کا ایسا سلوک دیکھ کر بہت خوش اور ممنون ہوتا ہے اور اس کا اچھا صلہ اسے دینا چاہتا ہے۔

ام دوگدا' لوگل باندا کو اپنے عنایات سے نوازتا اور اسے شہر اروک جانے کو کہتا ہے۔ لوگل باندا اپنے ساتھیوں کے پاس آتا اور سفر کی تیاری کرتا ہے۔ راستہ انتہائی خطرناک ہے۔ راستے میں خوفناک عفریت اور جان لیوا دریا پڑتا ہے۔ وہ اسے اس سفر سے روکنے کی کوشش کرتے ہیں لیکن لوگل باندا راستے کے خطروں اور سفر کی صعوبتوں کی پروا نہ کرتے ہوئے اپنی منزل کی طرف گامزن ہوتا ہے اور اپنے وطن اروک پہنچ جاتا ہے۔

اس وقت اس کے آقا اور بادشاہ' سورج دیوتا اتو کا بیٹا ان مرکر سخت مشکلات میں گھرا تھا۔ اور سامی النسل بدو قبائل نے اروک کا محاصرہ کیا ہوا تھا۔ ان مرکر اس سلسلے میں اپنی بہن اننا (ارتا کی دیوی) سے مدد چاہتا ہے۔ لیکن اسے ارتا کے مشکل اور ہلاکت خیز سفر پر بھیجنے کے لئے کوئی موزوں پیامبر نہیں ملتا۔ لوگل باندا کو ان مرکر کی پریشانی کا پتہ چلتا ہے تو اس خطرناک سفر پر جانے کے لئے آمادہ ہو جاتا ہے۔ ان مرکر یہ کام رازداری سے کرانا چاہتا ہے۔ اس لئے لوگل باندا ارتا کی سمت تنہا روانہ ہوتا ہے۔ اور پہاڑوں کے کٹھن سلسلے کو عبور کر کے ارتا میں داخل ہوتا ہے۔ اننا دیوی ارتا میں اس کا بڑی گرم جوشی سے استقبال

کرتی ہے۔ اور تن تنہا یہاں آنے کا مقصد پوچھتی ہے۔ لوگل باندا ان مرکر کا پیغام دے کر اس سے غنیم کے خلاف مدد کی استدعا کرتا ہے۔ اصل عبارت کے گھائل ہونے اور ٹوٹ پھوٹ جانے کے باعث یہ کہانی یہاں پہنچ کر رک جاتی ہے۔

جانوروں کی کہانیاں

سومیریوں نے ایسی کہانیاں بھی کہی ہیں جن کے کردار جانور ہیں۔ یہ کہانیاں پندو نصائح پر مبنی ہیں۔ جانوروں میں انھوں نے کتے کو بڑی فوقیت دی ہے۔ تراسی کہانیاں اور کہاوتیں کتے کے بارے میں ہیں۔ کتے کے علاوہ گدھے، لومڑی، خنزیر، بھیڑ، بکری، گھوڑے، بھیڑ اور شیر کی کہانیاں ہیں۔ ایک وقت تھا کہ چھٹی صدی عیسوی میں ایشیائے کوچک میں پیدا ہونے والے ا۔سپ (Aesop) کو جانوروں کی چھوٹی چھوٹی پند آموز کہانیوں کا لکھاری سمجھا جاتا تھا۔ لیکن اب تحقیق نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ جانوروں کی سبق آموز کہانیاں ا۔سپ سے ہزار سال پہلے تحریر و تسطیر میں آتی رہی ہیں۔

جانوروں کی کہانیاں اس قبیل کی ہیں۔

لومڑ نے اپنی مادہ کو کہا "چل! ہم ار شہر کو پودے کی طرح چبا ڈالیں گے۔ کلاب شہر کو تسمے کی مثال اپنے پاؤں میں باندھ لیں گے۔ وہ دونوں ابھی شہر سے چھ سو گار (۲۵) دور تھے کہ شہر میں سے کتوں کے بھونکنے کی آوازیں آنے لگیں۔ (لومڑ بولا) گمی تمل! گمی تمل! گھر چل، بس اب بھاگ چل، وہ (کتے) شہر میں ڈراونے انداز میں بھونکتے رہے۔(۲۶)

بابل اور آشور

بابلی، سامی النسل تھے۔ جنھوں نے ۲۰۰۰ ق م کے اواخر میں سومیریوں کو

زیر کر کے جنوبی عراق پر اپنا تسلط قائم کر لیا تھا۔ بابل کا شہر موجودہ بغداد سے پچاس میل پر تھا۔ جسے بابلی خانوادہ کے سب سے مشہور حکمران حمورابی نے اپنا دارالحکومت بنایا تھا۔ بابلی حکومت عراق میں دوبار بر سر اقتدار آئی۔ پہلی بار یہ ۱۸۹۴ ق م سے ۱۵۹۵ ق م تک بر سر اقتدار رہی اور ترکی کی حلی قوم کے ہاتھوں نگوں ہوئی۔ اس کا دوسرا عروج ۶۲۶ ق م سے ۵۳۹ ق م پر محیط تھا۔ یہ حکومت شہنشاہ ایران کو روش (سائرس) کے حملے میں برباد ہوئی۔

آشوریوں (۲۰۰۰ ق م - ۶۱۲ ق م) کی حکومت شمالی عراق میں تھی۔ ان کے سب سے بڑے دیوتا اور دارالسلطنت کا نام بھی آشور تھا۔ بعد میں نینوا اور نمرود نامی شہران کے پایہ سلطنت بنے۔ ۸۸۳ ق م سے ۶۱۲ ق م تک کا زمانہ ان کے انتہائی عروج کا دور تھا۔

سیلاب کے ہیرو ات ناپشتم کے علاوہ سومیریوں کے طرح بابلیوں کے بھی تین عظیم ہیرو ہیں گلگامش، ایڈاپا اور ایٹنا۔ اور ان کی بیشتر کہانیاں ان ہی کے گرد گھومتی ہیں۔

گلگامش کی داستان

بابلی اور آشوری سورماؤں میں سب سے ممتاز اور نمایاں، سرزمین سومیر کا تاجدار گلگامش ہے۔ جسے ایک طویل منظوم رزمیہ کے ذریعے لافانیت عطا کر دی گئی ہے۔ سومیریوں کے عہد میں یہ داستان، رزمیہ نظموں کی صورت، ٹکڑیوں میں بٹی ہوئی تھی۔ جو طوالت کے اعتبار سے مختلف اور انفرادی رنگ کے سبب غیر مربوط تھیں۔ بابلیوں کو گلگامش اس قدر پسند آیا کہ انھوں نے اس ہیرو سے متعلق رزمیہ کہانیوں کو اکٹھا کر کے تین ہزار چھ سو اشعار پر مشتمل ایک طویل داستان "گلگامش کی داستان" تخلیق کر ڈالی۔ اس داستان کا بڑا ماخذ آشور بنی پال کی لائبریری (نینوا) سے ملنے والی الواح ہیں۔ قصہ یوں چلتا ہے۔

"قدیم فصیلوں کے شہر اریک یا اروک (Erech or Uruk) پر جہاں انو

(Anu) (۲۷)کا زمینی گھر تھا۔ مطلق العنان شہزادے **گلگامش** کی حکمرانی تھی۔ **گلگامش** کا جسم دو تہائی الوہی اور ایک تہائی اانسانی تھا۔ یہ شہزادہ حسن پرست اور ہرجائی تھا جس نے مقامی گھرانوں میں خوف و ہراس پھیلا رکھا تھا۔ وہ والدین سے ان کی بیٹیاں' سورماؤں سے ان کی خواتین اور خاوندوں سے ان کی دلہنیں بزور چھین لیتا تھا۔ اس پر اہل شہر نے دیوتاؤں کی دہائی دی۔ چنانچہ انھوں نے آہ و زاری سے متاثر ہو کر مہا ارورو سے اسکی شکایت کی اور کہا کہ تم نے **گلگامش** کو پیدا کیا ہے۔ اب تم ایسا ہی ایک اور انسان تخلیق کرو تاکہ یہ دونوں باہم لڑتے رہیں اور اروک میں امن ہو۔

پس ارورو نے مٹی لی' اسے کاٹا' اور اس سے انو کی صورت کا ایک ہیرو **انکیدو** (جو ایا بنی بھی کہلایا) سامنے لا کھڑا کیا۔ جس کے تمام جسم پر بال تھے اور سر پر خواتین کی صورت لمبے گیسوؤں کی فصل اگی تھی۔ وہ جنگلی جانوروں اور درندوں میں پل کر بڑا ہوا۔ اپنے دوستوں یعنی وحشی جانوروں کو بچانے کے لئے اس نے شکاریوں کی تیار کردہ خندقیں مٹی سے پاٹ دیں۔ اور وہ دام اٹھا دیے جو انھوں نے بچھائے تھے۔ اس کی قوت انو کی فوج کے برابر تھی۔ بالآخر اسے پکڑنے کا تہیہ کیا گیا اور **گلگامش** کی تجویز پر عشتار کے مندر کی حسین و دلکش یخنت (مغنیہ) کے ساتھ شکاریوں کی جماعت بھیجی گئی۔ وہ دو دن گھات میں بیٹھے رہے۔ **انکیدو** درندوں اور وحشی جانوروں کے ہجوم میں آیا تو خوبرو حسینہ نے اپنی چھاتیاں برہنہ کر دیں اور تمام کپڑے اتار ڈالے۔ **انکیدو** اپنے جذبات پر قابو نہ رکھ سکا۔ وہ مغنیہ سے خوب فیض اٹھا کر ساتھیوں کے پاس آیا تو غزال بھاگ اٹھے۔ وحشی جانور منہ چھپانے لگے۔ وہ اپنی معصومیت کھو بیٹھا تھا۔ **انکیدو** کے پاؤں جواب دے گئے اور وہ مفلوج زدہ اور افسردہ سا حسین دوشیزہ کے قدموں میں آن بیٹھا چنچل اور خوبرو دوشیزہ نے الفاظ کے دام میں اسے الجھا لیا تھا۔

"تم خوبصورت ہو **انکیدو** ' تم دیوتا کی مثال ہو۔ تم وحشی جانوروں کے

ساتھ صحرا میں کیوں پھرتے ہو۔ آؤ! میں تمہیں فصیلوں کے شہر اریک لے چلوں جہاں گلگامش کی قوت اپنے شباب پر ہے۔ اور جو جنگلی بھینسے کی صورت سب پر چھایا ہے۔"

نتیجتہً انکیدو اریک چلا آیا۔ اسی دوران گلگامش نے ایک خواب پریشان دیکھا جس میں وہ ایک طاقتور ہستی پر قابو پانے میں ناکام رہا تھا۔ اس نے اپنی ماں نن سن سے خواب کی تعبیر پوچھی تو اس نے کہا۔ انکیدو قوت میں تم پر بھاری ہے لیکن وہ تمہارا دوست بن جائے گا۔ انکیدو محل میں آیا تو گلگامش نے دوستوں کی طرح اس کی پذیرائی کی۔ وہ دونوں بھائیوں کی طرح رہنے لگے۔ شاہان جہاں انکیدو کے پاؤں چومتے تھے اور اریک شہر کے باشندے اسکی بلائیں لیتے تھے۔ ایک شب انکیدو نے خواب میں دیکھا کہ ایک پر اسرار اور غمزدہ ہستی اسے اپنے عقاب نما پنجوں میں اٹھا کر بادلوں کے اوپر لے جاتی ہے اور ایک تاریک گھر میں جہاں نرگل رہتا ہے اسے چھوڑ دیتی ہے۔ اس گھر کا کوئی دروازہ نہ تھا۔

انکیدو نے اس خواب کے بارے میں گلگامش کو بتایا تو اس نے شمس دیوتا کے حضور نذریں گزاریں۔ مذہبی رسوم ادا کیں۔ شمس دیوتا نے اسے صنوبروں کے پہاڑ پر جا کر خمبابا (Khumbaba) کے ساتھ جنگ کرنے کی تلقین کی۔

خمبابا خوفناک عفریت تھا۔ اس تک پہنچنے میں بیس ہزار گھنٹے صرف ہوتے تھے۔ ایک طویل سفر کے بعد وہ دونوں سر سبز پہاڑ پر پہنچے جہاں ان لل (دیوتا) نے صنوبروں کی حفاظت کے لئے خمبابا کو مقرر کیا تھا۔ خمبابا کی ایک آنکھ تھی۔ جس پر پڑتی پتھر کا ہو جاتا۔ آواز میں طوفان کا شور تھا اور سانس تیز و تند ہوا کی مثال۔ وہ خمبابا کی سلطنت کے دروازے پر پہنچے تو گلگامش نے اسے للکارا۔ لیکن صنوبروں کا محافظ خاموش رہا۔ اب گلگامش نے مذہبی رسوم ادا کیں۔ اسے خواب میں فتح کی بشارت دی گئی۔ فتح و کامرانی کے بعد گلگامش نے اپنا حلیہ درست کیا' لباس سنوارا' سر پر تاج سجایا۔ اس وقت عشتار نے اس ہیرو کو دیکھا

تو اس کی وجاہت اور خوب روئی پر مر مٹی۔ کہنے لگی۔

"آؤ گلگامش' میری محبت بن جاؤ!
میرے خاوند بن جاؤ' بیوی میں تمہاری بن جاؤں گی
میں زریں رتھ تم کو دوں گی
اپنے گھر میں آؤ! خوشبو میں گھرے گھر میں
جب تم گھر میں اپنے داخل ہو گے
تو تخت شاہی پر جلوہ گر ہونے والے' پاؤں تمہارے چومیں گے
تاجور' آقا' سب شہزادے تمہارے سامنے جھک جائیں گے" (۲۸)

گلگامش نے اسے بے وفائی کے طعنے دیئے۔ چنانچہ وہ پھنکارتی ہوئی اپنے باپ انو کے پاس پہنچی اور گلگامش کے خلاف آفاقی بیل (بھینسا) بھیجنے کی استدعا کی۔ بیٹی کے کہنے پر انو نے خشمناک بیل بھیجا تو انکدو اپنے دوست کی مدد کو دوڑا۔ اس نے بیل کی دم پکڑ کر اسے گھمایا اور ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔

دونوں دوست کامیاب و کامران اپنے شہر میں لوٹے تو لوگوں نے ان کا پرجوش استقبال کیا۔ عشتار کے سینے کی آگ ٹھنڈی نہیں ہوئی تھی کہ انکدو بیمار ہو گیا۔ وہ بارہ دن بستر پر پڑا رہا اور پھر تیرھویں دن گلگامش کی باہوں میں دم توڑ دیا۔ گلگامش اس کی میت پر بہت رویا۔

انکدو کی موت دیکھ کر گلگامش خوف زدہ ہو گیا۔ وہ اس موت سے کیسے بچے؟ موت سے بچنے کا راز کہاں سے پائے؟ بالآخر اس نے خوفناک سیلاب میں بچنے والے "ات ناپشتم (Uta-Napishtim) کے پاس جانے کا تہیہ کر لیا۔ جسے دیوتاؤں نے ابدی زندگی عطا کی تھی۔ اس تک پہنچنے کا راستہ طویل اور پر خطر تھا۔ سب سے پہلے وہ کوماشو پہنچا۔ جہاں سورج ہر شام آرام کرتا ہے۔ اس پہاڑ کے دونوں طرف کے دہانوں پر دو عظیم الجثہ' دہشتناک پہرے دار چوکس کھڑے رہتے تھے۔ ان کے بدن نصف انسانی اور نصف بچھو کے تھے۔ سورج کا تحفظ ان دونوں میاں بیوی کی ذمہ داری تھی۔

انھوں نے گلگامش کو پہچان لیا تھا۔ دونوں نے اسے راستہ دکھایا۔ اور اب وہ ایک تاریک سرنگ میں داخل ہوا۔ وہ تئیس گھنٹے مسلسل چلتا رہا اور پھر چوبیسویں گھنٹے اسے روشنی دکھائی دی وہ سرنگ سے نکلا تو اس کے سامنے ایک خوبصورت اور دلکش باغ تھا۔

وہاں جا بجا گھنے درخت جھوم رہے تھے۔ پھلوں کی جگہ انمول ہیرے' بیلوں پر عقیق کے انگور' جھاڑیوں کے پتے لاجوردی' کانٹوں کی بجائے لعل و جواہر' یشب اور سمندری موتی جڑے تھے۔ تالابوں کے درمیان دیوتاؤں کا مقدس درخت کھڑا تھا۔ جس پر ہر قسم کے خوش ذائقہ اور مہکتے پھل لگے تھے۔ ضیا بار لاجوردی شاخوں پر سونا منڈھا تھا۔ چوٹی کے پھلوں میں آفتاب کی سی آب و تاب تھی۔ نیچے ہیروں کا ذخیرہ جھلمل کر رہا تھا۔

یہاں دیوی سدوری سی تو (Siduri Sahitu)' کی رہائش گاہ تھی۔ گلگامش نے وحشی درندے کی کھال زیب تن کر رکھی تھی۔ دیوی اسے دیکھ کر گھر میں چھپ گئی۔ ہیرو نے دروازہ توڑنے کی دھمکی دی اور اپنے آنے کا مقصد بیان کیا تو اس نے گلگامش کو سمجھایا کہ وہاں جانے کا کوئی راستہ نہیں۔ گلگامش پر اس کی باتوں کا کوئی اثر نہ ہوا۔ ہار کر اس نے کہا کہ ات نا پشتم کی کشتی کا ملاح ارشابنی (Urshanabi) اس خطرناک سفر میں اس کی رہنمائی کر سکتا ہے۔ وہ ارشابنی سے ملا تو اس نے گلگامش کو جنگل میں سے ساٹھ ہاتھ اونچے ایک سو بیس بانس کاٹنے کو کہا اور پھر اسے اپنی کشتی میں بٹھا لیا۔ ات نا پشتم کی بہشت کو موت کے پانیوں نے گھیر رکھا تھا۔ وہ موت کے پانیوں میں بانس پھینکتے ہوئے' آگے بڑھتے رہے۔ ات نا پشتم سے ملاقات ہوئی تو گلگامش نے لافانی زندگی اپنانے کی اپنی خواہش کا اظہار کیا۔ ات نا پشتم نے اسے سمجھایا کہ موت سے کسی کو مفر نہیں۔ اور پھر تقدیر کے خلاف کوئی نہیں لڑ سکتا۔ اپنی بات کے ثبوت میں اس نے گلگامش کو چھ دن اور سات راتیں جاگنے کو کہا۔ اس آزمائش میں گلگامش کامیاب نہ ہوا۔ جانے سے قبل ات نا پشتم نے اپنی بیوی کی درخواست پر گلگامش کو بتایا کہ سمندر

کی تہہ میں ایک خار دار پودا یعنی شباب کا پودا ہے۔ جس کے کھانے سے قوت بحال ہو جاتی ہے۔ **گلگامش** نے سمندر میں غوطہ لگا کر یہ پودا حاصل کر لیا۔ راستے میں وہ ایک جگہ نہانے کے لئے پانی میں گھسا تو ایک سانپ' اس پودے کی خوشبو سے مست ہو کر آیا اور اسے اٹھا لے گیا۔ **گلگامش** ایک مرتبہ پھر خوب رویا۔ اپنے محل میں آ کر اس نے **انکیدو** کے سایے سے' موت کی بعد کی زندگی کے بارے میں پوچھا۔ لیکن **انکیدو** نے زگل (۲۹) کی مملکت کے بارہ میں اسے کچھ نہیں بتایا۔ اس مایوسانہ لمحے **گلگامش** کی مہمات اختتام پذیر ہوئیں۔"

(نیو لیروزے انسائیکلوپیڈیا آف ماتھالوجی ص ٦٥ تا ٧٢)

انداز تحریر (۳۰)

میرا یار **انکیدو** ! وہ چھوٹا مرا بھائی' کہ جنگل میں شیروں کا جس نے تعاقب کیا جہاں بھی گئے ہم' اکٹھے گئے۔ چڑھے ساتھ ہم پربتوں پر

پکڑ کے تجھے کس گراں خواب نے رکھ لیا

اندھیرا مسلط ہوا تجھ پہ ایسا کہ تو میری سنتا نہیں

مرا یار **انکیدو**' وہ چھوٹا مرا بھائی کہ صحرائی چیتے کے پیچھے گیا جو

مرا یار جسے نے مرے ساتھ مل کر بڑے شیر مارے

مرا یار جس نے مرے ساتھ مل کر' مصائب کو جھیلا

ایڈاپا کی کہانی

اریدو کے مقدس شہر میں دیوتا ایا نے انسانوں پر حکومت کرنے کے لئے ایڈاپا (Adapa) کی تخلیق کی۔ دیوتا نے اسے بہت زیادہ فرزانگی اور انتہائی ہوشمندی عطا کی تھی۔ صرف ابدی زندگی' جو دیوتاؤں کے لئے مختص تھی اسے میسر نہ آئی تھی۔

ایڈاپا ہر روز اریدو سے نکل' روشن بندرگاہ پر پہنچتا' کشتی میں سوار ہوتا اور مچھلیاں پکڑنے سمندر میں نکل جاتا۔ ایک دن وہ مچھلیاں پکڑ رہا تھا کہ جنوبی ہوا کے پر توڑ ڈالے۔ نتیجتہً سات دن تک ہوا نہ چل سکی۔ اس صورت حال سے انو بہت پریشان ہوا۔ واقعات سے باخبر ہونے پر اس نے ایڈاپا کو غذائے مرگ کا ذائقہ چکھانے کے لئے اپنے سامنے پیش ہونے کا حکم دیا۔

دیوتا ایا' جو سب کچھ دیکھ رہا تھا۔ اس نے انو کی چوکھٹ کے مستقل پہرے داروں کا دل جیتنے کا اسے طریقہ سمجھایا اور ساتھ ہی اسے کہا کہ وہ انو کی پیش کردہ کھانے پینےکی کوئی بھی چیز قبول نہ کرے۔ ایڈاپا نے ماتمی لباس پہنا اور انو کے پیامبر ایلابرات (Ilabrat)' کے ساتھ آسمانی دروازوں پر پہنچا جہاں تمز اور تنجی شنزیدا نامی پہرے دار موجود تھے۔ دونوں پہرے داروں نے اسے ماتمی لباس میں دیکھا تو پوچھا۔ "آدمی! تم نے یہ ماتمی لباس کس لئے پہنا ہے'۔ ایڈاپا نے ایا (۳۱) کی ہدایات کے مطابق جواب دیا۔ "زمین پر--دو دیوتاؤں کی تباہی کے سوگ میں"۔ کونسے دو دیوتا"۔ انھوں نے پوچھا۔ ایڈاپا نے ان کے نام بتلائے" تمز اور تنجی شنزیدا"۔ اپنی اس تعظیم پر وہ دونوں بہت خوش ہوئے۔ انھوں نے ایڈاپا کو انو کے حضور پیش کیا اور ساتھ ہی اس کی سفارش بھی کی۔ انو کا غصہ کافور ہو گیا تھا۔ اس نے فراغ دلی سے ایڈاپا کی عزت افزائی کو غذائے حیات پیش کی۔ ایا نے ایڈاپا کو کہا تھا کہ وہ انو کی پیش کردہ کوئی چیز نہ کھائے۔ چنانچہ اس نے غذائے حیات کھانے سے انکار کر دیا اور معذرت کر لی۔ اور یوں اس نے لافانی زندگی کے حصول کا موقعہ گنوا دیا۔ کیا ایڈاپا بدقسمتی کا شکار تھا۔ اور کیا ایا کو پہلے ہی سے علم تھا کہ اسے غذائے حیات پیش کی جائے گی اور کیا وہ نہیں چاہتا تھا کہ انسان کو ابدی زندگی میسر آئے-- کیا اس لئے اس نے ایڈاپا کو انو کی پیش کردہ چیز نہ کھانے کی تلقین کی تھی؟۔

(دی نیو لیروزے انسائیکلوپیڈیا آف مائتھالوجی ص ٦٦)

حواشی

۱۔ شومر یا شومیر

۲۔ شروکن (سارگون) اول نے جنوبی عراق میں پہلی بار حکومت قائم کی اور اکاد نامی شہر بسا کر اپنا نیا دارالحکومت بنایا۔ اکادی نسل سومیریوں کے شانہ بشانہ جنوبی عراق میں موجود تھی۔

۳۔ بابل کا شہر موجودہ بغداد سے ۵۰ میل کی مسافت پر تھا۔ حمور بی اس خاندان کا سب سے مشہور حکمران تھا۔ حمور بی نے بابل کو اپنا دارالسلطنت بنایا۔ بابلی حکومت عراق میں دوبار برسر اقتدار رہی۔ پہلی بار اسے ۱۵۹۵ ع میں ترکی کی حتی نامی قوم کے ہاتھوں زوال پذیر ہونا پڑا۔ دوسری بار ۵۳۹ ق م میں ایرانی شہنشاہ کوروش اعظم (سائرس) نے بابل فتح کر کے بابلیوں کی حکومت کو ہمیشہ کے لئے نابود کر دیا۔ بابلی بھی جنوبی عراق میں آباد تھے۔

۴۔ آشوری۔ شمالی عراق میں ان کی ریاست کا نام آشور تھا۔ ان کے سب سے عظیم دیوتا اور دارالسلطنت کا نام بھی آشور ہی تھا۔ بعد میں نینوا اور نمرود نامی شہر ان کے پایہ سلطنت بنے۔ انھوں نے بابلی تہذیب سے بہت کچھ سیکھا۔ ۸۸۳ ق م اور ۶۱۲ ق م کا درمیانی عرصہ ان کے انتہائی عروج کا زمانہ تھا۔ اس وقت ان کی سلطنت دریائے نیل سے بحیرہ کسپئن کے گردونواح اور ایشیا سے خلیج فارس تک پھیلی ہوئی تھی۔

۵۔ کسدی۔ انھیں عموماً آریائی نسل کا کہا جاتا ہے۔ ترکی کے حتیوں نے جب بابل تباہ کیا تو کسدیوں نے بابل پر قبضہ کر لیا اور چار سو سال یہاں حکومت کی۔ ۱۰۰۷ ق م کے لگ بھگ آشوریوں اور ایران کے ایلامیوں نے ان کی حکومت ختم کر دی۔

۶۔ بابل کا دوسرا عروج ۶۲۶ ق م سے ۵۳۹ ق م تک رہا۔ سائرس کے دور میں بابل کو کلدانیہ بھی کہا گیا ہے ان کی حکومت بحیرہ روم سے خلیج فارس تک پھیلی تھی۔ بنوکد نضر (بائبل کا بخت نصر) ان کا مشہور بادشاہ ہوا ہے یہ حکومت ایرانی شہنشاہ کوروش اعظم (سائرس) کے ہاتھوں ۵۳۹ ق م میں سرنگوں ہوئی۔

۷۔ یہ بحر کیسپئن کے جنوب مغرب سے شام میں داخل ہوئے اور اشوریوں کے ہاتھوں زیر ہوئے۔

۸۔ یہ لوگ شام کے صحرا سے نکل کر عراق آئے اور مفتوحین کے رنگ میں رنگے گئے۔

یہ بھی اشوریوں کا نشانہ ستم ہے۔

۹۔ میسو پوٹیمیا۔ عراق کو یہ نام یونانیوں نے عطا کیا تھا جس کے معانی ہیں دریاؤں کے درمیان کی سرزمین۔

۱۰۔ سمندر اور عقل و دانش کا دیوتا

۱۱۔ حسن، جنسی محبت اور تولید کی دیوی

۱۲۔ چرواہا دیوتا۔

۱۳۔ چاند دیوتا۔

۱۴۔ جنگ کا دیوتا۔ جنوب کی طولانی ہوا

۱۵۔ سامی نسل کے بدوؤں کو سومیری مارتو کہتے تھے

۱۶۔ دنیا کا قدیم ترین ادب جلد اول ص ۲۵۱

۱۷۔ نن لل دیوی کا مندر

۱۸۔ ان لل دیوتا کا ایک اور نام

۱۹۔ عظیم دھرتی کی شہزادی

۲۰۔ مردوں کی دنیا یعنی ظلمات کے قانون کے مطابق اگر کوئی یہاں سے زندوں کی دنیا میں جاتا تو اسے اپنی جگہ کسی اور کو بھیجنا پڑتا تھا۔

۲۱۔ یہ یقینی بات ہے کہ پاتال کے عفریت، دوموزی کو اپنے ساتھ ضرور لے گئے ہوں گے

۲۲۔ دنیا کا قدیم ترین ادب جلد اول ص ۳۵۴۔ ۳۵۳

۲۳۔ سومیری، پروہت حکمران کو "ان" کہتے تھے

۲۴۔ شمالی ایران کی شہری ریاست

۲۵۔ تقریباً دو میل

۲۶۔ دنیا کا قدیم ترین ادب جلد دوم نیا ایڈیشن ص ۵۲۲

۲۷۔ شہنشاہ افلاک۔ سومیریوں کا سب سے مہان دیوتا

۲۸۔ نیو لیروزے انسائیکلوپیڈیا آف ماتھالوجی ص ۷۱

۲۹۔ مردوں کا آقا

۳۰۔ نیو لیروزے انسائیکلوپیڈیا آف ماتھالوجی ص ۷۱

۳۱۔ Ea۔ جس کے معانی ہیں پانی کا گھر۔ اپسو پر اس کی حکومت تھی۔ اپسو وہ تازہ پانی تھا جس نے دھرتی کو گھیرا تھا۔ سومیریوں کے عہد میں یہ "ان کی" تھا یعنی زمین کا آقا

مصر

عہد پارینہ کے مصر کا نام کمی تھا۔ اور یہ افریقا کے ان علاقوں پر مشتمل تھا جو سال میں سو دن دریائے نیل کے آبی تھپیڑوں اور طغیانیوں کی زد میں رہتے۔ ایلفنٹائن سے ساحل سمندر تک دریائے نیل کا پانی پینے والے تمام باشندے مصری کہلاتے تھے۔ مورخین نے مصریوں کی قدیم تاریخ یعنی فراعنہ مصر کے طویل عہد حکومت کو اپنی سہولت کی خاطر تین ادوار میں منقسم کر رکھا ہے۔

پہلا دور	قدیم بادشاہت	۲۷۸۰ تا ۲۲۸۰ ق م
دوسرا دور	وسطی بادشاہت	۲۱۳۴ تا ۱۷۷۸ ق م
تیسرا دور	جدید بادشاہت	۱۵۶۷ تا ۱۰۸۵ ق م

مصر میں اگرچہ تصویری رسم الخط جسے ہیرو گلیفی کا نام دیا گیا' ۴۰۰۰ ق م سے قبل ایجاد ہو چکا تھا۔ لیکن قدیم بادشاہت کے آغاز میں اسے فروزانی اور فروغ پذیری میسر آئی۔ یہ رسم الخط تین ہزار سال جاری رہا۔ چوتھی صدی عیسوی میں لوگ اس رسم الخط کی علامتیں (حروف) بھلا چکے تھے۔

عراق کا تمام تر ادبی سرمایہ مٹی کی تختیوں پر مرقوم و مرتسم ملا ہے جبکہ قدیم مصری نگارشات اور نوشتے پیپرس (Papyrus) کی کتابوں کے ذریعے ہم تک پہنچے ہیں۔ پیپرس نرسل اور سرکنڈے کی قسم کا ایک خاص پودا تھا جو دریائے نیل کے نشیبی علاقوں میں کثیر تعداد میں پیدا ہوتا تھا۔ پیپرس کی تیاری کے بعد اسے تھان کی صورت میں لپیٹ لیا جاتا تھا جس پر صفحات پڑے ہوتے۔ پیپرس کی لمبائی سو فٹ تک بھی پہنچ جاتی تھی۔

مصر میں دوسری جگہوں کی طرح ابتدا میں دیوی دیوتا جانور یا جانور نما (۱) تھے ان کا سر جانوروں اور جسم انسان کا تھا۔ پھر انسانی سروں کے ساتھ جانوروں کے ابدان ظاہر ہونے لگے۔ پھر ان جانور نما دیوی دیوتاؤں نے بتدریج انسانی شکل و پیکر کے دیوی دیوتاؤں کے لئے جگہ خالی کر دی۔

مصریوں کا اولین سرمایہ ادب مذہبی یا دینی ہے۔ جسے مذہبی ہرمی ادب کا نام دیا گیا ہے۔ یہ دینی ادب پانچویں (۲۵۶۰ تا ۲۴۲۰ ق م) چھٹے (۲۴۲۰ تا ۲۲۸۰ ق م) اور ساتویں (۲۲۸۰ تا ؟) خاندان کے بعض فراعنہ اور ان کی بیگمات کے مقابر (اہرام) کی دیواروں پر کندہ ملا ہے۔ اور جہاں تک اساطیر اور قصے کہانیوں کا تعلق ہے۔ وہ تحریری صورت میں وسطی بادشاہت کے ایام میں سامنے آئیں۔ روایات، متھس اور کہانیاں عرصہ دراز تک نسل در نسل ہونٹوں پر تھرکتی رہیں۔ اور پھر کہیں جا کر احاطہ تحریر میں آئیں۔

اوسیرس (۲) مصری پینتھیئن کا سب سے مقبول اور عظیم دیوتا تھا جس کی متھ کی بہت سی صورتیں تھیں 'متنوع' نوبہ نو' رنگا رنگ۔ شاید ہی کسی دیوتا سے متعلق اتنی متھس لکھی گئی ہوں۔ متھ اور لوک کہانیوں کا چولی دامن کا ساتھ رہا ہے۔ مصری اپنی لوک کہانیوں میں اکثر متھ کے واقعات شامل کر دیتے تھے اوسیرس کی اسطورہ بھی اسی رنگ میں ہے۔

اوسیرس کی اسطورہ کم و بیش چھ ہزار سال پہلے کی تخلیق ہے۔ یہ کہانی ہرمی ادب (Pyramid Literature) (۳) کے ماخذات پر مبنی ہے۔ قدیم مصری ادب میں کئی جگہ اس کے انگ ملتے ہیں۔ تاہم اوسیرس کی کہانی کا سب سے اہم' مکمل اور مفصل ماخذ یونانی سوانح نگار پلوٹارک (۴۶ ع تا ۱۲۰ ع) ہے۔ جس نے اپالو کے مقدس شہر ڈیلفی میں مصری ماخذوں کی مدد سے ۷۰ ع کے لگ بھگ یہ کہانی مرتسم کی۔ اوسیرس کی یہ کہانی انتہائی خوبصورت' رقت آمیز و خیز اور مقبول ترین کہانی تھی۔

"یہ اسطورہ دنیا کی ان رقت انگیز' اثر آفرین اور دلکش اساطیر میں شمار کی جا

سکتی ہے۔ جن کے سوتے کبھی بھی کسی بھی قوم کے شعور سے پھوٹے تھے۔
(بھولی بسری کہانیاں۔ مصر۔ پہلی جلد ص ۱۷)

اوسیرس اور آئی سس کی کہانی

آسمان کی خوش آب و جمال دیوی نوت (Nut) (۴)، سورج دیوتا را کی بیوی تھی۔ لیکن اپنے بھائی یعنی دھرتی کے دیوتا گیب (Geh) (۵) پر مفتوں تھی۔ چنانچہ ان دونوں نے جسمانی تعلقات قائم کر لئے تھے۔ اوسیرس ان دونوں کا اولین بیٹا تھا۔ جب بالائی مصر تھیبس میں اوسیرس (۶) کی ولادت ہوئی تو ایک پر اسرار ندا نے' آقائے کائنات' کی آمد کا اعلان کیا۔ گیب اپنے منصب سے سبکدوش ہو کر آسمانوں میں مراجعت کر گیا تھا۔ چنانچہ مصر کی بادشاہت اوسیرس کے حصے میں آئی۔ شاہی سنگاسن پر متمکن ہوتے ہی اوسیرس نے بطور ملکہ اپنی دلکش اور خوبرو بہن آئی سس (Isis) (۷) کا انتخاب کیا۔

اوسیرس نے زرعی آلات کے بنیادی فن کے علاوہ اپنی رعایا کو گندم اور انگور کی کاشت کے طریقے سکھائے۔ شہر تعمیر کرائے اور لوگوں کو قوانین دیئے۔ مصر میں امن و امان قائم کرنے اور خوشحالی کے بعد اوسیرس نے دنیا کو امن اور شانتی کا درس دینے' تہذیب سکھانے اور فن زراعت سے آگاہ کرنے کو عالمی دورہ کیا۔ وہ جب واپس ہوا تو مصر میں ہر طرف انتشار اور لاقانونیت تھی۔ اوسیرس کی عدم موجودگی میں ملکہ آئی سس نے بڑے سلیقے اور فہم و فراست سے امور سلطنت انجام دیئے لیکن وہ جلدی ہی اپنے چھوٹے دیور ست (Set) کی سازش کا شکار ہو گئی۔ اوسیرس کے واپس آنے کی خوشی میں میمفس میں جشن منایا جا رہا تھا۔ بڑی دھوم دھام اور گہما گہمی تھی۔ ست نے اس موقعہ سے فائدہ اٹھایا اور ۷۲ سازشیوں کو اپنے ساتھ ملا کر بڑے بھائی (اوسیرس) کو شاہی ضیافت میں شریک ہونے کی دعوت دی۔ آئی سس' ست کی سرشت سے واقف تھی اور جانتی تھی کہ اس دعوت کے پس پردہ ست کے مکروہ عزائم کار فرما ہیں۔ چنانچہ

اس نے اپنے خاوند کو روکنے کی کوشش کی لیکن اوسیرس نصف شب سے پہلے واپس آجانے کا وعدہ کر کے رخصت ہوا۔

ست نے ایک خوبصورت صندوق پہلے ہی تیار کرایا ہوا تھا۔ ہر ایک کی خواہش تھی کہ وہ اسے حاصل کرے۔ پس ست نے اعلان کیا کہ یہ صندوق جس کے قد کے مطابق ہو گا اسے دیدیا جائے گا۔

سب نے باری باری صندوق میں لیٹ کر خود کو آزمایا لیکن صندوق سب لوگوں کے قد سے بڑا تھا۔ اب ست نے اپنے بڑے بھائی کو دعوت دی جس پر وہ بخوشی صندوق میں لیٹ گیا۔ سازشی پہلے ہی تیار تھے۔ انہوں نے تیزی سے صندوق کا ڈھکنا بند کر کے اس میں میخیں ٹھونک دیں۔ اس وقت جھگڑا اٹھ کھڑا ہوا تھا اور تلواریں چلنے لگیں۔ اوسیرس کے کچھ حامی مارے گئے۔ کچھ بھاگ گئے۔ اوسیرس کو جب صندوق میں بند کر کے ہلاک کیا گیا اس کی عمر اٹھائیس برس تھی۔

اوسیرس آدھی رات سے پہلے واپس آنے کا کہہ کر گیا تھا۔ وہ نہ آیا تو آئی سس بے چین اور مضطرب ہو گئی۔ اس کے دل میں ہول اٹھنے لگے۔ اس کا شک یقین میں بدلتا جا رہا تھا۔ اوسیرس کو جیتے جی صندوق میں بند کر کے ہلاک کر دیا گیا تھا۔ آئی سس' شوہر کی موت سے خود بخود آگاہ ہو گئی اور پھر اس نے اپنے لمبے بال کاٹ ڈالے۔ کپڑے پھاڑ دیئے اور صندوق کی تلاش میں نکل کھڑی ہوئی۔

ست کے ساتھیوں نے صندوق اٹھا کر دریائے نیل میں پھینک دیا تھا۔ صندوق دریائے نیل میں بہتا ہوا سمندر میں جا گرا اور پھر فونیقیوں کے ساحل کے قریب تند موجوں نے اسے اچھال دیا۔ اب یہ صندوق تمرسک کے ایک درخت کے نچلے حصے کے ساتھ جا لگا تھا۔ یہ درخت اتنی تیزی اور سرعت سے بڑھا کہ صندوق اس کے تنے میں چھپ گیا۔ مظلوم بیوہ خاوند کو ڈھونڈتی پھرتی تھی اور ست اسے تلاش کرتا پھرتا تھا کیونکہ وہ جانتا تھا کہ آئی سس اوسیرس سے زیادہ خطرناک ہے۔

تمرسک کا درخت اس قدر پر کشش اور خوشنما تھا کہ اس کی شہرت قرب و جوار میں پھیل گئی۔ بائبلوس کے بادشاہ ملکندر کو پتہ چلا تو وہ اپنی ملکہ اسٹرٹے (Astarte) کے ساتھ اسے دیکھنے آیا۔ وہ اس خوبصورت درخت کو ستون کے طور پر اپنے قصر کی چھت کے لئے استعمال کرنا چاہتا تھا۔ چنانچہ اسے کٹوا کر اس نے اپنے محل میں نصب کرا دیا۔ اس شاندار اور بے مثل درخت کی خوشبو حیرت انگیز تھی۔ آئی سس نے اس درخت کے بارے میں سنا تو فوراً فونیقیہ پہنچ گئی۔ جہاں ملکہ اسٹرٹے نے اپنے نوزائیدہ بچے کی دیکھ بھال کے لئے اسے رکھ لیا۔ آئی سس اس بچے کو لافانیت عطا کرنا چاہتی تھی۔ اس نے منتر پڑھ کر بچے کو آتشیں شعلوں سے غسل دینا چاہا تو ملکہ نے چیخ کر اسے ایسا نہ کرنے دیا۔ اور پھر آئی سس کو اپنا اصل نام اور آنے کا مقصد بیان کرنا پڑا۔ ملکہ اسے ستون کے پاس لے گئی اور جہاں گرد آئی سس نے اس ستون (تنے) میں سے صندوق برآمد کر لیا۔ اور رو رو کر آنسوؤں میں اسے نہلا دیا۔ وہ اس صندوق کو بغیر کسی تاخیر کے مصر لے آئی۔ اور ست کے خوف سے اسے نرسلوں کے دلدلی علاقے میں چھپا دیا۔ ادھر ست کو بھی خبر ہو گئی کہ آئی سس صندوق لے کر مصر آ گئی ہے۔ وہ اسے ڈھونڈنے لگا۔ آخر اسے اپنے بھائی اوسیرس کی نعش مل گئی۔ اس نے نعش کے چودہ ٹکڑے کئے اور پورے ملک میں دور دور تک پھینک دیئے۔ آئی سس غموں سے نڈھال تھی۔ پھر بھی اس نے ہمت نہ ہاری اور اپنے خاوند کے جسم کے قیمتی پارچے ڈھونڈ نکالے۔ سوائے عضو تناسل کے جسے ایک کیکڑا چٹ کر گیا تھا۔

آئی سس نے اپنے خاوند کے جسم کے ٹکڑوں کو بڑی ہوشیاری سے جوڑا۔ اور پھر منتر پھونک کر اسے زندہ کیا۔ اس سے صحبت کی اور بچے (ہورس) کی ماں بنی۔ اس منتری عمل میں اس کی بہن نیفتھیس (Nephthys)، بھانجے انوبس، اوسیرس کے مہامنتری تھوتھ اور ہورس نے اس کی مدد کی۔

اس کے بعد ست کے غصے سے بچنے کے لئے وہ ڈیلٹا کے نرسلوں کے دلدلی

علاقے میں اپنے بچے ہورس کی پرورش کرنے لگی۔ یہاں تک کہ وہ بڑا ہو کر اپنے باپ کا بدلہ لینے کے قابل ہو گیا۔ ہورس نڈر اور بیباک تھا۔ کسی خطرے کو خاطر میں نہ لاتا تھا۔ اور یہ آئی سس کی فسوں گری کا فیضان تھا۔ تخت نشینی کی خاطر ست اور ہورس میں بڑی کشمکش ہوتی ہے۔ آخر میں ست دیوتا تسلیم کر لیتا ہے کہ باپ کے ورثے پر بیٹے کا حق ہوتا ہے۔ یعنی اوسیرس کے تاج و تخت پر ہورس کا حق ہے۔ ادھر عظیم دیوتاؤں کی عدالت نے بھی ہورس کو راستی پر قرار دیتے ہوئے اس کے حق میں فیصلہ دیدیا تھا۔ اور ست کو بھی زندہ چھوڑ دیا تھا۔(۸)

مصری ادب میں اوسیرس کے نوحے بھی ملے ہیں جنہیں تیوہاروں اور مذہبی تقاریب کے موقعوں پر پڑھ کر اور گا کر پیش کیا جاتا تھا۔

مصر کی قدیم کہانیوں میں بد چلن بیوی' کھیون ہار دوشیزہ' بوڑھا فسوں گر' سنوہا یا سنوحت کی مصری کہانی' اور غرقاب سفینہ کا ملاح قابل ذکر ہیں۔۔ سنوہا یا سنوحت کا منظوم مصری قصہ ایک خوبصورت قصہ ہے۔ اور اس کا شمار دنیا کی بہترین کلاسیکی کہانیوں میں ہوتا ہے۔ سنوحت کی کہانی عالمی کلاسیکی ادبیات میں اپنی طرز کی سب سے پرانی اور عجیب و غریب کہانی ہے۔ اس میں سامنے آنے والے واقعات انسانی زندگی اور حقیقت سے بہت قریب ہیں۔ اس میں غلو' غیر فطری اور بعید از فہم باتوں سے حقیقتاً اجتناب کیا گیا ہے۔ یہ کہانی صدیوں تک مصری باشندوں کے دل کی دھڑکن بنی رہی ہے۔ مدرسوں اور سکولوں تک میں اسے پڑھایا جاتا تھا۔

اس کہانی کا مرکزی کردار سنوحت خیالی ہے۔ یا حقیقی اس بارے میں کوئی پتہ نہیں چلتا البتہ یہ ایک ایسے شخص کی آپ بیتی ہے۔ جو اپنی مرضی سے راہ فرار اختیار کرتا ہے اور ادھر ادھر بھٹکتا ہے۔ سمندری سفر اختیار کرتا ہے تو اس کا جہاز طوفان بادوباراں میں گھر کر سمندر کی نذر ہو جاتا ہے۔ اور وہ بڑی مشکل سے اپنی جان بچاتا ہے۔ سنوحت کے اس قصے میں بدوؤں کی سرزمین اور قبائلی زندگی کے

حقیقی مرقعے پیش کئے گئے ہیں۔ یہ کہانی ناول کے بہت قریب ہے۔ اس کہانی میں فرعون مصر کی شان میں کہے جانے والے قصیدے ایک ذی حشم تاجدار کی شایان شان نہیں۔ اور قصیدے کے فن پر پورے نہیں اترتے۔ ان میں لہجے کی کھنک' افکار کی گونج اور زور بیاں نہیں۔ الفاظ بھی بے رس اور غیر موزوں ہیں۔ قصیدوں کی طوالت بھی طبیعت پر گراں گزرتی ہے۔

سنوہا یا سنوحت کی کہانی

فوجی دستے کا سردار سنوہا' ولی عہد مصر سنوسرت کی کمان میں فوجی مہم پر روانہ ہوتا ہے اور دشمن کے خلاف فنون حرب و ضرب کا بخوبی مظاہرہ کرتا ہے۔ کامیاب مہم کی واپسی پر سنوسرت کو اطلاع ملتی ہے کہ اس کا باپ فرعون آمن امحت (۱۹۹۱ تا ۱۹۶۱ ق م) کو قتل کر دیا گیا ہے۔ سنوہا کو فرعون کے قتل کے بارے میں خبر ہوتی ہے تو وہ خوف زدہ ہو کر مصر سے بھاگ نکلتا ہے۔ اور پھر.........

اس نے بڑی دقتوں اور مصائب کے بعد مصر کی سیما عبور کی اور گرتا پڑتا صحرائے سینا میں داخل ہوا اور پھر بھوک پیاس کے ہاتھوں مجبور ہو کر ایک جگہ گر پڑا۔ بدووں نے اسے دیکھ لیا تھا چنانچہ انھوں نے اس کی جان بچائی۔ وہاں سے وہ شام کی طرف نکل گیا۔ اور ایک علاقے کے حکمران امی ان شی کی ملازمت اختیار کر لی۔ یہاں اس نے بہت سی جنگیں لڑیں اور جیتیں جس کے صلے میں امی ان شی نے خوش ہو کر اپنی بیٹی اس سے بیاہ دی اور علاقے کی بہترین اور قیمتی جاگیر اسے عطا کی۔

سنوہا مقامی باشندوں کا ہر دلعزیز ہیرو بن گیا تھا۔ ایک مقامی سورما نے اس کی مقبولیت جو دیکھی تو اس سے حسد کرنے لگا۔ اور پھر ایک دن اس نے سنوہا کو للکارا اور دعوت مبارزت دی مقابلے میں حاسد کھیت رہا۔ سنوہا پر قسمت مہربان تھی اور' اور گھر میں ہن برس رہا تھا۔ اس کے کئی بیٹے جوان ہو کر بڑے مرتبوں پر پہنچے تو وطن کی یاد نے اچانک اسے مضطرب اور بے چین کر دیا---وہ وطن میں

مرنا اور وطن کی مٹی میں دفن ہونا چاہتا تھا۔ اس نے فرعون سنوسرت کی ستائش میں قصیدے لکھے اور مصر آنے کی اس سے اجازت مانگی۔۔اسے اجازت مل گئی تھی۔ اس نے اپنی جاگیر بیٹوں میں تقسیم کی اور مصر کا رخ کیا۔ وہ مصر پہنچا تو فرعون نے اس کی خوب پذیرائی کی۔

سنوہا نے فرعون کی بخششوں اور کرم فرمائی کا چرچا بڑے شاندار الفاظ میں کیا۔ فرعون نے اسے محل عطا کیا۔ اس کے لئے خوبصورت مقبرہ تعمیر کرایا۔ اسی طرح ملکہ مصر اور شہزادگان نے اسے تحائف دیئے۔

سنوہا نے مصر آنے پر یہ آپ بیتی لکھی۔ منظوم قصائد ان خطوط سے لئے گئے ہیں جن میں اس نے مصر آنے کی اجازت مانگی تھی۔

قصیدہ کا انداز یہ ہے۔

"اچھے دیوتا! دو ملکوں کے تاجدار (۹) رع دیوتا کے محبوب
تھیس کا مالک منتو دیوتا تجھ پر عنایت و شفقت کرتا ہے
دوسرے ملکوں کے پربتوں اور میدانوں میں
تو نے ہر وہ چیز زیر کرلی' جس پر سورج چمکتا ہے......."

(داستان کی داستان ص ۴۳. ۴۲)

منظوم کہانی' غرقاب سفینہ کا ملاح' بھی ان ہی ایام کی پیداوار ہے۔ غرقاب سفینہ کا ملاح میں ایک سردار کسی بحری سفر سے واپس آتا ہے۔ وہ کسی نمعلوم وجہ کے باعث فرعون مصر کے سامنے جانے سے خائف ہے۔ غرقاب سفینہ کا ملاح اس کی ہمت بڑھانے کو اسے اپنی جان جوکھم کی آپ بیتی سناتا ہے۔

سنوہا کی کہانی غیر فطری باتوں سے پاک ہے۔ جبکہ غرقاب سفینہ کا ملاح میں عجیب و غریب اور بعید از قیاس واقعات عام ہیں۔ یہاں مافوق الفطرت اژدھا ہے جو باتیں کرتا ہے اور مصیبت زدہ ملاح کو اپنے پاس رکھتا ہے۔ آخر وہ اسے بہت سے تحائف دے کر بحری جہاز میں رخصت کرتا ہے۔

جدید شہنشاہیت کے ایام میں مہماتی' تاریخی اور نیم تاریخی بہت سی کہانیاں

لکھی گئیں۔ ان میں مدن آمون کی کہانی، خوش بیان دہقان، دو بھائیوں کا قصہ، یافہ کی فتح اور زرہ بکتر کی جنگ وغیرہ شامل ہیں۔

حواشی

۱۔ اس وجہ سے مصر میں بعض جانوروں مثلاً بلیوں' باز اور شکرے وغیرہ کی بہت تعظیم کی جاتی تھی اور انھیں مارنے پر موت کی سزا دی جاتی تھی۔

۲۔ مصریوں کے نزدیک بادشاہ (فرعون) مرنے کے بعد اوسیرس میں ضم ہو کر اوسیرس بن جاتا تھا۔ وہ اوسیرس جو بالائی دنیا کا حکمران تھا۔ آنجہانی بادشاہ کے وارث تخت (فرعون) کو اوسیرس اور آئی سس کا بیٹا ہورس خیال کیا جاتا تھا۔ مصریوں کے عقیدے کے مطابق مندر' دیوتا کا محل تھا جس میں وہ اپنے گھرانے کے ساتھ قیام کرتا تھا۔ فرعون بادشاہ دیوتا کا بیٹا ہونے کے ناتے اس مندر میں آ جا سکتا تھا۔

۳۔ قدیم ہرمی ادب فراعنہ مصر اور ان کی بیگمات کے مقبروں کی دیواروں پر کندہ ملا ہے۔

۴۔ آسمان کی خوبصورت دیوی نت جسے یونانی رھیا سے شناخت کرتے ہیں۔

۵۔ دھرتی کا دیوتا۔ اور نت کا بھائی۔ پلوٹارک اسے کرونس کا ہم پلہ قرار دیتا ہے۔

۶۔ مصری پیتھمن کا عظیم دیوتا۔

۷۔ مصری نام است

۸۔ عالمی کلاسیکی داستان میں نیکی اور بدی کی قوتیں ہمیشہ برسرپیکار رہی ہیں۔ اور نیکی کی قوتیں بدی پر ہمیشہ غالب آئی ہیں۔ مصریوں کی اس دلکش اور مقبول ترین کہانی میں ست دیوتا کی صورت میں ایک شیطانی قوت کارفرما ہے۔ اس کہانی میں بے رحم اور سنگدل ست (دیوتا) کو اس کی شیطانی حرکات اور بدیوں کے باوجود دیوتاؤں نے اسے ہمیشہ کے لئے ختم نہیں کیا بلکہ زندہ رکھا۔ اور اس کی وجہ مصریوں کا یہ عقیدہ ہے کہ بدی قیامت تک رہنے والی ہے۔

۹۔ بالائی وزیرین مصر۔

☆

فونیقی

فونیقی (Phoenicians) کنعانی دنیا کا ایک حصہ تھے جو تاریخ کی صبح کے طلوع ہونے پر سامیوں کی ہجرت کے باعث بحیرہ روم اور صحرائے شام کے درمیانی علاقوں میں صورت پذیر ہوئی تھی۔

اولین مصری سلطنتوں کے ایام میں ببلس (Byblos)' سمندر کے کنارے پہاڑی پر ایک چھوٹا سا قصبہ تھا۔ مصری اپنے بحری جہازوں کی تعمیر' منادر کے باہر تکونی جھنڈیوں سے مزین ستونوں' گھریلو فرنیچر اور تابوتوں کے لئے شہتیروں اور چوبی تختوں کی تلاش میں ببلس آتے تھے۔ واپسی پر وہ یہاں سے گندہ بروزہ بھی لے جاتے جو لاشوں کو حنوط کرنے میں بہت کام آتا تھا۔ مصریوں اور فونیقیوں کے مابین معاشی اور تجارتی روابط کے تحریری ثبوت موجود ہیں۔ ان روابط کے نتیجے میں ان کے فکر و افکار' مذہبی رسوم اور متھس وغیرہ بھی ایک دوسرے پر اثر انداز ہوتی رہتی تھیں۔ ان ایام میں ببلس میں با۔الات (Ba-alat) (۱) کے نام سے ایک عظیم دیوی کی بڑی دھوم دھام تھی۔ یہ دیوی' دیوی ہیتھر سے بہت زیادہ مشابہہ تھی۔ جس کی نیل کے کناروں پر بے حد تعظیم و تکریم کی جاتی تھی۔

ابتدا میں فونیقیوں کی صنمیات کے بارے میں زیادہ معلومات حاصل نہیں تھیں لیکن ۱۹۶۹ ع میں یوگیرٹ یعنی موجودہ راس شمرہ کے مقام سے میخی رسم الخط میں مرقوم تختیوں کی برآمد نے فونیقیوں کی صنمیات اور متھس وغیرہ کے بارے میں اچھا خاصا منظوم مواد فراہم کر دیا ہے۔ جس کا تعلق چودھویں صدی ق م سے ہے۔ ان کے پینتھن کا سربراہ عظیم دیوتا ایل (El)(۲) تھا۔ ابتدا ہی سے

تمام مغربی سامی اس کے عاشق اور دلدادہ تھے۔ وہ تمام کنعان پر حکومت کرتا تھا۔ اس نے دریاؤں کو روانی عطا کر کے، زمین کی زرخیزی کی ضمانت دی تھی۔ ایل کے بعد دوسرا مہان دیوتا **بعل** (Ba'al) (۳) تھا جو ایل کے خلاف ہمیشہ آمادہ بجنگ رہتا تھا۔

نباتات کا دیوتا مات (Mot) ایل کا بیٹا تھا۔ فصل کی کٹائی کے موقعہ پر دیوی انات (Anat) اسے قربان کر دیتی ہے تو یہ دوبارہ پیدا ہوتا ہے اور ایلی ین اور مات کی مخاصمت، نامی منظوم اسطورہ میں دوبارہ مارا جاتا ہے۔ ایلی ین (Alleyin) مات کا رقیب اور بعل کا بیٹا اور چشموں کی آتما تھا۔ سمندر کی ایشی رت (Asherat-of-the-Sea) (۴) دیوتاؤں کی ماں تھی۔ اسے دیوتاؤں کی خالق بھی کہا جاتا تھا۔ وہ ایل کی مشیر اور **بعل** کی ماں تھی۔ عشتارت (یونانی میں اسٹرٹے) انتہائی حسین ملکوتی دیوی تھی۔ (وینس سیارہ) کنواری انات **بعل** کی بیٹی اور ایلی ین کی بہن تھی۔ فینیقیوں کی نو آبادیوں اور بحیرہ روم کے جزائر میں ان ہی دیوی دیوتاؤں کا ڈنکا بجتا تھا۔ ان کی سب سے بڑی نو آبادی کارتھیج (اینیڈ کی ہیروئن ڈڈو، اسی کارتھیج کی ملکہ تھی) میں **بعل** ہمن اور عظیم دیوی تنت کی پوجا ہوتی تھی۔

راس شمرہ اور ببلس سے ملنے والی متمس میں سے بعض میں تاریخی رنگ کی آمیزش ہے۔ مثلاً شاندار اور خوش جمال دیوتاؤں کی ولادت سے متعلق خوبصورت نظم، سومیری اسطورہ "باغبان کا گناہ" میں مرکزی کردار ایک فانی ہے۔ فینیقیوں کی بعض اساطیر میں بھی دیوتاؤں اور دیوتا نما سورماؤں کے ساتھ فانی انسان نمودار ہوتے ہیں۔ جن کا انسان کی بیٹیوں کے ساتھ لین دین رہتا ہے۔

فینیقیوں کے ادبی سرمایے میں سے یہاں چند منظوم دیو مالائی اساطیر پیش کی جا رہی ہیں۔

مرگ بعل اور مرگ ایلی ین

(The death of Ba'al and the death of Aleyin)

بعل ایک ریگستان میں جو شاید صحرائے قدیش تھا' شکار کھیل رہا تھا کہ اچانک بھینسے نما' جسیم اور مضبوط حیوان اس کی راہ میں حائل ہو گئے۔ انھیں ایل نے بعل کا راستہ روکنے کو تخلیق کیا تھا۔ اور امات ایشی رت (Amat Asherat) جسے ایل نے جلاوطن کر کے ریگستان میں بھجوا دیا تھا' انھیں دنیا میں لائی تھی۔

بڑی بے رحمانہ جنگ تھی۔ ابتدا میں بعل حاوی رہا اور پھر اس اجنبی مخلوق کے سامنے زمین بوس ہوا۔ انات اس کی تدفین کو بہت جلد وہاں پہنچ گئی تھی۔ یہاں اسطورہ اسے انات کا بیٹا کہتی ہے۔ انات نے قبری کھودی۔ صحرا کے ایک حصے کو باغ کی صورت عطا کی۔ زاں بعد دیوتا کی موت کا اعلان کیا۔ اور بعل کے ساتھ مقبرہ میں اتری۔ اس وقت سورج دیوی اس کے ہمراہ تھی۔ اس کا رو رو' برا حال ہو گیا تھا۔ اس کے آنسوؤں میں تاثیر ے تھی وہ انھیں پی گئی۔

ایلی ین بھی مرگیا تھا۔ انات اسے کاندھوں پر اٹھا کر' دور شمالی کوہسار تک لے گئی۔ یہاں اس نے پاتال (ھیڈیز) کے دیوتاؤں کو خوشبوؤں کی دھونی دی اور پھر قربانی کے چھ بھینسے' بھیڑیں' بارہ سنگھے اور گدھے نذر کئے جو پاتال میں چھ ماہ ایلی ین کی خوراک کا کام دے سکتے تھے۔ آخر میں اس نے ایل کے نام ایک پیغام میں کہا کہ اسے اور اس کی بیوی ایشی رت کو بغلیں بجانی چاہیں۔ کیونکہ بعل اور ایلی ین' دونوں ہی موت سے ہمکنار ہو گئے ہیں۔ ایل اور اس کی بیوی نے خوشیاں منائیں۔ ایلی ین کا رول ناگزیر تھا۔ چنانچہ وہ اس کی جگہ پر کرنے کو کسی کی تلاش میں نکلے۔ آخر میں انات اکبار پھر نمودار ہوئی اور دیوتا مات کو اپنے بھائی کی موت کا ذمہ دار ٹھہرایا۔

۱ نیو لیروزے انسائیکلوپیڈیا آف مائتھالوجی ص ۷۸)

ایلی ین اور مات کے مابین مخاصمت

یہ راس شمرہ سے برآمد ہونے والی منظوم اساطیر میں سے ہے۔ جس میں نباتات کے دو دیوتاؤں کے مخاصمت کا مذکور ہے۔ اس مخاصمت کا ہر سال اعادہ ہوتا ہے۔

اس نظم کا وہ حصہ جو صحیح حالت میں ملا ہے۔ بعل کے بیٹے ایلی ین کی موت کے بیان سے شروع ہوتا ہے۔ اس وقت اس کی دادی ایشی رت (Asherat) اور اس کا باپ بعل بہت ہی مایوس ہوتے ہیں۔ دیوتا ایل کا ایک اور بیٹا لیپٹن (Lapton) اپنے باپ ایل سے ملنے اس کے خیمے میں اس جگہ آتا ہے جہاں دریا' سمندر سے ملتے ہیں۔ لیپٹن اپنے باپ کو یہ کہنے آیا تھا کہ وہ مردہ دیوتا کو ایک بیٹا عطا کر دے۔ چنانچہ ایل سمندر کی ایشی رت نے التجا کرتا ہے کہ وہ اس کے بیٹوں میں سے کسی ایک کو اس کام کے لئے متعین کر دے۔ یہاں نظم کی عبارت ضائع ہو جاتی ہے۔۔اور۔۔پھر دیوی انات' مات کو کہتی ہے کہ وہ اس کے بھائیوں کو واپس کر دے۔ وہ قاتل کی دیوار پر کتے چھوڑتی اور اسے پکڑ کر ہلاک کر دیتی ہے۔

وہ مات (ملکوتی بیٹے) کو گرفت میں لے لیتی ہے۔ اپنی خرمن چوب سے اسے پیٹتی ہے۔ وہ اپنی درانتی سے اسے کاٹ ڈالتی ہے۔ آگ سے جلا کر اسے کباب کر دیتی ہے۔ اپنی چکی میں اسے پیس ڈالتی ہے اور کھیتوں میں بکھیر دیتی ہے وہ اس کے اثر کو زائل کر دیتی ہے تاکہ فصل میں سے وہ اپنا حصہ نہ پا سکے۔

جب مات یعنی ملکوتی بیٹا نابود ہو جاتا ہے تو ایل کا بیٹا ایلی ین زندہ ہو جاتا ہے۔ بارش زور شور سے ہوتی ہے۔ دریا چھلک اٹھتے ہیں اور خوف و ہراس پھیل جاتا ہے۔ ایل' انات کو حالات کا جائزہ لینے کو کہتا ہے۔ انات سپس دیوی (دختر ایل) کو خطاب کرتی ہے جو دیوتاؤں کی شکل کہلاتی ہے۔ سپس ایلی ین کی تلاش میں نکلتی ہے۔

آخر میں سات سال بعد ایل کو اس وقت مداخلت کرنی پڑتی ہے جب مات ان سات عذابوں کے ساتھ جن کا وہ خود نشانہ بن چکا تھا۔ ایل ین کے لئے خطرہ

بن جاتا ہے۔ ایل ین اس کی دعوت مبارزت قبول کرتا ہے اور دیوی مپس ' مات کے زوال کا اعلان کرتی ہے۔

"اچھی طرح سن لے مات! اے دیوتاؤں کے بیٹے۔ دیکھ تو بعل کے بیٹے ایلی ین کے ساتھ لڑے گا۔ دیکھ۔ تیرا باپ شور۔ ایل' تیری کوئی بات نہیں سنے گا۔ میری دعا ہے کہ وہ تیری رہائش گاہ کے دروازے تباہ کر دے۔ تیرے شاہی سنگھاسن کو تجھ سے چھین لے۔ اور میری دعا ہے کہ وہ تیرے عصائے شہنشاہی کے ٹکڑے کر دے۔"

مات مغلوب ہو کر پاتال میں اتر جاتا ہے اور ایل ین اپنی مملکت قائم کر لیتا ہے۔

(نیو لیروزے انسائیکلوپیڈیا آف مائتھالوجی ص ۷۸)

کیرٹ کی رزمیہ (The Epic of Keret)

سیڈان کا حکمران کیرٹ۔ عظیم دیوتا ایل کا بیٹا اور دیوی پس کا سپاہی تھا۔ دیوتا ایل نے اسے چاند دیوتا اٹیراہ یا ٹیراہ کے حملے کو روکنے کا حکم دیا۔ چنانچہ دیوتا کے اتحادیوں میں زیبولون کے لوگ بھی شامل تھے جو بعد میں اسرائیلی آبادی کا حصہ بنے اور کارمیل اور جھیل گلیلی کے درمیانی علاقے پر اپنا تسلط قائم کیا۔ کیرٹ نے اپنے باپ ایل کا حکم بجا لانے کی بجائے خود کو ایک کمرے میں بند کر لیا اور رونے لگا۔ عالم خواب میں اس نے خواب دیکھا تو اس کا اضطراب جاتا رہا اور اعتماد بحال ہو گیا۔

خواب میں ایک بچے کا باپ بننے کی اسے بشارت دی گئی تھی۔ پس اس نے موصولہ احکام پر عمل پیرا ہونے کا فیصلہ کر لیا۔ محاذ جنگ پر جانے سے پہلے وہ ایک مینار پر چڑھ کر اس کی منڈیر پر جا بیٹھا اور آسمان کی طرف ہاتھ اٹھا کر چاندی کے پیالے میں شراب' زرین مرتبان میں شہد اور پرندے اور میمنے کا خون' قربانی کی صورت پیش کیا۔

اب وہ قصبے میں واپس آ گیا اور چھ ماہ کے لئے اہل قصبہ کی خوراک کا بندوبست کیا۔ اس دوران ٹیرہ چھ قصبوں پر قابض ہو چکا تھا اور فینیقیوں کے ملک کو دوبارہ کرنے کے جتن کر رہا تھا۔ فلسطین کے جنوب میں نجیب کے مقام پر جنگ ہوئی۔ ہزیمت خوردہ ترک وطن پر تیار ہو گئے۔ بعض اکا دکا نکل کھڑے ہوئے اور بعض چھوٹی چھوٹی ٹکڑیوں میں چل دیئے۔ کیرٹ کی فتح کے کوئی آثار نہ تھے۔ وہ سیڈان واپس چلا آیا اور مال و زر کے عوض ایک بیوی حاصل کر لی۔ اور پھر اس سے ایک بیٹا پیدا ہوا۔ عشتارت کی طرح خوبصورت اور انات کی مثال ذی شان۔ یہ بیٹا غیر معمولی اوصاف کا مالک تھا۔ وہ ابھی پیدا ہی ہوا تھا کہ بول اٹھا۔ "میں دشمن سے نفرت کرتا ہوں"۔ اس نے بیوہ کے لئے انصاف، یتیم کے لئے تحفظ اور غارتگروں کے خلاف اعانت کا مطالبہ کیا۔

(نیو لیروزے انسائیکلوپیڈیا آف مائتھالوجی ص ۷۹)

فینیقیوں کا ایک اور صنمیاتی ہیرو ڈینل (Danal) ہے۔ وہ غیب داں ہے۔ اور اس کی بیٹی علم نجوم کے اسرار و رموز سے پوری طرح آگاہ ہے۔

عظیم ناگ (حطی اسطورہ)

عظیم ناگ نے موسم دیوتا پر حملے کی جسارت کی تھی چنانچہ دیوتا نے اسے انصاف کے لئے بلانے کا مطالبہ کیا۔ **ایفو** ' دیوتا نے ایک بہت بڑی دعوت کا اہتمام کیا اور ناگ اور اس کے بچوں کو کھانے کی دعوت دی۔ ناگ اور اس کے بچوں نے اس قدر زیادہ مے نوشی کی کہ وہ اپنے بل کا راستہ بھول گئے اور ان کا قلع قمع کر دیا گیا۔

(نیو لیروزے انسائیکلوپیڈیا آف مائتھالوجی ص ۸۴)

☆

حواشی

۱۔ بالات یعنی خاتون بعلس
۲۔ سورج دیوتا
۳۔ کنواری انات کا باپ
۴۔ عشتارت

یونان

یونان کی کہنہ تاریخ چار ادوار پر مشتمل ہے۔

اولین دور

یونانیوں کا یہ دور ۸۰۰ ق م سے ۴۸۰ ق م تک پھیلا ہے۔ یہ دور مبہم اور غیر واضح ہے۔ جسے یونانی مینوان (Minoan) اور مائی سی نیئن (Mycenaen) کہتے ہیں۔ اس دور سے متعلق کوئی تحریری ثبوت نہیں۔ محض آثار قدیمہ کے پیش نظر قیاس آرائیاں کی جاتی ہیں۔

دوسرا دور

۴۸۰ ق م سے ۴۰۰ ق م یعنی پورے اسی سالوں پر محیط ہے۔ اس دور کو سورماؤں (دلیروں، مہم جوؤں) کا دور یا ہومری زمانہ کہتے ہیں۔ اس دور کے سورماؤں کی تاریخ کا ماخذ ہومر کی دو رزمیہ نظمیں یعنی ایلیڈ اور اوڈیسی ہیں جو صدیوں تک ایک نسل سے دوسری نسل کو، سینہ بہ سینہ منتقل ہوتی رہیں۔ زاں بعد صفحہ ہائے قرطاس کی زینت بنیں۔

تیسرا دور (۴۰۰ ق م تا ۳۰۰ ق م)

یہ دور یونانی شہروں اور ریاستوں کی باہمی مخاصمت اور ریشہ دوانیوں سے اٹا پڑا ہے۔ اس دور میں فینیقی یعنی قرطاجنہ کا بحری بیڑہ سپارٹا کی بحری قوت پر کاری ضرب لگاتا ہے۔

چوتھا دور

یہ ہیلینی یعنی خالص یونانی دور ۳۰۰ ق م سے ۵۰ ق م تک پھیلا ہے۔ یہ یونانیوں کے زوال و انتشار کا دور ہے۔ ۱۴۶ ق م میں یونانیوں پر رومی غالب آ جاتے ہیں۔

ہومر کی دونوں رزمیہ نظموں کے خوبصورت اور دلکش انگ عیسائیت کی آمد سے ہزاروں سال قبل معرض وجود میں آ چکے تھے۔ اور بھاٹ اور گویے خاص گریشیا' جنوبی اٹلی' سسلی' ایجئن کے جزائر اور ایشیائے کوچک کے سواحل پر انھیں گاتے پھرتے تھے۔ بہت بعد میں جا کر یہ منظوم ٹکڑے تحریر و تسطیر سے آشنا ہوئے۔ ہومر کی تاریخ ولادت اور جائے پیدائش دونوں مشکوک ہیں۔ اس کی ولادت ۱۰۵۰ ق م اور ۸۵۰ ق م کے درمیانی سالوں میں ہوئی جبکہ جائے پیدائش کے سلسلے میں دس جگہوں کا نام لیا جاتا ہے۔ جن میں جزیرہ سلامس' رھوڈس اور ارگس وغیرہ شامل ہیں۔(۱)

یہ روایت بھی ہے کہ آخری عمر میں اس کی بینائی جاتی رہی تھی۔ ہومر کی دونوں رزمیہ نظمیں یعنی ایلیڈ اور اوڈیسی مختلف ہاتھوں میں سے ہو کر تکمیل کو پہنچیں یا کسی ایک ہاتھ نے براہ راست انھیں مرتب کیا۔ یہ معاملہ بھی طے نہیں ہو سکا۔

ایلیڈ

ایلیڈ (۲) میں شاہ ٹرائے پرائی ام کا خوبصورت بیٹا پیرس' افروڈائٹی کی اعانت سے شاہ سپارٹا مینی لوس کی حسین بیوی ہیلن کو اڑا لے جاتا ہے۔ چنانچہ مینی لوس کا بھائی ایگا میمنن (شاہ ارگس) تمام یونان میں ٹرائے کے خلاف خشومت و خصومت کی آگ بھڑکا دیتا ہے۔ اس کی آواز پر یونانی ریاستوں' شہروں اور جزائر کے سورما جن میں مینی لوس (شاہ سپارٹا) بذات خود' ایجکس (جزیرہ سلامس کا

شہزادہ) ڈائی امیڈیز (ارگس کا شہزادہ) اوڈس سس (جزیرہ اتھاکا کا حکمران اور اوڈس سی کا ہیرو) نیسٹر (پائی لس کا شہزادہ) اکیلیز (تسلی میں واقع فتھیا کا شہزادہ) اور فیلاک نے ٹیز (میتھونی کا حکمران) وغیرہ شامل تھے۔ یہ آزردہ اور خشمناک حکمران اور شہزادے تیر اندازوں' نیزہ بازوں اور شمشیر زن جنگجوؤں کو سیہ رنگ جہازوں اور شنگرفی رنگ والے سبک رفتار سفینوں میں بھر کر ہیلن کی بازیابی کو ٹرائے کی سمت روانہ ہوتے ہیں۔ ادھر ٹرائے کی سپاہ اپنے اتحادیوں کے ساتھ شہزادہ ہیکٹر کی کمان میں آگے بڑھتی ہے۔ جنگ ٹرائے دس سال جاری رہتی ہے اور اکیلیز کے ہاتھوں شہزادہ ہیکٹر کی موت پر اختتام پذیر ہوتی ہے۔

ٹرائے کی فتح یونانیوں کے بس کی بات نہ تھی۔ وہ ایک چال کے ذریعے اس پر قبضہ کرتے ہیں۔ وہ ٹرائے کی دیواروں تلے بہت بڑا چوبی گھوڑا جس کے کھوکھلے شکم میں اوڈس سس' مینی لوس اور دوسرے یونانی سورما چھپے تھے چھوڑ کر پسپا ہو جاتے ہیں۔ ٹراجنز اپنی حماقت سے اسے کھینچ کر شہر میں لے آتے ہیں۔ رات ہوتی ہے تو یونانی سورما چوبی گھوڑے کے شکم میں سے نکل کر شہر کے دروازے کھول دیتے ہیں۔ اور یوں یونانی سپاہ شہر میں داخل ہو جاتی ہے اور ٹرائے کی تباہی (۳) کا باعث بنتی ہے۔

ایلیڈ تقریباً تیس ہزار لائنوں یا چوبیس کتابوں (حصوں) پر مشتمل ہے جن کی تفصیل یوں ہے۔

پہلی کتاب

ٹرائے کے محاصرہ کے وقت ایگامیمنن اور اکیلیز کے مابین کس طرح تنازعہ اٹھ کھڑا ہوتا ہے اور پھر اکیلیز کس طرح میدان کارزار سے الگ ہو جاتا ہے۔ وہ زیئس (Zeus) سے یہ وعدہ لینے میں کامیاب ہوتا ہے کہ اس کے ساتھ جو ناروا سلوک ہوا ہے اس کا خمیازہ ایگامیمنن اور اکینز کو بھگتنا پڑے گا۔

دوسری کتاب

زیئس کس طرح ایک خواب کے ذریعے ایگامیمنن کو غلط راہ پر ڈالتا ہے۔ اور اکینز کس طرح میدان جنگ کی طرف پیش قدمی کرتے ہیں۔ اس حصے میں اکینز اور ٹراجنوں کی سپاہ کی تعداد اور سورماؤں کے نام بتائے جاتے ہیں۔

تیسری کتاب

مینی لوس اور پیرس ڈوئل لڑتے ہیں۔ افروڈائٹی پیرس کو بچا لے جاتی ہے۔ شاہ ٹرائے پرائی ام (Priam) اور ہیلن شہر کی فصیل پر کھڑے ہو کر اکینز سپاہ کا جائزہ لیتے ہیں۔

چوتھی کتاب

دیوی دیوتا، زریں فرش پر زیئس کے ارد گرد بیٹھے ہیں۔ ہیبی (Hebe) (۴) گھوم پھر کر انھیں ملکوتی مشروب پیش کر رہی ہے۔ وہ طلائی جام ہاتھوں میں لئے ایک دوسرے سے وعدے وعید کرتے ہیں اور ٹراجنوں کے شہر پر نگاہ ڈالتے ہیں۔ اتھینی ٹراجنز سردار پنڈارس کو ڈھونڈتی اور مینی لوس پر تیر چلانے کے لئے اسے اکساتی ہے۔ اور وہ دھوکے سے اسے زخمی کرتا ہے۔ ایگامیمنن اپنی سپاہ کے بڑے سرداروں کو میدان کارزار میں نصیحتیں کرتا ہے۔

پانچویں کتاب

ڈایومیڈیز نے غنیم کے لشکر میں گھس کر اپنے تابڑ توڑ حملوں سے کس طرح تباہی مچائی اور کس طرح پیلس اتھینی کی اعانت سے افرڈائٹی اور اپالو کو مجروح کیا۔

چھٹی کتاب

میدان جنگ میں ڈایو میڈیز اور گلو کس کا ایک دوسرے کے سامنے ہونا اور پہچاننا اور پھر دوستوں کی صورت ان کا جدا ہونا۔ شہر میں داخل ہو کر ہیکٹر کا اپنی بیوی انڈرو میکی کو الوداع کہنا۔

ساتویں کتاب

ایاس اور ہیکٹر کی ڈوئل۔ طرفین کا اپنے مقتولین کی چتاؤں کو آگ لگانا۔ اکینز کا اپنے جہازوں کے سامنے دیوار بنانا۔

آٹھویں کتاب

اکیلیز کے ساتھ کی جانے والی زیادتی کا بدلہ لینے کے لئے زیئس کو کس طرح خیال آیا۔ اور کس طرح اس نے دیوتاؤں کو حکم دیا کہ وہ جنگ سے باز رہیں اور ٹراجنز کی فتح کا اہتمام کریں۔

نویں کتاب۔

ایگا میمنن کا اکیلیز کے پاس پیامبر بھیجنا۔ اس کے جوش کو ٹھنڈا کرنے کے لئے اس سے التجا کرنا۔ اور اکیلیز کا انکار کرنا۔

دسویں کتاب

ڈایو میڈیز اور اوڈیسس نے کس طرح ٹراجنوں کے جاسوس ڈالن (Dolon) کو ہلاک کیا اور کس طرح ٹراجن کیمپ میں جاسوسی کی۔ اور پھر کس طرح تھریشیا کے حکمران رھیسس کا گھوڑا چرایا۔

گیارہویں کتاب

ایگامیمنن کے شان دار کارناموں کے باوجود ٹراجنز' اکینز پر سخت دباؤ ڈالتے ہیں۔

بارہویں کتاب

ٹراجنز' بہتے بالوں والے اکینز کی صفوں کو تہہ و بالا کرتے ہوئے دور تک ان میں گھس جاتے ہیں۔

تیرھویں کتاب

پوسیڈن (۵) (لرزندہ ارض) اکینز کو جوش دلاتا ہے کہ وہ اپنے جہازوں کا دفاع کریں۔ ایڈوی نس (Adomeneus) (٦) کی دلیری اور جسارت۔

چودھویں کتاب

کوہ ایڈا کی چوٹیوں پر نیند اور ہیرا نے کس طرح دھوکے سے زیئس پر نیند طاری کی۔ پوسیڈن نے کس طرح اکینز کو ہیکٹر کے سامنے ڈٹ جانے کی ترغیب دی اور کس طرح ہیکٹر زخمی ہوا۔

پندرہویں کتاب

نیند سے بیدار ہوتے ہی زیئس کا اپالو کو حکم دینا کہ وہ ہیکٹر کو ہوش میں لائے اور ٹراجنز کی قسمت بحال کرے اور پروٹیسی لاؤس (Protesilaos) (٧) کے جہاز پر آگ برسائی جاتی ہے۔

سولھویں کتاب

پٹرا کلس، اکیلیز کی زرہ پہن کر بے جگری سے لڑتا اور ٹراجنز کو جہازوں سے دور دھکیل دیتا ہے۔ اور آخر میں ہیکٹر کے ہاتھوں مارا جاتا ہے۔

سترھویں کتاب

پٹرا کلس کی لاش کے گرد لڑائی۔

اٹھارھویں کتاب

پٹرا کلس کے مارے جانے پر اکیلیز کی آہ و زاری اور تھی ٹس (Thetis) (۸) کا **ہیفیس** (۹) **ٹس** (Hephaestus) کو اکیلیز کے لئے نئی زرہ بنانے کو کہنا۔

انیسویں کتاب

اکینیز کے اجلاس سے قبل اکیلیز اور **اگامیمنن** کے مابین مصالحت کا ہونا اور اکیلیز کا میدان جنگ میں اترنا۔

بیسویں کتاب۔

اکیلیز کی جنگ بازی سے ٹرائے کے آدمیوں میں افراتفری۔

اکیسیوں کتاب

دریائے **سکے مینڈر** (Skamander) کے ساتھ ساتھ لڑائی۔ اکیلیز، ٹرائے کے دروازوں تک ٹراجنوں کا تعاقب کرتا ہے۔

بائیسویں کتاب۔

اکیلیز اور ہیکٹر لڑتے ہیں۔ ہیکٹر مارا جاتا ہے اور اکیلیز اس کی لاش کو گھسیٹ کر اپنے جہازوں تک لاتا ہے۔

تیئسویں کتاب

پٹرا کلس کی تجہیز و تکفین اور تدفینی کھیل۔

چوبیسویں کتاب

ہیکٹر کی لاش کے معاوضے (۱۰) اور اس کی چتا وغیرہ کے بیان میں ہے۔

اسلوب بیان

ٹرائے کے قریب بہنے والے دریا سکے میںنڈر کے کنارے، اکیلیز ٹراجنوں کا قتل عام کرتا ہے تو پرائی ام کا بیٹا لائی کا ان (Lykaon) جسے اکیلیز پھلوں کے ایک باغ میں سے پکڑ کر کچھ عرصے پہلے خوبصورت لیمنس میں بیچ آیا تھا، بھاگتا ہوا اچانک اس کے سامنے آجاتا ہے۔ اکیلیز نیزہ سے اس پر وار کرتا ہے تو وہ تیزی سے بیٹھ کر اس کی پاؤں پکڑ لیتا ہے۔ وہ ایک ہاتھ سے اکیلیز کا گھٹنا اور دوسرے سے نیزہ پکڑ کر بھنبھناتے الفاظ میں زندگی کی بھیک مانگتا ہے۔

"اے زیئس کے پروردہ! میں تجھ سے رحم کی توقع کرتا ہوں۔ کیونکہ میں نے تیرے ساتھ بیٹھ کر ایک ہی میز پر ڈیمیٹر کے گوشت کا ذائقہ چکھا تھا۔ اس روز جب تو نے مجھے خوبصورت باغ میں سے گرفتار کر کے، میرے باپ اور میرے دوستوں سے دور، خوبصورت لیمنس میں بیچ ڈالا تھا۔ اور میں نے تیرے لئے ایک سو بیلوں کی قیمت حاصل کی تھی------دکھوں کے لمبے سلسلے کے بعد ایلی اس (Ilios) (۱۱)، میں یہ میری بارھویں صبح ہے (۱۲) اور اب میری تباہ کار قسمت نے اکبار پھر مجھے تیرے ہاتھوں میں سونپ دیا ہے۔ میں زیئس باپ سے نفرت کرتا

ہوں کیونکہ اس نے مجھے دوسری مرتبہ تیرے قبضے میں دیا ہے اور میری ماں نے کم عمری کی خاطر مجھے جنا ہے۔ جس سے پرائی ام نے بہت سی دوسری خواتین کے ساتھ شادی کی اور اس سے ہم دو (بیٹے) پیدا ہوئے۔ ایک کو تو پہلے ہی موت کے گھاٹ اتار چکا ہے اور اب وہی سلوک مجھ سے کرنا چاہتا ہے۔ بچنے کی مجھے کوئی امید نہیں کیونکہ خدا نے مجھے تیرے سپرد کیا ہے۔ پھر بھی تجھ سے ایک بات کہتا ہوں۔ اسے اپنے دل میں بٹھالے اور مجھے ہلاک نہ کر۔ کیونکہ میں اس ماں سے نہیں، جس نے تیرے معزز اور دلیر ساتھی پٹرا کلس کے قاتل ہیکٹر کو جنم دیا۔
اکیلز پر، پرائی ام کے معزز بیٹے کی التجاؤں کا کوئی اثر نہیں ہوتا۔ وہ کہتا ہے۔

"اے میرے دوست! جب مرنا ہی ہے تو پھر یہ آہ و زاری کیسی؟ اور پھر پٹرا کلس بھی تو مرگیا جو تجھ سے ہزار درجے بہتر تھا۔"

اس کے بعد لائی کے ان، اکیلز کے نیزے کو چھوڑ دیتا ہے اور اپنے بازو، دائیں بائیں پھیلا کر بیٹھ جاتا ہے اور اکیلز اپنی تیز تلوار سے ہنسلی کے قریب وار کر کے اس کی گردن اڑا دیتا ہے۔

(ایلیڈ ص ۴۱۷ تا ۴۱۹)

اوڈ سی کا خلاصہ

جنگ ٹرائے کے بعد جب فتح مند یونانی اپنے گھروں کو لوٹتے ہیں تو اتھا کا حکمران اوڈ سس بھی اپنے بارہ جہازوں کے ساتھ جن میں پانچ سو آدمی سوار ہیں، اتھا کا کے لئے روانہ ہوتا ہے۔ لیکن دیوتا پوسیڈن کی مخالفت کے باعث صحیح راستہ سے بھٹک کر لوٹس ایٹرز کی سرزمین میں جا پہنچتا ہے۔ وہاں سے نجات ملتی ہے تو دیو نما یک چشم آدم خور سائیکلو پیز کے جزیرہ میں پھنس جاتا ہے۔ جہاں یک چشم پولی فیمس، اوڈ سس اور اس کے بارہ ساتھیوں کو ایک غار میں بند کر دیتا ہے۔ پولی فیمس، اوڈ سس کے چھ آدمیوں کو ہڑپ کر جاتا ہے۔ اوڈ سس پولی فیمس کی اکلوتی آنکھ پھوڑ کر یہاں سے بھاگ نکلتا ہے۔ جب وہ یہاں

سے بچ کر خوبصورت جادوگرنی سر سی (Circe) کے جزیرے اے اے آ (aeaea) میں قدم رکھتا تو اس کے گیارہ جہاز تباہ ہو چکے ہوتے ہیں۔ وہ ایک سال سر سی کے پہلو میں گذارتا ہے۔ یہاں سے روانہ ہوتا ہے تو سر سی اسے راستے کے خطرات سے آگاہ کرتی ہے۔

اوڈس سس اور اس کے ساتھی راستے میں سورج دیوتا کے جزیرے میں مقدس مویشیوں کو کھا جاتے ہیں۔ اس پر زیئس دیوتا طوفان بھیج کر ان کے جہاز کو تباہ کر دیتا ہے۔ اوڈس سس ایک ٹوٹے مستول کے سہارے بڑی مشکل سے جان بچا کر اوگ ایا نامی جزیرے میں پہنچتا ہے۔ جزیرہ اوگ ایا (Ogygia) کی خوبصورت حکمران کیلپسو (Calypso) نامی جل پری اسے زبردستی سات سال اپنے پاس رکھتی ہے۔ دیوی اتھینی کے کہنے پر مہا دیوتا زیئس اسے یہاں سے رہائی دلاتا ہے۔ دیوتا پوسیڈن اکبار پھر اس کی راہ میں حائل ہوتا اور اس کے لٹھوں کے ٹھاٹھ کو تباہ کر دیتا ہے۔ اب تباہ و خستہ حال اوڈس سس جزیرے فے ایشی آ (Phaeacia) پہنچتا ہے۔ اس جزیرہ کا حکمران السی ناؤس (Alcinous) اس کی آپ بیتی سن کر متاثر ہوتا اور ایک جہاز اور تحفے تحائف دے کر اسے اتھا کا روانہ کرتا ہے۔ ان دنوں اوڈس سس کا نوجوان بیٹا ٹیلی میکس (Telemachus) مینی لوس اور ہیلن کے پاس لیکے ڈیمن میں قیام پذیر تھا۔ اوڈس سس کے خانوادہ کی محافظ دیوی اتھینی اسے اتھا کا پہنچنے کو کہتی ہے۔ ادھر اوڈس سس اتھاکا پہنچتا ہے تو اتھینی اس کا رنگ روپ بدل کر اسے بھکاری کا روپ عطا کر دیتی ہے۔

اس وقت اتھاکا کے شاہی محل پر اوڈس سس کی خوبرو باوفا ملکہ پینل اوپی (Panelopi) کے دعویدار عاشقوں کا قبضہ تھا۔ پینل اوپی' اوڈس سس کی بیس سالہ غیر موجودگی میں خود کو ان بے حیا عاشقوں سے کسی نہ کسی طور بچائے رکھتی ہے اور اتھینی کے مشورہ پر ان کے درمیان اوڈس سس کی بھاری کمان ڈال کر کہتی ہے کہ جو کوئی اس کمان کے ذریعے بارہ کلہاڑوں کی دو رویہ قطار میں سے

تیر گزارے گا۔ میرا حق دار ہو گا۔

تمام عاشق اس آزمائش میں ناکام رہتے ہیں۔ زاں بعد اوڈیسس فقیر کے بھیس میں یہ شرط پوری کرتا اور اپنے محل کے سب دروازے بند کرا کے' اپنے بیٹے ٹیلی میکس اور دو ملازموں کی مدد سے ان بے حیا عاشقوں کو ہلاک کرتا ہے۔ اور یوں اس خاندان کے بکھرے ہوئے افراد اکبار پھر یکجا ہو جاتے ہیں۔

(دی اوڈیسی آف ہومر)

ایلیڈ کی صورت اوڈیسی سولہ ہزار سطروں کی حامل ہے اور درج ذیل چوبیس کتابوں (حصوں) پر مشتمل ہے جنہیں دو طویل حصوں میں منقسم کیا گیا ہے۔ پھر ان دو حصوں کو مزید چار چار کے سیٹ میں بانٹا گیا ہے۔ تفصیل یہ ہے۔

پہلا سیٹ۔ ٹیلی میکس

ہر سیٹ کا اپنا موضوع ہے۔ جو اصل قصے کو اس کا ضروری حصہ ادا کرتا ہے۔ اولین سیٹ دیوتاؤں کے آسمانی مسکن اور اتھاکا کے حالات کے ساتھ آغاز پذیر ہوتا ہے۔ اوڈیسس کو گھر سے نکلے یہ بیسواں سال ہے۔ دسویں سال وہ منتقم ٹرائے سے گھر کی سمت روانہ ہوا۔ گھر کی جانب تین سالوں کے دوران منتقم دیوتا پوسیڈن نے اسے سمندر میں رکھا اور اس کے بعد کے سات سالوں میں جزیرہ اوگ ایا (Ogygia) کی جل پری کیلپسو (Calypso) کے پاس اسے زبردستی کا مہمان بن کر رہنا پڑتا ہے۔ آخر کار (پہلی کتاب) اس کے خانوادہ کی محافظ دیوی اتھینی زیئس سے احتجاج کرتی ہے اور اوڈیسس کو کیلپسو کی گرفت سے آزاد کرانے کو کہتی ہے۔

اتھینی بھیس بدل کر اتھاکا پہنچتی اور ٹیلی میکس (جو شباب کی حدوں کو چھو رہا ہے) کی حوصلہ افزائی کرتی ہے۔ ٹیلی میکس (دوسری کتاب) دعویدار عاشقوں کو اتھاکا چھوڑنے کو کہتا ہے اور ان سے ایک جہاز مانگتا ہے تاکہ وہ اپنے باپ کے بارے میں کوئی خبر پا سکے۔ وہ بڑی نخوت سے انکار کر دیتے ہیں۔ ٹیلی میکس

اتھینی کی مدد سے جہاز اور ملاح حاصل کرتا ہے اور پائی لس کی جانب روانہ ہوتا ہے۔ اور (تیسری کتاب) شاہ نیسٹر سے باپ کے بارے میں تھوڑی بہت معلومات پاتا ہے۔ پھر وہ نیسٹو کے بیٹے کو ساتھ لے کر لیکے ڈیمن پہنچتا اور مینی لوس اور ہیلن کے یہاں قیام کرتا ہے۔ مینی لوس (چوتھی کتاب) دو سال سے گھر پر ہی ہے۔ وہ اپنی گردش کے حالات بیان کرتا ہے اور سمندر کے بوڑھے آدمی کے حوالے سے ٹیلی میکس کو بتاتا ہے کہ اوڈس سس' اوگگ ایا میں قید ہے۔ دعویدار عشاق' ٹیلی میکس کی واپسی پر اسے پکڑنے کو تیار بیٹھے ہیں۔

دوسرا سیٹ۔ اوگگ ایا سے فے ایش آ

جب ہم اتھاکا کے حالات سے باخبر ہو جاتے ہیں تو۔۔ (پانچویں کتاب) منظر اوگگ ایا میں تبدیل ہو جاتا ہے۔ دیوتاؤں کی دوسری محفل جمتی ہے۔ ہرمیز زیئس کا پیام لے کر بڑی سرعت سے کیلپسو کے پاس پہنچتا ہے۔ کیلپسو بادل نخواستہ اوڈس سس کو جانے کی اجازت دے دیتی ہے۔ وہ لٹھوں کا ٹھاٹھ (Raft) بنا کر سمندر میں نکل جاتا ہے۔ اٹھارھویں دن اوڈس سس کا دشمن یعنی پوسیڈن اسے ڈھونڈ لیتا اور جزیرہ فے ایش آ کے ساحل پر اس کے لٹھوں کے ٹھاٹھ کو تباہ کر دیتا ہے۔ اوڈس سس ننگا منگا' خستہ حال دریا کے دھانے پر پہنچتا اور درختوں کے کنج میں پڑ کر سو رہتا ہے۔ السی ناوس (Alcinous) اس جزیرہ (چھٹی کتاب) کا حکمران ہے۔ اس کی بیٹی نوسک آ (Nausica a")' ایک خواب کے زیر اثر اپنی کنیزوں کے ساتھ نہانے دھونے کو دریا پر پہنچتی ہے۔ ان کی اچھل کود سے اوڈس سس کی آنکھ کھل جاتی ہے۔ وہ اپنا نام بتائے بغیر شہزادی سے مدد کی درخواست کرتا ہے۔ چنانچہ وہ اسے اپنے ساتھ لے جاتی ہے۔ السی ناؤس اور اس کے باغات کی تعریف (ساتویں کتاب) کرنے کے بعد وہ ملکہ کے روبرو پیش ہوتا ہے۔ ملکہ اس کے جہاز کی غرقابی کا قصہ پوری توجہ سے سنتی ہے۔

ایک اجلاس میں (آٹھویں کتاب) اوڈس سس کو آگے بھیجنے کا فیصلہ ہوتا

ہے۔ وہ کھیلوں کے دوران اپنی قوت کا مظاہرہ کرتا ہے۔ جب جشن کے موقعہ پر
بھاٹ اور گویے ٹرائے کا گیت گاتے ہیں تو وہ رو پڑتا ہے۔ اور اپنا نام ظاہر کر دیتا
ہے۔ اب اس سے اسکی آوارہ گردی کا قصہ سنانے کو کہا جاتا ہے۔

تیسرا سیٹ۔ٹرائے سے اوگگ ایا

اس حکمت عملی سے ہومر اپنی نظم میں جان ڈال دیتا ہے۔ اور وطن کو
مراجعت کے سفر کو دو آسان حصوں میں بیان کرتا ہے۔ ایک تو اوگگ ایا سے فے
ایشی آ تک کا وہ حصہ جو بیان ہو چکا ہے۔ لیکن ٹرائے سے اوگگ ایا تک کے سفر
کے بارے میں سامعین کو کچھ معلوم نہیں۔ محض افواہوں سے کچھ پتہ چلتا ہے۔
اس سفر کے حالات' اوڈس سس خود بیان کرتا ہے۔ اس کی کہانی (نویں کتاب) کا
آغاز ٹرائے کو چھوڑنے سے ہوتا ہے۔ وہ راستے میں 'سی کونی انز' کو تاراج کرتا
ہے۔ لوٹس ایٹوز کی سرزمین میں پہنچتا ہے۔ پولی فیمس کے غار میں قید ہوتا ہے۔
اس کے ساتھی (دسویں کتاب) ایولس کے عطا کردہ اس تھیلے کو کھول دیتے ہیں
جس میں مخالف ہوائیں بند ہیں۔ وہ تمام جہاز کھو کر ایک جہاز کے ساتھ سری
کے جزیرے ایایا (Aeaea) میں پہنچتا ہے۔ اسے یہاں اور بھی تحیرزا واقعات پیش
آتے ہیں۔ وہ سری کے مشورہ کے مطابق سمندری ندی کے اس پار دھندلے
خطے (گیارھویں کتاب) کی طرف جاتا ہے۔ وہاں وہ اپنے آنجہانی ملاح' ماں' عظیم
آدمیوں کی بیویوں' بیٹیوں' جنگ ٹرائے کے ساتھیوں اور اپنی قوم کے ضمنیاتی
سورماؤں وغیرہ کی ارواح سے بات چیت کرتا ہے۔ سری کے پاس آ کر (بارھویں
کتاب) اور اس سے مزید ہدایات لے کر وہ اکبار پھر سمندر میں نکل جاتا ہے
سائرنز کے پاس سے وہ بحفاظت گزر جاتا ہے۔ البتہ سلا (آبی بلا) کی چٹان کے نیچے
اسے اپنے چھ آدمیوں کو کھونا پڑتا ہے۔ آخر کار وہ ایک جزیرہ میں اترتا ہے۔
جہاں سورج کے مویشی جگہ جگہ چرتے پھرتے ہیں۔ اس کے آدمی مقدس مویشیوں
کو مار کر کھا جاتے ہیں۔ اس پر زیلس ان کی موت کا بدلہ لینے کو طوفان بھیج دیتا

ہے۔ جس سے اس کا جہاز ڈوب جاتا ہے۔ وہ جہاز کے پینڈے کے شہتیر کے ساتھ چمٹ کر بڑی مشکل سے جان بچاتا ہے اور دس دن موجوں کے تھپیڑے کھانے کے بعد کیلپسو کے جزیرہ میں قدم رکھتا ہے۔

چوتھا سیٹ۔ چھپنے کے بارے میں

اب دوسرا حصہ شروع ہوتا ہے لیکن ناگہاں نہیں (تیرھویں کتاب) فے ایشی انز (Phaeacians) اوڈِسس کی کہانی سے بہت خوش ہیں۔ وہ بہت سارے تحائف دے کر اسے اپنے شاندار جہاز میں رخصت کرتے ہیں جو ایک شب کے سفر کے بعد اسے اتھاکا میں اتار دیتا ہے۔ اتھینی ظاہر ہو کر' اسے دعویدار عاشقوں کی متوقع جدوجہد سے ہوشیار اور اس کے اپنے ملازم یومے اس (Eumaeus) کے پاس رہنے کی تلقین کرتی ہے۔ وہ اس کے کپڑے اور شکل و شباہت بدل کر اسے ایک فقیر کے روپ میں مبدل کر دیتی ہے تاکہ کوئی اسے نہ پہچان سکے۔ یومے اس (چودھویں کتاب) بخوشی اس کی پذیرائی کرتا ہے۔ وہ میز پر اپنی بحر نوردی کی فرضی کہانی سناتا ہے۔ اس دوران ٹیلی میکس (پندرھویں کتاب) اتھینی کی رہنمائی میں مینی لوس سے رخصت ہو کر' جہاز میں اتھاکا پہنچتا ہے۔ وہ بھی محل میں جانے کے بجائے یومے اس کے پاس ٹھہرتا ہے۔ یہاں اسے خوش آمدید (سولھویں کتاب) کہا جاتا ہے۔

وہ یومے اس کو پینل اوپی کے پاس بھیج کر اپنے واپس آنے کی اطلاع دیتا ہے۔ وہ جعلی فقیر کو ان تکالیف کے بارے میں بتلاتا ہے۔ جو اس کی ماں کو دعویدار عشاق کے ہاتھوں برداشت کرنی پڑیں۔ اتھینی اکبار پھر اوڈِسس کو بادشاہ بنا دیتی ہے۔ باپ بیٹا ملتے ہیں اور دعویدار عاشقوں سے نپٹنے کا منصوبہ بناتے ہیں۔ یومے اس محل میں پیغام پہنچانے کے بعد واپس لوٹ آتا ہے۔

پانچواں سیٹ۔ محل میں

ٹیلی میکس (سترھویں کتاب) علی الصبح قصبے میں جا کر اپنی ماں کو اوڈس سس کے بارے میں وہ باتیں بتاتا ہے جو مینی لوس نے اسے کہی تھیں۔ ایک پیش گو اعلان کرتا ہے کہ اوڈس سس قصبے میں موجود ہے لیکن پینل اوپی کو اب بھی شک ہے۔ اوڈس سس فقیر کے بھیس میں محل میں داخل ہوتا ہے۔ وہ دعویدار عاشقوں سے بھیک مانگتا ہے۔ ان کا سردار انٹی نس' اس کی طرف سٹول پھینکتا اور گالی دیتا ہے۔ اوڈس سس چوکھٹ کے قریب بیٹھا ہوتا ہے۔ (اٹھارھویں کتاب) کہ مراعات یافتہ ایک فقیر آتا ہے تو دعویدار عاشق اس کی خوب پذیرائی کرتے ہیں۔ نو وارد فقیر اوڈس سس کو اشتعال دلاتا ہے تو وہ اسے ایک مکا رسید کرتا ہے۔ پینل اوپی دروازہ میں آ کر کھڑی ہو جاتی ہے۔ اور اپنے حسن سے انھیں متاثر کرتی ہے۔ دعویدار عشاق اکبار پھر اوڈس سس کا مذاق اڑاتے ہیں۔ دعویدار عشاق جب ٹیلی میکس اور اوڈس سس کو چھوڑ کر رات بھر کے لئے جدا ہوتے ہیں تو وہ دونوں (انیسویں کتاب) ہال میں رکھے ہوئے تمام ہتھیار اٹھا کر کسی اور کمرے میں رکھ آتے ہیں۔ پینل اوپی اپنی کنیزوں کے ساتھ اوڈس سس کے پاس آتی ہے۔ وہ اس کے سوالوں کے جواب میں' کریٹ میں اوڈس سس سے اپنی جھوٹ موٹ کی ملاقاتوں کا ذکر کرتا ہے اور اپنی باتوں سے اسے رلاتا ہے۔ اور پورے وثوق سے کہتا ہے کہ سال نو کی آمد سے قبل اوڈس سس اتھاکا میں ہو گا۔ وہ اسے غسل اور بستر مہیا کرتی ہے۔ نرس یوری کلی آ (Eurycleia)' اوڈس سس کے پاؤں کا زخم دیکھ کر اسے پہچان لیتی ہے۔ وہ چیخنا چاہتی ہے لیکن اوڈس سس اسے منع کرتا ہے۔ اس وقت اتھینی پینل اوپی کی توجہ کسی اور طرف منتقل کر دیتی ہے۔ وہ بتاتی ہے کہ کمان کی آزمائش میں کل جو پورا اترے گا۔ وہی اس کا زبردستی خاوند بنے گا۔ رات (بیسویں کتاب) اوڈس سس اور پینل اوپی کچھ دیر کے لئے سوتے ہیں۔

چھٹا سیٹ-انتقام

پینل اوپی (اکیسویں کتاب) اوڈس سس کی عظیم کمان اٹھا کر لاتی ہے۔ یوے اس اور ٹیلی میکس کلماڑوں کی دو رویہ قطار بناتے ہیں۔ جن کے درمیان میں سے دعویدار کو تیر گزارنا ہے۔ وہ سب تیر چلانے میں ناکام رہتے ہیں۔ ٹیلی میکس اپنی ماں کو وہاں سے بھیج دیتا ہے اور اوڈس سس کو تیر چلانے کی دعوت دیتا ہے۔ اوڈس سس کلماڑوں کی دو رویہ قطاروں میں سے تیر گزار کر شرط جیت لیتا ہے۔ اوڈس سس دروانہ کے سامنے کھڑے ہو کر (بائیسویں کتاب) انٹین اس' کو تیر کا نشانہ بناتا ہے۔ وہ خود کو ظاہر کر دیتا ہے۔ پینل اوپی کے عاشقوں کے پاس صرف تلواریں ہیں۔ وہ اوڈس سس کا غصہ ٹھنڈا کرنے' بھاگنے اور اس پر حملہ کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ لیکن ایک ایک کر کے گرتے ہیں۔ ترکش تیروں سے خالی ہو جاتا ہے تو ٹیلی میکس دوسرے ہتھیار اٹھا لاتا ہے۔ دعویدار عاشقوں کا ایک ساتھی بھی بارہ نیزے حاصل کرنے میں کامیاب ہو جاتا ہے۔ وہ اوڈس سس اور اس کے آدمیوں پر نیزے پھینکتے ہیں۔ لیکن اتھینی ان کا نشانہ خطا کر دیتی ہے اور ساتھ ہی ان میں خوف و ہراس بھر دیتی ہے۔ اور انھیں قتل کراتی ہے۔ مقتولین کی لاش وہاں سے اٹھائی جاتی ہیں۔ وفادار کنیزیں خوشی کا اظہار کرتی ہیں۔ اس تمام کشمکش کے دوران اتھینی' پینل اوپی کو گہری نیند سلا دیتی ہے۔ یوری کلی آ'اب جا کر اسے جگاتی ہے۔ (تیسویں کتاب) اور اوڈس سس کی آمد اور دعویدار عشاق کی ہلاکت کے بارے میں اسے بتاتی ہے۔ وہ سوچتی ہے کہ اگر وہ واقعی مارے گئے ہیں تو ضرور کسی دیوتا نے ان کے جرموں کی انھیں سزا دی ہے۔ وہ آتی ہے لیکن خوشی کے مارے آواز تک نہیں نکلتی۔ رقص و سرود کی محفل سجائی جاتی ہے۔ اور اوڈس سس غسل کرنے لگتا ہے۔

اور طلسمی شب میں وہ بستر پر دراز ہو کر طویل فرقتوں کی تلخیوں کے بارے میں ایک دوسرے کو بتاتے ہیں۔ دوسرے دن اوڈس سس اپنے فارم میں جا کر اپنے بوڑھے باپ سے ملتا ہے۔ دعویدار (چوبیسویں کتاب) عاشقوں کے قتل کی خبر

تمام قصبے میں پھیل جاتی ہے۔ ان کے رشتہ دار تیزی سے جمع ہوتے ہیں اور اوڈی سس کے باپ 'لے ارٹیز' کے گھر پر حملہ کر دیتے ہیں۔ 'لے ارٹیز' ان کے سردار کو مار گراتا ہے۔ دوسرے بھاگ جاتے ہیں۔ اتھینی ناصح کے بھیس میں آکر دشمنوں کے بیچ امن و آشتی قائم کرا دیتی ہے۔

(دی اوڈی سس آف ہومر)

اسلوب نگارش

سرسی نے اوڈی سس کو سائرنز (۱۳) کے سحر آفریں گیتوں سے بچنے کی تلقین کی تھی۔ چنانچہ جب اوڈی سس کا جہاز سائرنز کی چٹانوں کے قریب پہنچتا ہے تو وہ خود کو جہاز کے مستول کے ساتھ بندھوا کر اپنے ساتھیوں کے کان موم سے بند کر دیتا ہے تاکہ وہ سائرنز کے گیتوں کی مسحور کن آواز نہ سن سکیں۔

جہاز سائرنز کی چٹانوں کے قریب سے گزرتا ہے تو سائرنز اپنی مدہوش کن آواز میں اسے بلاتی ہیں۔

اے فخر یونان ٹھہر جا! یولی سس (۱۴) رک جا
تج دے بات اپنی' سن لے گیت ہمارا
گیت ہمارا جو سنتا ہے' خوش قسمت وہ ہوتا ہے
گیت ایسا جو روح میں رنگ بھرتا ہے کانوں پر جادو کرتا ہے
آ جا ۔ آ! بالا ہو گی روح تری تو
رک جا! سیکھ تو لے فرزانہ سے عقل نو
نام آور شاہوں نے' جو کچھ' جتنا بھی پایا ہے
الیئم (Ilium) (۱۵) کے میدان شہرت میں' ہم نے جان لیا ہے
سورج کے زیر سفر تاباں ہے جو
رک جا! سیکھ تو لے فرزانہ سے عقل نو

(یولی سس فاونڈ ص ۱۲۳)

خوفناک سانپ' چڑیا اور چڑیا کے بچے (۱۶)

جنگ ٹرائے سے قبل۔ یہ ان دنوں کی بات ہے جب اکینز (یونانی) کے جہاز ہیلن کی بازیابی کے لئے اولس میں جمع ہوتے ہیں اور ایک چشمے کے قریب بے داغ قربان گاہوں پر سو سو بیل لافانی دیوتاؤں کی نذر کرتے ہیں۔ اس وقت یہ عجیب واقعہ پیش آتا ہے۔ اوڈس سس کی زبانی سنئے۔

"چنار نما درخت کے نیچے' جہاں چمکدار پانی بہہ رہا تھا۔ ایک عجیب واقعہ پیش آیا۔ ایک دہشتناک سانپ' جس کی پیٹھ' خون کی طرح سرخ تھی' دن کے اجالے میں قربان گاہ کے نیچے سے نمودار ہوا۔ اسے دیوتا نے بذات خود یہاں بھیجا تھا۔ وہ سانپ تیزی سے چنار نما درخت کی طرف بڑھا۔ جس کی چوٹی کی ایک شاخ پر' پتوں کے سایے میں چڑیا کا گھونسلا تھا۔ اس گھونسلے میں چڑیا کے چھوٹے چھوٹے نرم و نازک آٹھ بچے تھے۔ نویں وہ خود تھی۔ سانپ درخت پر چڑھ کر' چیں چیں کرتے ان بچوں کو ہڑپ کر گیا۔ ماں اپنے بچوں کے لئے' روتی چیختی سانپ کے گرد منڈلاتی رہی۔ وہ کنڈل مار کر بیٹھ گیا اور پھر منہ مار کر اسے بھی پروں سے پکڑ لیا اور اس کے بچوں کی طرح اسے بھی نگل گیا۔ دیوتا نے اسے ایک علامت کے طور پر ظاہر کیا تھا۔ اب جبکہ وہ چڑیا کے آٹھ ننھے بچوں اور چڑیا کو ہڑپ کر گیا تو کرونس کے مشیر بیٹے (زیئس) نے اسے پتھر کا بنا دیا۔ ہم قریب کھڑے یہ عجوبہ دیکھ رہے تھے۔ پس جب وہ سانپ ان قربان گاہوں کے بیچ نمودار ہوا جن پر دیوتاؤں کے حضور سو سو بیلوں کی قربانی دی جاتی تھی۔ کالچس نے فوراً پیش گوئی کی اور کہا۔

"رواں بالوں والے اکینز! مشیر زیئس نے ہم پر واضح کر دیا ہے۔ سانپ نے چڑیا کے آٹھ بچے ہڑپ کئے۔ اس سے مراد آٹھ۔ نویں چڑیا تھی۔ اس سے نتیجہ نکلا نواں۔ پس نو سال بعد یعنی دسویں سال میں چوڑی شاہراہ والا ٹرائے فتح ہو گا۔"

یونان سورماؤں کی جولان گاہ اور خوبرو دیویوں اور خوش رنگ و جمال شہزادیوں کا نگار خانہ رہا ہے۔ پرسیس اور ہرکلیز کے علاوہ اور کتنے ہی سورما قصے کہانیاں تخلیق کرتے دکھائی دیتے ہیں۔ جن میں اٹیکا کا 'تھی سی اس' ایرک تھونی اس' کارنتھ کا بیلروفن' ارگولس کا پیلوپس' بوئیشیا کا ایڈی پس' کیڈی مس' ایتھولیا کا ٹیڈی اس' ڈایومیڈیز' تھسلی کا 'پی لی اس' جیسن اور تھریس کا آرفی اس وغیرہ شامل ہیں۔

ان سورماؤں میں سے بیشتر دیوتاؤں کے چہیتے یا ان سے وابستہ ہونے کے باعث ہمیشہ فوق الفطرت ہستیوں کے طور پر نمایاں رہے ہیں۔ یہ سورما حقیقتاً مثالی (انسان) تھے۔ **ھسیاڈ** کے خیال میں یہ منمیاتی انسانوں کی چوتھی نسل سے تھے۔ یعنی وہ نسل جس نے نصف دیوتا بن کر اولمپی دیوتاؤں یا لافانیوں کے مابین جگہ پائی۔ ان سورماؤں کے خوبصورت قصوں اور دلچسپ کہانیوں سے یونانیوں کا قدیم لٹریچر بھرا پڑا ہے۔ جن میں سے چند ایک یہ ہیں۔

ایڈی پس (Oedipus) کی کہانی

تھیبز کے بادشاہ' لے اس (Laius)' کی جب جوکاسٹا سے شادی ہوئی تو ہاتف نے پیش گوئی کہ وہ اپنے بیٹے کے ہاتھوں مارا جائے گا۔ چنانچہ اس نے اپنے نوزائیدہ بچے کو ہلاک کرانے کے لئے ایک درخت میں الٹا لٹکوا دیا۔ ایک گڈریے نے اس بچے کی جان بچائی اور اسے شاہ کارنتھ پولی پس کے پاس پہنچا دیا۔ بچے کا پاؤں زخمی تھا۔ اس لئے اس کا نام ایڈی پس رکھا گیا۔ ایڈی پس جوان ہوا تو اسے پتہ چلا کہ وہ اپنے باپ کا قاتل ہو گا اور ماں سے شادی کرے گا۔ ایڈی پس شاہ کارنتھ اور اسکی ملکہ کو اپنا والدین سمجھتا تھا۔ وہ انہیں چھوڑ کر بیوشیا کی طرف چل دیا۔ راستے میں ایک شخص سے جھگڑا ہوا اور وہ اس کے ہاتھوں مارا گیا۔ یہی شخص اس کا حقیقی باپ تھا۔ ان دنوں سفنکس نامی ایک بلا نے تھیبز کے علاقے میں تہلکہ مچا رکھا تھا۔ یہ بلا مسافروں کو روک کر ان سے ایک

معمہ پوچھتی اور صحیح جواب نہ ملنے پر انھیں ہلاک کر دیتی۔ آخر تھیبز کے بادشاہ 'کری ان' کو اعلان کرانا پڑا کہ جو اس بلا سے مخلوق خدا کو رہائی دلائے گا اسے تھیبز کی حکومت کے علاوہ بادشاہ کی خوش رو بہن بھی انعام میں دی جائے گی۔ ایڈی پس کا اس بلا سے سامنا ہوا تو اس نے ایڈی پس سے پوچھا "وہ کون سا جانور ہے جس کے صبح کو چار' دوپہر کو دو اور شام کے وقت تین پاؤں ہوتے ہیں"۔ ایڈی پس نے فورا کہا! "آدمی۔ جو بچپن میں گھٹنوں کے بل یعنی چار پاؤں پر چلتا ہے۔ جوانی میں دو پاؤں اور بڑھاپے میں لاٹھی کے سہارے یعنی تین پاؤں پر چلتا ہے"۔ شکست کھانے پر سفنکس نے سمندر میں چھلانگ لگا دی۔ اور اس طرح اس نے بادشاہت بھی حاصل کی اور اپنی ماں جوکاسٹا کا خاوند بھی بن گیا۔ ان دونوں کے ملاپ سے ایٹو کلیز اور پولی نیسیز نامی دو بیٹے اور انٹی گونی اور ازمینی نام کی دو بیٹیاں پیدا ہوئیں۔ ان دونوں معصومانہ جرائم کے باوجود وہ باعزت طور پر حکومت کرتا رہا۔ اس نے اپنی زندگی رعایا کی خوش حالی اور فلاح و بہبود کے لئے وقف کر رکھی تھی۔ چنانچہ ملک خوشحال ہو گیا۔ لیکن اری نیز (Erinnyes) (۱۷) گھات میں تھیں۔ ایک وبا نے خطے کو اجاڑ کر رکھ دیا۔ آبادی کا بڑا حصہ تباہ ہو گیا۔ رہی سہی کسر خشک سالی نے پوری کر دی۔ اور ہر طرف قحط پڑ گیا۔ ہاتف غیبی سے پوچھا گیا تو اس نے کہا۔ جب تک اہل تھیبز ' لائی اس کے گمنام قاتل کو ڈھونڈ کر ملک بدر نہیں کریں گے' مصائب کا سلسلہ ختم نہ ہو گا۔ ایڈی پس نے ان مصیبتوں سے نجات پانے کو مذہبی رسوم ادا کیں۔ معاملہ کی چھان بین کرائی تو خود قاتل نکلا۔ اس کے علاوہ یہ بھی پتہ چلا کہ اسکی بیوی جوکاسٹا اصل میں اس کی ماں ہے۔ جوکاسٹا نے ندامت کے مارے خود کشی کر لی اور ایڈی پس نے اپنی آنکھیں پھوڑ لیں۔ اس کے بعد وہ اپنی وفادار بیٹی انٹی گونی کو لے کر شہر سے نکل گیا۔ وہ کچھ عرصے اٹیکا کے شہر کولونس میں رہا۔ زاں بعد اس دنیا سے پراسرار طور پر غائب ہو کر اس نے اپنے نفرت انگیز جرائم کا کفارہ ادا کر دیا۔

باپ کے گناہوں کی سزا بیٹوں کو بھی ملی۔ ایڈی پس کے بعد دونوں بیٹے ایک

سال کے لئے باری باری حکومت کرنے پر آمادہ ہو گئے تھے۔ لیکن جب ا-ٹیو کلیز کی حکومت کا ایک سال ختم ہوا تو اس نے تخت چھوڑنے سے انکار کر دیا۔ چنانچہ لڑائی چھڑ گئی اور دونوں بھائی ایک دوسرے کے ہاتھوں مارے گئے۔ تھیس کی سینٹ نے پولی نیسیز کی لاش کو بے گور و کفن پڑا رہنے کا حکم دیا تھا لیکن انٹی گونی نے اپنے بھائی کو بڑی عزت اور احترام کے ساتھ دفن کیا۔ اس جرم کی پاداش میں انٹی گونی کو زندہ درگور کر دیا گیا۔ دوسری بہن ازمنی کو بھی اس کا ساتھ دینا پڑا۔ اور یوں اس بد قسمت خاندان کا خاتمہ ہو گیا۔

(نیو لیروزے انسائیکلوپیڈیا ص ۱۹۱، ۱۹۲)

پرسیئس کی کہانی

اکری سیئس (Acricius) شاہ ارگس کی کوئی اولاد نرینہ نہ تھی۔ جس کا اسے بہت قلق تھا۔ ایک دن اس نے ڈیلفی کے ہاتف غیبی سے سنا کہ اس کی بیٹی ڈانے (Danae) کے بطن سے جو بچہ پیدا ہو گا۔ وہ اپنے نانا (اکری سیئس) کی ہلاکت کا باعث بنے گا۔ چنانچہ اکری سیئس نے اپنی کنواری بیٹی ڈانے کو ایک تہہ خانے میں ڈلوا دیا۔ یہاں زی-ئس (۱۸) اس پر عاشق ہو گیا۔ اور سنہری بوچھاڑ بن کر اسے بھگو گیا اور اس طرح وہ بچے کی ماں بن گئی۔ اکری سیئس کو خبر ہوئی تو اس نے ماں اور بچے کو چوبی صندوق میں بند کر کے سمندر میں پھنکوا دیا۔ یہ صندوق بہتا ہوا سیر-فس کے ساحل سے جا لگا۔ یہاں کے بادشاہ پولی ڈیکٹیز انھیں اپنے محل میں لے گیا۔ ماں بیٹے کو یہاں رہتے ہوئے چند سال گزرے تھے کہ پولی ڈیکٹیز ڈانے پر عاشق ہو گیا۔ لیکن ڈانے کا بیٹا پرسیئس' جو اب جوان ہو گیا تھا۔ اس کی راہ میں حائل تھا۔ پولی ڈیکٹیز' پرسیئس سے نجات پانا چاہتا تھا۔ چنانچہ وہ اسے میڈوسا کا سر لانے کو بھیج دیتا ہے۔ پرسیئس مغرب کے انتہائی کنارے پر گارگنز (Gorgons) کی سرزمین میں داخل ہوتا ہے۔ گارگنز تین بہنیں تھیں۔ جن کے دانت سؤر اور ہاتھ کانسی کے تھے۔ سر پر بالوں کی بجائے سانپ اور

کندھوں پر سنہری پر تھے۔ ان کی نگاہ جس پر پڑتی پتھر کا ہو جاتا۔ تینوں میں میڈوسافانی تھی۔ پرسیئس دیوی دیوتاؤں کے تحائف کی مدد سے میڈوسا کا سر کاٹنے میں کامیاب ہو جاتا ہے۔ میڈوسا کے خون سے پیگا سس نامی پردار گھوڑا پیدا ہوتا ہے۔

پرسیئس واپسی پر ایتھوپیا کی شہزادی انڈرومیڈا کو عفریت کے چنگل سے نجات دلاتا اور شادی کرتا ہے۔ پرسیئس اپنی ماں ڈانے کو سیر یفس کے بادشاہ کے خوف سے رہائی دلاتا ہے۔ پرسیئس اپنی ماں اور بیوی کے ساتھ ارگس آجاتا ہے۔ یہاں وہ ایک قومی تیوہار کے موقعہ پر کوئٹز (۱۹) پھینکتا ہے تو وہ اکری سیئس کو جا لگتا ہے اور وہ مرجاتا ہے۔ اور اس طرح اس کی موت کی پیش گوئی پوری ہو جاتی ہے۔

(دی آکسفورڈ کمپے نیئن ص ۶۰۹)

پیلوپڈز

شاہ لیڈیا "ٹنٹالس" دیوی دیوتاؤں کے دیوتا پن کو آزمانے کے لئے اپنے بیٹے پیلو پس کا گوشت ان کے سامنے رکھ دیتا ہے لیکن وہ اس کی نیت بھانپ لیتے ہیں۔ دیوتا گوشت کو ہاتھ نہیں لگاتے لیکن ڈیمیٹر' پیلوپس کے کاندھے کا گوشت کھا جاتی ہے۔ ز-ئس کے ایما پر پیلوپس کو پھر سے زندہ کر دیا جاتا ہے اور ٹنٹالس کو سزا ملتی ہے۔

پیلو پس' بادشاہ کے رتھ بان مرٹی لس کو رشوت کا لالچ دے کر رتھوں کی دوڑ میں شہزادی ہپوڈیما کو جیت لیتا ہے۔ مرٹی لس' پیلو بس سے اپنا انعام مانگتا ہے تو وہ اس سمندر میں دھکیل کر ہلاک کر دیتا ہے۔ مرٹی لس' دیوتا ہرمیز کا بیٹا ہوتا ہے۔ ہرمیز بیٹے کی موت پر پیلو پس اور اس کے خاندان کو بد دعا دیتا ہے۔

ہپوڈیما کی کوکھ سے ایٹریئس اور تھس ٹیز نامی دو بیٹے پیدا ہوتے ہیں۔ جوان ہونے پر ایٹریئس مائی سینے کا بادشاہ بن جاتا ہے۔ اور تھس ٹیز اپنے بھائی سے حسد کرنے لگتا ہے۔ اس کی بیوی پر ڈورے ڈالتا ہے۔ ایٹریئس اس بے

عزتی کا بدلہ لینے کے لئے تھیسٹیز کو ایک دعوت میں مدعو کرتا ہے۔ اور اس کے دونوں بیٹوں کا گوشت کھانے کے لئے اسے پیش کرتا ہے۔ تھیسٹیز خوف زدہ ہو کر بھاگ جاتا ہے۔ تھیسٹیز کا تیسرا بیٹا ایجس تھس' ایٹریئس کو ہلاک کر کے اپنے باپ تھیسٹیز کو تخت شاہی پر بٹھاتا ہے۔ ایٹریئس کے بیٹے اگامیمنن اور منی لوس تھیسٹیز سے حکومت چھین لیتے ہیں۔ جنگ ٹرائے سے واپسی پر اگامیمنن اپنی بیوی کلائٹم نسٹرا اور اس کے عاشق ایجس تھس کے ہاتھوں مارا جاتا ہے۔ آٹھ سال بعد اگامیمنن کا بیٹا 'اورسٹیز' اپنی ماں کلائٹم نسٹرا اور اس کے عاشق کو قتل کر کے باپ کا بدلہ لیتا ہے۔

(نیو لیروزے انسائیکلوپیڈیا------ص ۱۸۶ تا ۱۸۸)

آرفیئس کی کہانی

تھریس کا عظیم ہیرو آرفیئس (Orpheus) دوسرے یونانی سورماؤں سے قطعاً مختلف تھا۔ اسے ہتھیاروں کے برعکس ایک ساز (لائر) کی بدولت شہرت ملی۔ گیت گانے اور یونانی بربط یعنی لائر بجانے میں اپالو کے اس بیٹے کا کوئی مد مقابل نہ تھا۔ وہ لائر بجاتا تو درخت جھوم اٹھتے اور جنگلی درندے اور وحشی جانور کھنچے چلے آتے۔ ارگوناٹس کے سفر میں اس نے بہت سے معجزے سرانجام دیئے۔ مثلاً ارگو (بحری جہاز) خشکی پر تھا۔ آرفیئس نے لائر بجا کر گیت چھیڑا تو ارگو سمندر میں اتر گیا۔ آرفیئس کے گیت نے سمندر میں ایستادہ چٹانوں کو پاش پاش کر دیا تھا۔ جن سے ٹکرا کر جہاز غرق ہو جایا کرتے۔ اپنے گیتوں سے اس نے سائرنز کو مات دی اور سنہری اون کے محافظ اژدھا کو اپنے گیت سے گہری نیند سلا دیا۔

آرفیئس کے ساز اور آواز سے جہنم کی دیویاں بھی سرنگوں ہو گئی تھیں۔ آرفیئس کو اپنی بیوی سے بہت پیار تھا۔ سانپ کے ڈسنے پر وہ مر گئی تو اس کے پیچھے پیچھے پاتال میں جا پہنچا۔ مردوں کی مملکت کا حکمران ہیڈیز اور اس کی ملکہ پر سیفونی اس کے فن سے بہت خوش ہوئی اور ہیڈیز نے اس کی بیوی کو انسانوں کی

دنیا میں واپس جانے کی اجازت دے دی۔ البتہ ایک شرط عائد کر دی کہ وہ دوران سفر اپنی بیوی کو پیچھے مڑ کر نہیں دیکھے گا۔ جب یہ جوڑا ہیڈیز کے دروازے پر پہنچا تو آرفیئس اپنے جذبات پر قابو نہ رکھ سکا اور گھوم کر بیوی کو دیکھ لیا اور پھر وہ ہمیشہ کے لئے اس کی نگاہوں سے اوجھل ہو گئی۔ اس کے بعد آرفیئس بھی دکھائی نہیں دیا۔ کہتے ہیں کہ اس نے خودکشی کر لی تھی۔ یہ روایت بھی عام ہے کہ اس کی سرد مہری کی وجہ سے تھریشیائی خواتین نے اس کے ٹکڑے کر دیئے تھے اور سر کاٹ کر پھینک دیا تھا۔ اس کا لائر اور سر دریائے ہربس میں لڑھکتے ہوئے لیساس پہنچے تو اس ملکوتی گویے کا سر ایک چٹان میں اٹک گیا۔ جہاں یہ سر ایک عرصے تک ہاتف غیبی کے فرائض سر انجام دیتا رہا۔ لوسیئن (Lucian) (۲۰) کے ایام میں اس کا لائر لیساس کے مندر میں موجود تھا۔ جسے ہاتھ لگانا بے حرمتی خیال کیا جاتا تھا۔ ایک دن لیساس کے ظالم بادشاہ کے بیٹے 'نی ان تھس' نے اسے بجایا تو موسیقی سے مسحور ہو کر کتوں نے اسے پھاڑ ڈالا۔ کہتے ہیں کہ آرفیئس کا سر ایک گڈریے کو میلس کے کنارے مل گیا تھا۔ چنانچہ مقدونیہ میں لیتھرا کے مقام پر اس کا مقبرہ تعمیر کر دیا گیا۔

(نیو لیروزے انسائیکلوپیڈیا ص ۱۹۸)

حواشی

۱- دی آکسفورڈ کمپی نیَن ٹو انگلش لٹریچر ص ۳۸۰، ۳۸۱

۲- Iliad

۳- ورجل لکھتا ہے کہ ٹرائے سالہا سال سے دیوتاؤں کی نگرانی میں تھا۔ اس کی فصیلیں پوسیڈن اور اپالو نے تعمیر کی تھیں اور ناقابل تسخیر تھیں۔ انھیں دیوتاؤں کے خاص فرمان کے تحت ہی عبور کیا جا سکتا تھا۔ ٹرائے کا شاہی گھرانہ جلدی ہی تعیش پسندی اور ریشہ دوانیوں کا شکار ہو گیا تھا اور شاہی محل ایک ایسا حرم بن گیا تھا جسے پرائی ام کے پچاس بیٹوں اور ان کی بہت سی بیویوں نے باہمی لاڈ اور پیار سے بگاڑ کے رکھ دیا تھا۔ پرائی ام کا سب سے بڑا بیٹا ہیکٹو شریف، محب وطن اور دلیر تھا۔ جبکہ پیرس عیاش اور فضول انسان تھا۔ اس کی ولادت سے کچھ پہلے اس کی ماں نے ایک خواب دیکھا تھا کہ اس کے بطن سے ایک مشعل پیدا ہوئی ہے۔ خواب کی تعبیر یہ نکلی کہ پیدا ہونے والا بچہ (پیرس) خاندان کی تباہی کا باعث بنے گا۔ چنانچہ بچے کو مارنے کی خاطر کوہ ایڈا کی چوٹی پر اسے جنگلوں میں پھکوا دیا گیا تھا۔

(گریٹ پوئمز آف ورجل ص ۳۴)

۴- زیئس اور ہیرا کی بیٹی جو دیوتاؤں میں ساقی گری کے فرائض سرانجام دیتی تھی۔

۵- ٹراجنز، اکینز (یونانیوں) کو مارتے کاٹتے ہیکٹو کے پیچھے پیچھے شعلوں یا طوفانی ہوا کی صورت بڑھتے چلے آتے ہیں اور غنیم کو نیست و نابود کر کے ان کے جہازوں پر قبضہ کرنا چاہتے ہیں کہ پوسیڈن کو اکینز کی حالت پر رحم آ جاتا ہے اور زیئس پر غصہ۔ کیونکہ زیئس ہی ان کی تباہی کا باعث تھا۔ پوسیڈن اپنے ملکوتی عصا سے اکینز کو چھو کر ان میں جوش اور جذبہ پیدا کرتا ہے اور بجلیاں سی بھر دیتا ہے۔

۶- کریٹ کے فوجی دستے کا سردار۔

۷- اکینز کا ایک اتحادی۔ جس کے جہاز کے گرد ٹراجنوں اور اکینز کے مابین کلہاڑوں، تیغوں، وزنی تلواروں اور دوہرے پھل والے نیزوں سے لڑائی ہوتی ہے۔ ہیکٹو جہاز تک پہنچ جاتا ہے اور جہاز کے پچھلے حصے کو پکڑ کر ٹراجنز کو آگ لگانے کا حکم دیتا ہے۔ لیکن وہ

اپنے مقصد میں کامیاب نہیں ہوتے۔

۸۔ اکیلیز کی ماں۔ سمندر کی دیوی

۹۔ آہن گر دیوتا۔ زیئس اور ہیرا کا بیٹا۔

۱۰۔ اپالو خفگی کا اظہار کرتا ہے تو زیئس، اکیلیز کو مجبور کر کے معاوضہ کے عوض، ہیکٹر کی لاش پرائی ام کو واپس کراتا ہے۔

۱۱۔ ٹرائے کا شہر۔

۱۲۔ لیمنس سے ایک مہمان دوست بھاری معاوضہ کے عوض اسے خرید کر لے گیا تو یہ گیارہ دن قبل وہاں سے بھاگ کر اپنے گھر پہنچ گیا تھا۔

۱۳۔ تعداد میں دو یا تین تھیں۔ آواز میں جادو تھا۔ سننے والا بے ساختہ کھنچا چلا آتا اور ان کے قریب بیٹھ کر بھوکا پیاسا ان کے گیت سنتا رہتا۔ گیت اسے جکڑ لیتے اور وہ بھوکا پیاسا وہیں مر جاتا۔ ان کے آس پاس انسانی ڈھانچوں کا انبار لگا تھا۔

۱۴۔ اوڈس سس کو یہ نام رومیوں نے دیا تھا۔

۱۵۔ ٹرائے کا شہر۔

۱۶۔ ایلیڈ کی ایک ضمنی کہانی۔ دی ایلیڈ آف ہومر ص ۳۱

۱۷۔ انھیں فیوریز بھی کہا جاتا ہے۔ بدلہ لینے والی یونانی دیویاں

۱۸۔ یونانی دیوتاؤں کا سربراہ۔

۱۹۔ ایک بڑا پیسہ جسے میخ پر پھینکا جاتا تھا۔

۲۰۔ ایک یونانی قلمکار۔ ۱۲۰ ق م۔

☆

روم

اینیڈ

رومیوں کی اس معروف رزمیہ کو ورجل (۱) (۷۰-۱۹ ق م) نے لاطینی زبان اور بحر مسدس میں لکھا۔ اگسٹس یعنی سیزر (۳۰ ق م) کی شہنشاہی میں جب سلطنت روما محکم ہوئی' ورجل نے اینیڈ (Aeneid) لکھنا شروع کی تھی۔ اکاون سال کی عمر میں وفات پانے والے ورجل کی یہ گراں مایہ منظوم رزمیہ چھ کتابوں پر مشتمل ہے۔ اینیڈ کا موضوع ٹرائے کی تباہی' اینس کی سات سالہ گردش' اٹلی میں مقامی شہزادوں سے جنگیں اور آبادکاری ہے۔ ٹرائے کے شہزادے انکی سیز اور محبت کی دیوی وینس کا بیٹا اینس بچے کھچے ٹراجنوں کو بیس بحری جہازوں میں لے کر سمندر میں نکلتا ہے اور جب سات سال کی گردش کے بعد ٹائیبر (اٹلی) میں داخل ہوتا ہے تو اس کے صرف سات جہاز بچتے ہیں۔ اٹلی میں وہ شہزادی لیوینیا سے شادی کر کے شاہ لیٹی نس کا داماد اور وارث تخت شاہی بن جاتا ہے اور پھر ایک روز اٹرسکنوں سے جنگ کرتا ہوا مارا جاتا ہے۔ ورجل کے علاوہ دوسرے لاطینی شعرا نے بھی اس خوبصورت اور جنگ باز شہزادے کے کارنامے بیان کئے ہیں' اینیڈ کی ترتیب یوں ہے۔

پہلی کتاب۔ افریقا کے ساحل پر اترنا

جونو کا غصہ' کارتھیج کی کامرانی پر حسد۔ اینس کی طویل گردش کا سبب بنتا ہے۔ اور ٹراجنوں کو اٹلی پہنچنے سے روکتا ہے۔ ان کی بحر نوردی پر جونو خوش

محسوس کرتی ہے۔ اور ہواؤں کے دیوتا ایولس (Aeolus) کو کہہ کر انھیں تند و تیز سمندری طوفان کے حوالے کراتی ہے۔ جس سے ٹراجن بحری بیڑہ منتشر ہو کر تباہ ہو جاتا ہے۔ پھر نیپچون (Neptune) سر اٹھاتا ہے اور امواج بحر پر سکون ہو جاتی ہیں۔ اینس بچے کھچے سات جہازوں کو لے کر افریقا کے ساحل پر پہنچتا ہے۔ جہاں اسے کھانا اور آرام میسر آتا ہے۔ جوپیٹر (Jupiter) (۲) روم میں ہونے والی فتوحات کا' وینس سے وعدہ کرتا ہے۔ اور دیوتا مرکری (Mercury) (۳) کے ذریعے ٹائر کے نو آبادکاروں کو اینس کی خاطر تواضع کرنے کو کہتا ہے۔ وینس شکارن کے روپ میں اینس کو ' ٹائر سے ڈڈو (ملکہ کارتھیج) کے فرار اور ساحل افریقا پر شہر (**کارتھیج**) کی اساس رکھنے کا قصہ سناتی ہے۔ پھر **کارتھیج** کے بلند میناروں کی تعمیر کی اسے ہدایت کرتی ہے۔ وہ جونو کے معبد میں جنگ ٹرائے کی تصویری کہانی دیکھتا ہے اور ملکہ ڈڈو کو اپنے کچھ گم شدہ ساتھیوں کو خاطر تواضع کرتے ہوئے پاتا ہے۔ اس کے غرق شدہ جہازوں کے یہ بچے کھچے آدمی ڈڈو کے جذبہ ترحم کو بیدار کرتے ہیں چنانچہ دھند چھٹ جاتی ہے۔ اور اینس خود کو ڈڈو کے سامنے ظاہر کرتا ہے۔ ڈڈو اپنے شاہی ہال میں اس کا شاہانہ استقبال کرتی ہے۔ اینس اپنے بیٹے اسکے نیئس کو جہاز پر سے لانے کے لئے اپنے نائب اکے ٹیز (Achates) کو بھیجتا ہے۔ لیکن یہاں وینس چال چلتی ہے اور وہ شہزادہ اسکے نیئس کے روپ میں کیوپڈ (محبت کا دیوتا) کو بھیج دیتی ہے جو دوران ضیافت ڈڈو کے دل میں شہزادہ اینس کے عشق کی آگ بھڑکا دیتا ہے۔ شب دعوتوں اور گیتوں میں گزرتی ہے۔ اس وقت ڈڈو' اینس کو اپنی آوارہ گردی کی کہانی سنانے کو کہتی ہے۔

دوسری کتاب۔ سقوط ٹرائے

اینس اپنی کہانی سناتا ہے کہ یونانی دل برداشتہ' بحیرہ ایجئن کے جزیرے ٹینی ڈس (Tenedos) کی طرف مراجعت کر گئے۔ جاتے ہوئے وہ ایک چوبی گھوڑا

چھوڑ گئے۔ جس میں چنیدہ جنگجو چھپے تھے۔ لاؤ کون (۴) نے اسے شہر کی چاردیواری کے اندر لانے پر احتجاج کیا۔ اس دوران سینان (Sinon) نے یونانیوں کی قید سے بچ نکلنے کا بہانہ کر کے پرائی ام کا اعتماد حاصل کر لیا تھا۔ اس نے پرائی ام کو یہ کہہ کر قائل کر لیا کہ یہ چوبی گھوڑا منروا (Minerva) (۵) کی مقدس بھینٹ ہے۔ لاؤ کون اور اس کے دو بیٹوں کو دو اژدھا آ کر ہلاک کر دیتے ہیں۔ اہل ٹرائے چوبی گھوڑے کو خوشی خوشی شہر میں لے آتے ہیں۔ رات کی تیرگی میں سنان' یونانی سرداروں کو گھوڑے کے شکم میں سے نکال دیتا ہے۔ ہیکٹر کی روح (بھوت) رات کو اینئس کے پاس آتی ہے اور اسے یہاں سے نکل بھاگنے کی تلقین کرتی ہے۔ شہر شعلوں میں ڈوبا تھا۔ اینئس اور اس کے ساتھی ہتھیار اٹھا لیتے ہیں۔ فاتح یونانی ان کے مقابل آتے ہیں تو وہ پسپا ہو کر پرائی ام کے قصر شاہی میں داخل ہو جاتے ہیں۔ پرائی ام' اپنے بیٹے کو بچانے کی لا حاصل کوشش کرتا ہے اور پررھس (Pyrrhus) (۶) کے ہاتھوں مارا جاتا ہے۔

اینئس اپنے گھر آتا ہے۔ وہ سب سے پہلے ہیلن سے ملتا ہے۔ لیکن وینس' ہیلن کے قتل سے اسے روکتی ہے۔ 'ان کی سیز' پہلے تو بھاگنے سے انکار کرتا ہے لیکن پھر غائبانہ اشارہ ملنے پر شہر چھوڑنے کو آمادہ ہو جاتا ہے۔ اینئس اپنے باپ انکی سیز' بیوی کری یوزا اور اپنے بچے کے ساتھ راہ فرار اختیار کرتا ہے۔ راستے میں کری یوزا اس سے ہمیشہ کے لئے بچھڑ جاتی ہے۔ وہ اسے اپنے محل میں ڈھونڈتا ہے جو اس وقت دشمنوں سے بھرا تھا۔ کری یوزا اس کے تصور میں آتی ہے۔ اینئس بہت سے لوگوں کے ساتھ کوہ ایڈا پر پناہ لیتا ہے۔

تیسری کتاب۔۔اینئس کی گردش

جلا وطن' گرمیوں کی ابتدا میں جہازوں میں روانہ ہوتے ہیں۔ اور تھریس پہنچتے ہیں۔ جہاں پولی ڈورس (Polydorus) (۷) کی قبر پر استادہ گھری جھاڑیوں سے حیران کن طور پر خون رستے دیکھ کر اینئس محتاط ہو جاتا ہے۔ وہ جزیرہ ڈیلس

میں اپالو سے مشورہ طلب کرتے ہیں اور غلطی کی بنا پر جزیرہ کریٹ میں ڈیرے ڈال دیتے ہیں۔ اینئس کو غائبانہ اشارہ ملتا ہے کہ اٹلی اس کی منزل ہے۔ چنانچہ وہ کریٹ سے روانہ ہوتے ہیں اور سمندری طوفان سے بچنے کو **سٹروفیڈیز** (۸) میں پناہ لیتے ہیں۔ جہاں سے ہارپیز (Harpies) (۹) حملہ کر کے انھیں بھگا دیتی ہیں اور یوں وہ یونان کے ساحلی شہر ایپی رس میں جا اترتے ہیں۔ یہاں ہیلی نس (۱۰) اور ہیکٹر کی بیوہ انڈ رومیکی سے اینئس کی ملاقات ہوتی ہے۔ وہ بہت سے تحفوں کے ساتھ اٹلی کے لئے یہاں سے روانہ ہوتے ہیں۔ اور سسلی کے نزدیک کوہ ایٹنا یعنی سائیکلوپس کے علاقے میں پہنچ جاتے ہیں۔ یہاں وہ یولی سس (اوڈِسس) کے ایک ساتھی کو آزاد کراتے ہیں۔ وہ پولی فمس کو ساحل کی طرف بڑھتے اور اپنے ساتھیوں کو پکارتے ہوئے دیکھتے ہیں۔ وہ سلا اور کیری بڈز (Scylla and Charyb ids) نامی سمندری بلاؤں سے بچتے ہوئے ڈری پانم نام کی بندرگاہ پر اترتے ہیں۔ یہاں انکی سیز مر جاتا ہے۔

چوتھی کتاب۔ کارتھیج سے روانگی

ڈڈو اپنی بہن انا کو اینئس کے لئے اپنی محبت کے بارے میں بتلاتی ہے۔ جونو (۱۱) اور وینس شادی کے لئے انھیں اکٹھا کرتی ہیں۔ ملکہ (ڈڈو) اور اس کے مہمانوں کی خاطر ایک شکاری پارٹی تشکیل دی جاتی ہے۔ ایک ملکوتی سازش کی وجہ سے ڈڈو اور اینئس کو غار میں پناہ لینی پڑتی ہے۔ جوپیٹر' مرکری (Mercury) کے ذریعے اینئس کو یہاں سے روانہ ہونے کا پیغام دیتا ہے۔ ڈڈو اسے روکتی اور التجائیں کرتی ہے۔ لیکن اس پر ڈڈو اور انا کی التجاؤں کا کوئی اثر نہیں ہوتا۔ ڈڈو' دیوانگی کے عالم میں' مرنے پر آمادہ ہو جاتی ہے۔ وہ پہلے طلسمی منتر پڑھ پڑھ پھونکتی ہے۔ شب بھر جاگ کر ٹراجن کی بے وفائی پر چیختی' چلاتی ہے۔ مرکری کی طرف سے اشارہ ملنے پر اینئس روانہ ہو جاتا ہے۔ اس فرار پر ڈڈو اسے کوستی اور اس کی خوشحالی کو بد دعائیں دیتی ہے۔ اور پھر خود کو ہلاک کر لیتی ہے۔ جونو'

آئرس (Iris) (۱۲) کے ذریعے اس کی گھایل آتما کو رہائی دلاتی ہے۔

پانچویں کتاب سسلی

اینس روانہ ہوتے ہوئے' ڈڈو کی جلتی چتا کے شعلے دیکھتا ہے۔ اس اثنا میں ایک شدید طوفان اسے آ لیتا ہے اور سسلی کی جانب اس کا راستہ موڑ دیتا ہے۔ جہاں ایسس ٹیز (Acestes) (۱۳) اسے خوش آمدید کہتا ہے۔ اینس اپنے باپ کی برسی مناتا اور کھیلوں کا اہتمام کرتا ہے۔ جیتنے والوں میں وہ انعام تقسیم کرتا ہے۔ جونو کے ایما پر ٹراجن خواتین' بحر نوردی سے تنگ آ کر جہازوں کو نذر آتش کر دیتی ہیں۔ انکی سیز خواب میں اینس کو لے شیم (Latium) (۱۴)' جانے کو کہتا ہے۔ کچھ لوگ اینس کا ساتھ دیتے ہیں اور کچھ ایسس ٹیز کے پاس رہ جاتے ہیں۔ وینس کی درخواست پر نیپچون ٹرائی ٹنز (Triton) (۱۵) اور جل پریوں کے ساتھ اینس کے (آبی) راستے پر نظر رکھتا ہے۔ چنانچہ وہ بحفاظت پانیوں پر سے گزر جاتا ہے۔ سوائے اس کے ایک ساتھی پیلی نورس (Palinurus) کے جو آنکھ جھپک جانے کی وجہ سے پانی میں گر کر ڈوب جاتا ہے۔

چھٹی کتاب- پاتال

اینس کومے پہنچتا اور سیبل (Sibyl) (۱۶) کے غار کو تلاش کرتا ہے۔ وہ جنگ کی پیش گوئی کرتی ہے۔ اینس' ہیڈیز کی قیامگاہ یعنی پاتال میں داخل ہونے کی اس سے التجا کرتا ہے..... سنہری شاخ پروسرپائن (۱۷) کے لئے مطلوبہ تحفہ تھی۔ اینس فاختاؤں کی رہنمائی میں دریائے ایکی رن کے دھانے پر پہنچ کر مطلوبہ شاخ حاصل کرتا ہے۔ وہ رسم ہائے مرگ ادا کرتا اور سیبل کی رہنمائی میں پاتال میں جاتا ہے۔ دریائے سٹائکس کی گزرگاہ' سی بیرس (Cerherus) (۱۸) اور

مائی نس نامی جج۔۔ خود کشی کرنے والے اور رنجیدہ عشاق کا مسکن' ڈڈو کا آزردہ سایا۔ جنگ میں کام آنے والے سورماؤں کے سایے۔۔۔۔ڈی فوبس (۱۹) اسے ٹوکتا ہے لیکن سیبل آڑے آجاتی ہے۔ فلے جیتھن (Phlegethon) (۲۰) مردودوں کے خشم ناک زندان' رھڈامنتھس (۲۱) جج' عفریت' ٹشائی اس (۲۲)' اکسیان' تھی سس' ڈس (Dis) (۲۳) کے دروازہ پر شاخ آویزاں کی جاتی ہے۔ الیزئین میدان (Elysian Fields) (۲۴) ٹرائے کے قدیم سورما۔ ایک الگ تھلگ وادی میں انکی سیز کے سایے (روح) سے ملاقات ہوتی ہے۔ وہ اشیاء کی ملکوتی زندگی اور نظام کے بارے میں وضاحت کرتا ہے۔ اینس کو سورمائی کہانی سناتا اور روم کی فتوحات کی نوید دیتا ہے۔ نوجوان مری لس (Marcellus) (۲۵) کا تصور۔ اور نیند کے دو دروازے۔

(گریٹ پوئمز آف ورجل 'ص' ۳۰' ۳۲' ۵۹' ۸۴' ۱٫۶' ۱۲۸' ۱۵۵)

انداز بیاں

اینس کی محبت میں سرشار' اینیڈ کی ہیروئن ملکہ ڈڈو اپنا وجود' اپنی جان اور اپنا اقتدار سب کچھ اینس کو پیش کرنے کے لئے تیار ہے۔ لیکن وہ دیوتاؤں کے حکم کے بموجب' اسے تڑپتا چھوڑ کر' اٹلی کی جانب روانہ ہوتا ہے۔ اور جب صبح کی دیوی ارورا' اپنی زعفرانی سیج پر سے اٹھتی ہے تو۔

نئی روشنی کی کرن سے درخشاں ہوا آسماں
کھڑی تھی وہ بے خواب آنکھیں لئے اونچے مینار پر
گلابی فلک پر تھا آغاز دن کا
جو دیکھا سمندر کی جانب تو اس نے۔ تھی اسکو پایا
سفینہ رواں تھا' نہ بیڑے کا اس جا نشاں تھا
صعب سوز جاں تھی' خشمگیں یاس کی
لیا پیٹ اس نے لرزتا ہوا اپنا سینہ' لئے نوچ گیسو

وہ احساں فراموش غدار! کیا' یوں چلا جائے گا (اس نے کہا)
بھلا کے مری سرزمیں کو' محبت کو میری دغا دے
ہمارے کیا دست و بازو نہیں' ہر گلی کوچے سے ان پہ کیا ٹوٹ سکتے نہیں
کہ کذاب بیڑے کا کر کے تعاقب' اسے کیا ڈبو یا جلا سکتے نہیں۔

(دی ورکس آف ورجل ص ۱۰۳' سطور ۸۴۰ تا ۸۵۰)

حواشی

۱۔ ورجل کا پورا نام Publius Vergilius Maro تھا۔
۲۔ رومیوں کا رب الارباب
۳۔ دیوتاؤں کا پیامبر
۴۔ نیپچون کے مندر کا کاہن
۵۔ رومیوں کی عظیم دیوی۔ یونانیوں کی اتھینی
۶۔ ایکیلیز کا بیٹا جسے پئولیمس بھی کہتے ہیں
۷۔ پرائی ام کا بیٹا
۸۔ بحیرہ ایجئن کے دو جزیرے
۹۔ پرندہ کا جسم، انسانی چہرہ اور انسانی آواز رکھنے والی مخلوق
۱۰۔ شاہ ٹرائے پرائی ام کا بیٹا
۱۱۔ جوپیٹر کی بیوی، ملکہ افلاک
۱۲۔ دیوتاؤں کا قاصد
۱۳۔ دریا کے دیوتا کریمی سس اور ٹراجن خاتون ایگسٹا کا بیٹا۔ وہ ایک رشتہ دار کی حیثیت میں اینئس کا استقبال کرتا ہے
۱۴۔ دریائے ٹائبر کے جنوب میں اٹلی کا ایک میدان
۱۵۔ سمندر کا دیوتا۔ نیپچون کا بیٹا
۱۶۔ ایک غیب دان خاتون
۱۷۔ پلوٹو کی بیوی۔ ملکہ پاتال
۱۸۔ پاتال کے دروازہ کا خوفناک کتا جس کے تین سر تھے
۱۹۔ شاہ ٹرائے پرائی ام کا بیٹا
۲۰۔ ہیڈیز میں آگ کا دریا
۲۱۔ شاہ کریٹ مائی نس کا بھائی جسے مرنے کے بعد ہیڈیز کا جج بنا دیا گیا تھا
۲۲۔ ایک عفریت جسے اپالو کی ماں لیٹونا پر تشدد کرنے کی پاداش میں سزا دی گئی۔ گدھ

اس کا جگر نوچتے رہتے تھے۔

۲۳۔ پاتال کا دیوتا

۲۴۔ روشن میدان جہاں نیک ارواح قیام کرتی تھیں

۲۵۔ اگنس (سیزر) کا جواں مرگ بھتیجا۔

آئرلینڈ اور سکاٹ لینڈ وغیرہ (کیلٹس)

کیٹلس کا صنمیاتی سلسلہ اس اعتبار سے بے حد اہم ہے کہ وہ متھس (Myths) کے ذریعے آئرلینڈ کی ابتدائی تاریخ کے بارے میں بیش بہا اور ضروری معلومات بہم پہنچاتا ہے۔ گیلک اساطیر. نظم و نثر دونوں میں ملتی ہیں۔ جن میں سے بیشتر کا تعلق آئرلینڈ سے ہے۔ لینسٹر اور ڈن کاؤ کی تصنیف (Book of leins of the Dun Cow) بیلائی ماٹ (Ballymot) کی نگارشات اور رلی کین کی کتاب زرد (Yellow book of Lecan.) ان کا ماخذ ہے۔ ویلش روایات اور متھس کا ماخذ رہیڈرک کی کتاب سفید (White book of Rhydderch) اور ہرگسٹ کی کتاب سرخ (Red book of Hergest) ہے۔

جس طرح عراق میں دجلہ و فرات کے درمیانی خطے میں سومیری زبان بولنے والوں کو سومیری کہا جاتا تھا۔ اسی طرح گیلی یا اس سے ملتی جلتی زبان بولنے والوں کو کیلٹس کا نام دیا گیا۔ فرانس کے بر۔ٹینز اور ویلز. آئیرلینڈ. سکاٹ لینڈ اور میکس کے باشندگان. کیلٹس کے زمرہ میں آتے تھے۔ روایتوں. اساطیر اور قصے کہانیوں کی تشکیل و تخلیق میں قدیم اصنام پرست کیلٹس (Celts) دنیا کے دوسرے بت پرستوں سے کسی طور پیچھے نہیں۔ بر۔ٹینز کے مقابلے میں گیلز (Geals) (۱) کا صنمستان قدیم تر اور قصے کہانیاں زیادہ پرانی ہیں۔

گیلک لٹریچر کی تحریری روایت چھٹی صدی عیسوی میں آغاز پذیر ہوئی۔ جب مقامی شعرا نے اپنی فرسودہ نظموں میں تعریف یا طنز کا انداز اپنایا جیسا کہ آئر

لینڈ کے بڑے شاعر ڈلن **فارگیل** (Dallan Forgail) کی رقم کردہ سینٹ کولمبا کی مدح۔ آٹھویں صدی عیسوی کے بعد گمنام نظموں اور نویں صدی میں سورمائی ادب کی روایت قائم ہوئی۔ اس سورمائی ادب کے تین سلسلے ہیں۔ (۲)

۱۔ کوزل ان (کوہولین) یا السٹر کا سلسلہ۔ ۲۔ فن یا فینسٹن کا سلسلہ۔ ۳۔ منمیاتی یا تاریخی سلسلہ۔

کیلٹس کی سرزمین سورماؤں کا گڑھ ہے۔ کوزل ان . فن (**فنجل**) ایزن یا اوشین . آسکن . آسکر اور ڈرمیٹ وغیرہ گیلز یا آئرلینڈ کے ہیروز ہیں۔ جن میں کوزل ان ممتاز اور نمایاں ہے۔ اس ہیرو کی ستائیس سالہ زندگی کا ہر لمحہ تحیرزا اور سنسنی خیز ہے۔ کوزل ان کی ولادت بھی عجوبہ تھی۔ اس کی ماں ڈیکٹائیر اپنی شادی کے وقت شراب میں شہد کی مکھی پی جاتی ہے جو دیوتا لوہوتا ہے۔ زاں بعد ڈیکٹائر اور اس کی پچاس خوبصورت کنیزیں پرندوں کا غول بن کر اڑتی اور دیوتاؤں کے علاقے میں اترتی ہیں۔ یہیں دیوتاؤں کے ذی شان محل میں اس ہیرو کا جنم ہوتا ہے۔ (۳)

یہ روایت بھی ہے کہ کوزل ان کی ولادت تین بار ہوئی (۴) اس کا اصل نام سیٹنٹا تھا۔ سات سالہ کوزل ان جب کولن آہن گر کے شکاری کتے کو جس کی طاقت ساٹھ شکاری کتوں کے برابر تھی . ٹانگوں سے پکڑ کر چٹان پر دے مارتا ہے۔ اس وقت سے اسے کوھولن (کولن کا شکاری کتا) کہا جانے لگا تھا۔ اس محیر العقول کارنامے کے صلے میں مملکت السٹر کی حفاظت کی ذمہ داری بھی کوزل ان کو سونپ دی گئی تھی۔ اور اس طرح وہ چھوٹی ہی عمر میں لوگوں کا ہیرو بن گیا۔ کوزل ان نے ماہران فن سے فنون حرب . کلچر اور سحروفسوں میں تربیت حاصل کی کیونکہ کیلٹک جنگجو محض سپاہی ہی نہیں ہوتا تھا بلکہ شعرا اور ڈروئڈز وغیرہ کی محفل میں اٹھنے بیٹھنے کا سلیقہ بھی اسے آتا تھا۔ یہ ہیرو عجیب الخلقت (۵) بھی تھا۔

"جہاز کے مستول کی طرح لمبا۔ آنکھوں کی سات سات پتلیاں۔

اسی طرح اس کی سات انگلیاں اور ہر پاؤں کی سات ایڑیاں تھیں۔
اس کے رخساروں کے کئی رنگ تھے۔ یعنی۔ زرد۔ نیلا۔ اور سرخ۔ اس کے سر کے سیاہی مائل بالوں میں تین رنگ جھلکتے تھے۔ ان بالوں کی جڑیں سیاہی مائل۔ درمیانی حصہ سرخ اور سرے ہلکے رنگ کے تھے۔ بیش بہا اور آبدار گوہر و جواہر سے یہ آراستہ رہتا تھا۔ سر کے گرد روشن جواہرات کی سو لڑیاں، اسی طرح چھاتی سو زیورات سے مزین رہتی تھی۔ میدان کار زار میں یہ انتہائی مختلف ہوتا۔ جب اس پر جنگی جنون طاری ہوتا تو تشنج سے جسم اینٹھ کر پاؤں اور گھٹنے پیچھے کی طرف اور کولھے سامنے آجاتے۔ سر کے بال کھڑے ہو جاتے۔ ہر بال کی سرے پر خونین بوندیں نمودار ہو جاتیں یا پھر چنگاریاں پھوٹنے لگتیں۔ منہ سے شعلے نکلتے اور چندیا پر سیاہ خون کی ایک دھار امستول کی طرح اٹھتی چلی جاتی اور پیشانی کے گرد ایک روشن ہالا طواف کرنے لگتا۔ غصہ جب قابو سے باہر ہو جاتا تو وجود کو عام حالت میں لانے کے لئے کوزل ان کو تین بار پانی کی ناند میں غوطے لگانے پڑتے"

کوزل ان کی زندگی۔ مہم جوئی سے معمور ہے۔ آہن گر کولن کے شکاری کتے سے نمٹنا۔ السٹر کی تن تنہا مدافعت۔ فرڈیئڈ (۶) سے ڈوئل لڑنا۔ چٹانی پل (جو پاؤں کی لمس سے مستول کی طرح سیدھا کھڑا ہو جاتا ہے) اور میدان بد بختی کو عبور کرنا۔ جہاں قدم قدم پر موت ہنساتی ہے۔

درندوں اور بھوتوں کے غول عام ہیں اور شمشیر نما گھاس تیزی سے بڑھ کر انسان کے پاؤں کاٹ ڈالتی ہے۔ اویر کے باپ فارگل اور اس کے سو آدمیوں کو ہلاک کر کے اویر کو شرط کے مطابق اس کے جنگجو قبیلے میں سے لڑتے بھڑتے اٹھا کر لانا اور شادی کرنا (۷) ایمزن ملکہ ای ایف ای کو جیتنا۔ پاتال میں جا کر داد شجاعت دینا (۸) اس کے عام کارنامے ہیں۔ رستم کی ٹریجڈی۔ اس عظیم ہیرو کا بھی المیہ ہے۔ اس کے ہاتھوں بھی اس کا نوجوان بیٹا کونلا مارا جاتا ہے۔

(۹) ایرانی ہیرو رستم کے گھوڑے رخش کی طرح کوزل ان کا گھوڑا گرے آف مکا (Gray of macha) بھی غیر معمولی قوت کا حامل اور مالک کا باوفا ہے۔ رستم کے گھوڑے کی مثال گرے آف مکا بھی اپنے مالک کی کئی جگہ جان بچاتا ہے اور ایک جگہ دشمن کے پچاس آدمیوں کو دانتوں اور تیس کو ٹاپوں سے زخمی و ہلاک کر دیتا ہے (۱۰) رستم کی صورت یہ ہیرو بھی دھوکے سے مارا جاتا ہے۔

کناٹ کی ملکہ جو کوزل ان کی ازلی دشمن تھی کیلیٹن (Calatin) کی جادوگر بیٹیوں کے ساتھ مل کر کوزل ان کو مارنے کا جتن کرتی ہے۔ کیلیٹن کی تینوں بیٹیاں جادو کے زور سے مصنوعی جنگ کا سماں پیدا کرتی ہیں۔ کوزل ان ہتھیار چلاتے چلاتے تھک جاتا ہے تو ملکہ کے سپاہی اسے گھائل کر دیتے ہیں۔ کوزل ان ایک جھیل میں اپنے زخم دھوتا ہے۔ اس وقت ایک آبی کتا (اودبلاؤ) خون آلود پانی پینا چاہتا ہے کہ کوزل ان اسے ہلاک کر دیتا ہے۔

اور پھر وہ جان جاتا ہے کہ اس کی موت قریب ہے کیونکہ اسے بتا دیا گیا تھا کہ جب بھی اس کے ہاتھوں دوسرا کتا مارا جائے گا۔ اس کی موت واقع ہوگی۔ موت کی اذیت برداشت کرنے کو کوزل ان خود کو ایک سنگین ستون کے ساتھ باندھ لیتا ہے اور مدافعت کرتا ہوا مارا جاتا ہے (۱۱)۔ اس وقت اس کی عمر ستائیس سال ہوتی ہے۔

کیلٹس ہیرو کوزل ان (Cuchulain) کو آئرلینڈ کا ہو بکیلز یا اکیلز کہا جاتا ہے اسی طرح اس کی مہمات کو آئرش ایلیڈ کا نام دیا گیا ہے۔

فن ۔ جنوبی یورپ کا نڈر ۔ بے باک اور معروف ہیرو تھا جو بعد میں کیلٹس اور آئرلینڈ کی منظوم کہانیوں کے فینین یا اوشیانک سلسلے کا ہیرو بن کر سامنے آیا۔ فن ۔ کومل نام کے عفریت کا بیٹا کیلی ڈوینز کے شمال مغربی علاقے مارون کا حکمران تھا۔ فن کو بعض دیو مالائی ہیرو بتاتے ہیں اور بعض کے خیال میں وہ تیسری صدی ق م میں ہوا۔ کارمیک (شاہ آئرلینڈ) نے اسے سکنڈے نیویا کی افواج کو روکنے

کے لئے فی نینیز (Fenians) نامی فوجی دستے کا سالار مقرر کیا تھا۔ فن کے حربی کارناموں اور رومانی قصوں کا ایک لامتناہی سلسلہ پھیلا ہے۔ وہ دوسری صدی ق م میں اپنے فوجی دستے 'فی نینز' کے ایک بلوے میں ہلاک ہو جاتا ہے۔

جنگجوئی شان میں یکتا فن . معاملات عشق میں مفلس تھا۔ اگرچہ داستانی ہیرو کی مثال وہ عاشق مزاج اور دلدادہ حسن تھا لیکن ناکام و نامراد۔ وہ آئرلینڈ کی شہزادی گرینی کے حسن کا متوالا تھا اور اس سے شادی کرنا چاہتا تھا۔ لیکن خوبرو گرینی اپنے چچا زاد ڈرمیٹ (Diarmait) کے ساتھ فرار ہو جاتی ہے۔ فن ان کا تعاقب کرتا ہے اور فی نینز کے کہنے پر بظاہر انہیں معاف کر دیتا ہے لیکن دل میں بغض و عناد رکھتا ہے اور پھر ایک روز فن خشک کھال بچھا کر اس پر زہر آلود میخیں بکھیر دیتا ہے اور ڈرمیٹ کو یہ کھال ماپنے کے لئے کہتا ہے۔ ڈرمیٹ ننگے پاؤں اس کھال کو ماپنے لگتا ہے تو ایک میخ اس کے پاؤں میں چبھ جاتی ہے اور وہ ختم ہو جاتا ہے (۱۲)۔

فن کا بیٹا **اوشین** (ایزن) اور اوشین کا بیٹا آسکن بھی ہیرو ہے اور ان سے کتنی ہی کہانیاں وابستہ ہیں۔ اوشین (Ossian) شہ زور خوش جمال دلیر اور سخی ہے۔ آئرش کی جنوبی سلسلے کی اساطیر کے سمندری دیوتا مینن کی بیٹی نی آوَ (Niamh) اس پر فدا ہو جاتی ہے اور پھر اسے سمندر کے اس پار لے جا کر تین سو برس اپنے پاس رکھتی ہے۔ اوشین وطن جانے کی ضد کرتا ہے تو وہ اس شرط پر اسے اجازت دیتی ہے کہ وہ زمین پر پاؤں نہیں رکھے گا۔ نی آوَ سواری کے لئے طلسمی گھوڑا عطا کرتی ہے۔ اوشین اپنا وعدہ بھول جاتا ہے اور زمین پر پاؤں رکھ دیتا ہے۔ چنانچہ وہ بینائی اور شباب کھو کر ہمیشہ کے لئے اندھے پن اور بوڑھاپے کا اسیر بن جاتا ہے (۱۳)۔

فنجل اور ٹیمورا

فنجل اور ٹیمورا کیلٹس کی منظوم رزمیہ داستانیں ہیں اور میکفرسن (Macpherson ۱۷۳۶-۹۴ء) کی کاوشوں کا ثمر ہیں۔ گیلی شاعری کا دلدادہ میکفرسن ایک کسان کا بیٹا تھا جسے گیلی زبان کے منظوم شہ پاروں کو جمع کرنے کا بہت شوق تھا چنانچہ اس جذبے کے تحت اس نے سکاٹ لینڈ کے کوہستانیوں میں گھوم پھر کر منظوم لوک کہانیوں اور قصہ نما گیت وغیرہ اکٹھے کئے اور ان کا ترجمہ کر کے ۱۷۶۰ء میں انہیں شائع کرا دیا۔ پھر دو سال بعد میکفرسن نے چند کوہستانی شرفاء کی مدد سے چھ جلدوں پر مبنی رزمیہ داستان **فنجل** (Fingal) اور آٹھ جلدوں کی دوسری رزمیہ ٹیمورا (Temora) پیش کر دی۔ یہ دونوں رزمیہ داستانیں اوشیانک سلسلے کی نظموں کی آب و تاب ہیں۔ جن میں کوزل ان. فن، او شین اور آسکر وغیرہ کے حربی و ضربی کارنامے بیان ہوئے ہیں۔

رزمیہ **فنجل** میں گیلک ہیرو فن کو **فنجل** کا نام دیا گیا ہے۔ **السٹر** کے نابالغ بادشاہ کارمیک کے عہد میں لوچن (سکنڈے نیویا) کا حکمران سوین اپنی پوری تیاریوں کے ساتھ آئرلینڈ پر حملہ آور ہوتا ہے تو آئرش سپاہ کوزل ان کی کمان میں سردھڑ کی بازی لگا کر اس کا دفاع کرتی ہیں۔ غنیم کا دباؤ بڑھتا ہے تو فن یعنی **فنجل** سمندر کے پانیوں پر سے ہو کر کوہولن (کوزل ان) کی مدد کو آئرلینڈ میں داخل ہوتا ہے۔ میدان جنگ میں سوین کو شکست ہوتی ہے اور وہ **فنجل** کے ہاتھوں گرفتار ہوتا ہے پھر یہی داستان ٹیمورا میں داخل ہو کر رواں دواں رہتی ہے۔ **فنجل** آئرلینڈ میں ہونے والی ناانصافیوں اور ظلم و ستم کے خلاف برسرپیکار ہوتا ہے۔ وہ دوسری اوشیانک نظموں میں بھی مظلوموں کی دستگیری اور اعانت کرتا ہے۔ یہاں قابل غور بات یہ ہے کہ میکفرسن **فنجل** اور کوزل ان کو یکجا کر دیتا ہے۔ جو داستان کے مطابق کئی سو سال ایک دوسرے سے دور رہتے ہیں اور اس طرح میکفرسن آئرش فن کو سکاٹش بنا دیتا ہے۔

ٹیمورا شاہان السٹر کے قصر شاہی کا نام ہے۔ ٹیمورا کا تانا بانا اس کے گرد بنا

گیا ہے۔ کوناٹ کا لارڈ کائر بر (Cairbor of Connaught) ایک سازش کے تحت السٹر کے نوجوان تاجدار کارمیک کو موت کے گھاٹ اتار دیتا ہے اور دارالسلطنت کے ساتھ ٹیمورا پر بھی قبضہ کر لیتا ہے (جیسا کہ مرگ کوزل ان میں تذکرہ ہوا ہے) **فنجل** سلطنت کی بحالی کو آئرلینڈ میں داخل ہوتا ہے۔

میدان کارزار گرم ہوتا ہے اور ایک لڑائی میں اوشین کا بیٹا اور **فنجل** کا پوتا آسکن اور کائر بر دونوں ایک دوسرے کے مقابل ہو کر مارے جاتے ہیں۔ **فنجل** کا فیلن نامی بیٹا بھی لڑائی میں کھیت رہتا ہے۔ آخر میں کائر بر کا بھائی اور باغیوں کا سرغنہ کیتھومر. **فنجل** کے ہاتھوں شکست کھا کر فنا کے گھاٹ اتر جاتا ہے۔

ایرن (آئرلینڈ) کے مشہور قصے کہانیوں میں مائی ڈر (دیوتا) کا انتقام اور کنیرے کی موت (The story of Miders revenge and Conaires death) کے علاوہ درج ذیل تین المناک کہانیاں بھی بہت مقبول ہوئیں۔

ٹوئی رن کے بیٹوں کا انجام

ٹوئی رن کے تینوں بیٹے سورج دیوتا لو کے باپ کو قتل کر دیتے ہیں۔ لوتارا نامی شاہی قصر میں ان سے اپنے باپ کا خون بہا طلب کرتا ہے اور چھ محیر العقول اشیاء لانے کو کہتا ہے۔ وہ ان سے **ہسپیریڈیز** (Hesperides) (۱۴) کے باغ کے تین سیبوں کا مطالبہ کرتا ہے۔ جن کے کھانے سے گہرے زخم مندمل اور لاعلاج مرض دور ہو جاتا ہے۔ یونان کے بادشاہ ٹوئس کے پاس سور کی ایسی کھال ہے جس سے گھاؤ مندمل ہو جاتے ہیں اور قریب المرگ انسان جی اٹھتا ہے۔ مجھے یہ کھال چاہئے۔ تیسرے مجھے زہر میں بجھا وہ نیزہ درکار ہے جو ایرانی بادشاہ پیرز کی تحویل میں ہے۔ چوتھے سسلی کے شاہ ڈویر کے پاس دو گھوڑوں کا رتھ ہے جو خشکی اور سمندر میں یکساں دوڑ سکتا ہے۔ یہ رتھ لے کر آنا ہو گا۔

پانچویں سنہری ستونوں کے بادشاہ اسل کے پاس سات سؤر ہیں۔ جن کے کھانے سے کوئی بیماری پاس نہیں آتی۔ انہیں رات میں ہلاک کیا جائے تو یہ سؤر دوسری صبح زندہ ہو جاتے ہیں۔ مجھے یہ ساتوں سؤر مطلوب ہیں۔ چھٹے شاہ ایروڈا کی تحویل میں فیلی نس نام کے شیر کا ایک شکاری بچہ ہے۔ مجھے یہ بچہ چاہئے۔ ساتویں مجھے کباب تیار کرنے والی وہ سیخ درکار ہے جو ملکہ فنکارا کے قبضہ میں ہے۔ ان اشیاء کے حصول کے بعد تمہیں مڈکینا نامی پہاڑی پر تین بار نعرہ لگانا پڑے گا۔ (مڈ کینا اور اس کے تینوں بیٹے کسی کو پہاڑی پر چیخنے چلانے کی اجازت نہیں دیتے)

ٹوئی رن کے تینوں بیٹے اپنی بہن کے ساتھ سمندری دیوتا مینن کی موج کش طلسمی کشتی میں روانہ ہوتے ہیں اور ان طلسمی اشیاء کے ساتھ کامیاب لوٹتے ہیں۔ آخر میں وہ مڈکینا کی پہاڑی پر پہنچتے ہیں تو مڈکینا انہیں للکارتا ہے اور مارا جاتا ہے۔ اب مڈکینا کے تینوں بیٹے برچھے تھام کر سامنے آتے ہیں اور حملہ کرتے ہیں۔ مڈکینا کے بیٹوں کے برچھے ٹوئی رن کے بیٹوں کے جسموں میں اور ٹوئی رن کے بیٹوں کے نیزے مڈکینا کے تینوں بیٹوں کے سینوں میں اتر جاتے ہیں۔ مڈکینا کے بیٹے فوڑا دم توڑ دیتے ہیں۔ خون میں لت پت برائن اپنے دونوں بھائیوں کو سہارا دیتے ہوئے کھڑا ہوتا ہے اور تین بار نعرہ لگاتا ہے۔ زاں بعد وہ سورج دیوتا لوسے اپنے بھائیوں کے زخموں کے اندمال کے لئے سؤر کی کھال مانگتا ہے۔ لیکن سورج دیوتا انکار کر دیتا ہے۔ نتیجتہً تینوں بھائی مر جاتے ہیں۔ ٹوئی رن اپنے بیٹوں کی لاشوں پر کھڑے ہو کر الوداعی گیت گاتا ہے اور مر جاتا ہے۔

(کیلٹک متھ اینڈ لیجنڈ ص ۹۳-۱۰۶)

اولاد لیر کا حشر

لی یر (Llyr or Lear) (۱۵) کی دو بیویاں ہیں۔ ایک سے تین بیٹے اور ایک بیٹی ہے جب کہ دوسری بے اولاد ہے۔ بے اولاد حاسد بیوی ایک دن ان

بہن بھائیوں کو جھیل ڈرورے پر لے جاتی ہے اور جادو سے بطخیں بنا کر پانی میں چھوڑ دیتی ہے۔ واپس آکر وہ لیر کو کہہ دیتی ہے کہ بچے جھیل میں ڈوب کر مر گئے۔ لیر کو یقین نہیں آتا۔ وہ جھیل پر پہنچتا ہے تو بچے سب کچھ بتا دیتے ہیں۔ لیر ان بچوں کو اصل حالت میں لانا چاہتا ہے لیکن اس کا جادو کام نہیں کرتا۔ یہ بطخیں سو سال پانی میں رہتی ہیں۔ اس دوران لیر مارا جاتا ہے اور آئرلینڈ میں عیسائیت آجاتی ہے۔ ایک روز سینٹ کیمک ان بطخوں کو لے کر کلیسا میں پہنچتا ہے اور بپتسمہ دے کر پانی چھڑکتا ہے تو یہ پھر آدمی بن جاتے ہیں۔ اس وقت یہ بھائی بہن بوڑھے ہو چکے ہوتے ہیں اور جلدی ہی مر جاتے ہیں۔ سینٹ کیمک انہیں ایک قبر میں دفن کر دیتا ہے۔

(کیلٹک متھ اینڈ لیجنڈ ص ۱۴۲۔۱۴۶)

اسنا کے بیٹوں کی تباہی (The fate of the sons of usnach)

شاہ السٹر کونر کے شاعر کے ہاں زرڈرے (Deirdre) نامی بچی پیدا ہوتی ہے۔ اس وقت ایک ڈروئڈ بتاتا ہے کہ یہ بچی دنیا کی حسین ترین دوشیزہ ہوگی لیکن اس کی وجہ سے کئی سورما مارے جائیں گے اور السٹر کو بھی نقصان پہنچے گا۔ سرخ شاخہ جنگجو بچی کے قتل کا مطالبہ کرتے ہیں۔ لیکن بادشاہ اسے ایک معتبر دایا کی نگرانی میں ایک غیر معروف جگہ بھجوا دیتا ہے۔ زرڈرے جوان ہو جاتی ہے تو شاہ السٹر اس سے شادی کرنا چاہتا ہے لیکن وہ اسنا کے بیٹے نیسی پر عاشق ہو جاتی ہے۔ نیسی اپنے دو بھائیوں کی مدد سے اسے نکال لے جاتا ہے اور البا پہنچ جاتا ہے۔ کونر تینوں بھائیوں کو دھوکے سے گرفتار کر کے ان کے قتل کا حکم دے دیتا ہے۔

تینوں بھائی سر جھکا کے ایک قطار میں بیٹھ جاتے ہیں۔ تینوں بھائی باہمی محبت کے سبب ایک دوسرے کا قتل نہیں دیکھ سکتے۔ چنانچہ ہر کوئی پہلے مرنا چاہتا ہے۔ جب کوئی فیصلہ نہیں ہو جاتا تو ناروے کا ایک شخص بحر کے دیوتا لیر کی تلوار سے ایک

ساتھ تینوں بھائیوں کے سر قلم کر دیتا ہے۔ زرڈرے ان کی موت پر خون کے آنسو روتی ہے اور ایک درد بھرا گیت گا کر مرجاتی ہے۔

(کیلٹک متھ اینڈ لیجنڈ ص ۱۹۰ تا ۲۰۰)

حواشی

۱۔ آئرلینڈ اور سکاٹ لینڈ کے کوہستانی یا کیلٹس
۲۔ کیسلز انسائیکلوپیڈیا آف لٹریچر ص ۲۹۷
۳۔ کیلٹک متھ اینڈ لیجنڈ ص ۱۶۰۔۱۵۹
۴۔ نیو لیروزے انسائیکلوپیڈیا آف مائتھالوجی ص ۲۳۲
۵۔ نیو لیروزے انسائیکلوپیڈیا.... ص ۲۳۲
۶۔ ملکہ کونات کا عظیم جنگجو
۷۔ کیلٹک متھ اینڈ لیجنڈ ص ۱۶۴
۸۔ کیلٹک متھ اینڈ لیجنڈ ص ۱۶۴
۹۔ کیلٹک متھ اینڈ لیجنڈ ص ۱۶۴
۱۰۔ کیلٹک متھ اینڈ لیجنڈ ص ۱۸۳
۱۱۔ نیو لیروزے انسائیکلو پیڈیا آف مائتھالوجی ص ۲۳۲
۱۲۔ کیلٹک متھ اینڈ لیجنڈ ص ۲۱۵ تا ۲۲۵
۱۳۔دی آکسفورڈ کمپے نیئن ص ۵۵۵
۱۴۔ یہ دیویاں ان دلکش سنہری سیبوں کی حفاظت پر مامور تھیں جو دھرتی ماں گیا نے زیئس اور ملکہ دیوی ہیرا کی شادی پر ہیرا کو دئے تھے۔ بعد میں یہ سیب سمندر پار کے ایک باغ میں منتقل کر دئے گئے تھے۔ ہسپریڈیز کے علاوہ ایک خوفناک عفریت بھی ان سیبوں کی حفاظت کرتا تھا۔ ان سیبوں کا حصول بھی یونانی ہیرو ہرکولیز کی مہمات میں شامل تھا۔
۱۵۔ قدیم برٹینز کا سمندری دیوتا

☆

رومان

رومانس لاطینی لفظ ہے۔ اردو میں یہ رومان کہلاتا ہے۔ لاطینی مغربی اٹلی میں دریائے ٹائبر کے کنارے آباد چھوٹے سے قصبے روم کے باشندوں یعنی لاطینیوں کی زبان تھی۔ تحریری شواہد کے مطابق یہ زبان چھٹی صدی ق م سے پہلے وجود میں آچکی تھی۔ لفظ رومانس طبقہ اعلیٰ کی معاشرت اور دلکش پس منظر رکھنے والے قصوں کے لئے مخصوص تھا۔ جن میں ازمنہ وسطیٰ (۵۰۰ تا ۱۵۰۰ع) کے خوبرو اور خطر پسند نوجوانوں کی مہم جوئی اور عشق و محبت کے چرچے ہوتے تھے۔ زاں بعد اس لفظ میں وسعت در آئی اور اس میں اسراریت ۔ تخیل کی بالادستی ۔ رنگین بیانی اور تابان اسلوب پر زور دیا جانے لگا۔ اور قدیم روایات سے گریز اور ماضی پرستی کو رومان کہا جانے لگا۔

آج سے قریباً ڈھائی تین ہزار سال پہلے اٹلی ۔ مغربی اور مشرقی شاخوں میں بٹا ہوا تھا۔ جن کے درمیان اکثر جنگیں ہوتی رہتی تھیں۔ پھر روم نے آہستہ آہستہ تمام اٹلی پر اپنا اقتدار قائم کر لیا۔ اس کے بعد رومی سلطنت پھیلنے لگی۔ یونان ۔ سپین ۔ گال ۔ عراق ۔ شام ۔ مصر ۔ آرمینیا ۔ ایشیائے کوچک اور جزائر برطانیہ پر اس کا تسلط قائم ہو گیا۔ ازمنہ وسطیٰ یا دورِ جدید کے آغاز تک مغربی یورپ میں لاطینی زبان کو بڑی مقبولیت حاصل ہوئی اور یہ مدرسوں' کلیساؤں اور ریاست کی زبان بن گئی۔ یورپ کی دوسری زبانیں یعنی جرمنی ۔ فرانسیسی ۔ انگریزی ۔ ہسپانوی اور اطالوی ۔ لاطینی کے زیر اثر پنپنے اور سنورنے لگیں اور انہیں رومانی زبان کہا جانے لگا۔ ان ایام میں جو ادب تخلیق و تسطیر ہوا ۔ رومانس کی مناسبت سے اسے رومانی ادب کا نام دیا گیا اور قصے رومانی قصے کہلائے۔ مثلاً شاہ آرتھر اور

شارلیمان کے رومانی قصے یا ویلش رومانس بہت مشہور ہوئے۔ شمالی یورپ کی قدیم زبان نارس میں عشقیہ اور رزم جوئی پر مبنی قصے مثلاً ایجلا ساگا (Egla Saga)، گرٹلا ساگا (Grettla Saga)، نجلا ساگا (N.jala Saga) اور والسونگا ساگا (Volsunga Saga) وغیرہ تخلیق ہوئے۔ اسی طرح ڈبلیو مورس کی دنیائی ارم (Earthly Paradise) کو پذیرائی ملی۔ جرمن زبان میں نی بی لنگ این لیڈ پروان چڑھی۔ سپین کے محبوب ہیرو سڈ کا رومانی قصہ پوئماڈیل سڈ مرتسم ہوا۔ پرتگال میں "گال کا امیڈس" کو شہرت ملی۔ مشرقی ممالک میں ایران میں دودمان رستم کے گرد رومانی کہانیوں کا ہجوم ہوا اور عرب ممالک میں عنترہ عبسی کے رومانی قصے اور الف لیلہ کی رومانی کہانیاں پھلی پھولیں۔

رومان کے خالقین، رومان انگیز و رومان پرور تخیل کے قائل تھے۔ وہ رزم و بزم، حسن و عشق کی آویزش، ان دیکھی فضا، اجنبی جہاں، حال سے گریز، ماضی و مستقبل کے خواب آلود و راحت بار ماحول میں کھوئے رہتے۔ ماضی کی اساطیر، قدیم سورما اور دیومالائی واقعات و کردار کے احیاء سے ان کا ناتا تھا۔ رومان خیز و ریز مناظر، جذبہ دروں کی شدت، تخیل کی حدت، ذوق و شوق کی تابش، حسن بیاں، طبیعت کا مسلسل ہیجان اور تلاش اور عجیب و غریب مواد کی جستجو، انہیں جگہ جگہ لئے پھرتی تھی۔

رومانی قصے کہانیوں کو چودھویں اور پندرھویں صدی عیسوی میں بڑا فروغ ملا اور **رومانسز** کا یہ سلسلہ اٹھارھویں صدی عیسوی تک جاری رہا۔ اس وقت دنیائے ادب میں رومانی قصے کہانیوں کے تین سلسلے بہت مشہور ہیں۔

۱۔ آرتھر اور گول میز کے نائٹوں کے **رومانسز**

۲۔ شارلیمان اور اس کے نوابین کے **رومانسز**

۳۔ جزیرہ نما سپین کے رومانس

انگلستان اور فرانس

آرتھر اور گول میز کے نائٹوں کے رومانسز

کہانی سننا اور سنانا ایک فطری تقاضا ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ داستان نگاری و کاری ہر ملک و قوم کی ضرورت رہی ہے۔ مغربیوں کو بھی اس کا احساس تھا چنانچہ دوسرے یورپی ممالک کی طرح انگلستان اور فرانس بھی وقت کے اس ناگزیر تقاضے سے بے نیاز نہ رہے۔ ان دونوں ملکوں میں جہاں بہت سی باتیں اور گھاتیں مشترک ہیں وہاں قصے کہانیوں کے معاملہ میں بھی ان میں اشتراک رہا ہے۔ رودبار انگلستان کے آرپار کی دونوں جہتوں میں جنگ بازوں اور طالع آزماؤں کی صورت قصے کہانیاں بھی آتی جاتی اور قلب و شعور کو گرماتی رہی ہیں۔

ان دونوں مغربی ملکوں اور گردو نواح کے قصے کہانیوں کی بھیڑ بھاڑ میں آرتھری رومانسز اور اس سے متعلقہ کردار خصوصاً گودین (Gwain) گوینی وی(Guinevere) (۱) **لونسلٹ** (Launcelet) اور ٹرسٹرم وغیرہ شامل ہیں۔ آرتھر اور اس کے رفقاء کے رومانسز کا جھرمٹ سرزمین فرانس سے انگلستان میں داخل ہوا۔ اور جلدی ہی یہاں کی لوک کہانیوں اور لوک گیتوں کا پسندیدہ موضوع بن گیا۔

شاہ آرتھر رومانی شخصیت کسی حد تک تاریخی بھی ہے۔ وہ پانچویں اور چھٹی صدی عیسوی میں سرداروں کا سردار اور شمشیر باز سالار تھا۔ اس نے کئی جنگیں جیتیں اور کیملن کی لڑائی میں اپنے بھانجے ماڈریڈ (۲) کے ساتھ خود بھی کھیت رہا۔ آرتھر ایک رومانی ہیرو کی حیثیت میں سب سے پہلے من ماؤتھ کے جیوفری کے تصنیف ہسٹوریا ریجم بریٹینیا (Regum Britannia

(Historia) میں ظاہر ہوا۔ مورٹی ڈی آرتھر میں مصنف کے فکر وافکار نے اپنی جولانیاں دکھائی ہیں۔ میلوری کی ضخیم تخلیق مورطی ڈی آرتھر میں آرتھر حقیقتاً آرتھری شان کا حامل ہے۔ جہاں اس کے گرد عاشق مزاج جنگ جو نائٹوں کا ہجوم ہے اور غوغائے حسن و جمال کے ساتھ وفائے یار و جفائے اغیار کے مظاہرے، رزمگاہوں کے ہنگامے اور رنگین و سنگین واقعات کی جلوہ گری ہے۔ میلوری کی یہ کاوش فرانسیسی زبان کا انگریزی ترجمہ ہے۔ چند قدیم نظموں اور ویلش رومانی قصوں میں بھی آرتھر موجود ہے۔

مورٹی ڈارتھر کے عنوان سے اور بھی کئی طویل نظمیں لکھی گئیں۔ علاوہ بریں انگریزی کے شعرا نے آرتھر یا اس کی داستان کے اتگوں کو اپنی نظموں کا موضوع بنایا۔ خصوصاً ٹنی سن نے فرانسیسی زبان میں آرتھری داستان "میری ڈی فرانس" (Marie de France) کیرٹین ڈی ٹرویس (Chretien de Troyes) اور بعد میں رابرٹ ڈی بورن (Robert de Boron) کے ہاتھوں پروان چڑھی۔ کئی اور زبانوں نے اسے شرف پذیرائی بخشا۔

آرتھر، جو تھر پنڈرریگن (۳) اور اگرین (۴) کا بیٹا ہے۔ اس کی ولادت پر پریاں موجود ہوتی ہیں اور اسے طویل زندگی، مال و متاع اور خوش بختی کی نوید دیتی ہیں۔ پندرہ کے سن میں وہ تاجدار برطانیہ بن جاتا ہے۔ اور اپنی انمول تلوار کیلی برن (ایکس کیلی بر) سے سکاٹ لینڈ، آئرلینڈ اور آئس لینڈ وغیرہ کو سرنگوں کرتا اور رومی خاندان کی معزز دوشیزہ هیرا (۵) سے شادی کرتا ہے۔ آرتھر کو رومی شہنشاہ لوسیس بغرض سلام اپنے دربار میں طلب کرتا ہے تو آرتھر انکار کر دیتا ہے۔ اس پر دونوں ملکوں میں جنگ چھڑ جاتی ہے۔ آرتھر سلطنت کی باگ ڈور اپنے بھانجے ماڈریڈ کے سپرد کر کے جنگ پر روانہ ہوتا ہے۔

آرتھر روم میں داخل ہونا چاہتا ہے تو اسے خبر ملتی ہے کہ ماڈریڈ نے سلطنت پر قبضہ کر لیا ہے اور ملکہ اس کے رحم و کرم پر ہے۔ آرتھر تیزی سے اپنی

سلطنت کی طرف پلٹتا ہے۔ آرتھر اور ماڈریڈ کے مابین کئی جنگیں لڑی جاتی ہیں۔ کیمی کی آخری لڑائی میں آرتھر ماڈریڈ کو موت کے گھاٹ اتار دیتا ہے۔ ادھر اسے بھی مہلک زخم لگتے ہیں۔ اسے جزیرہ ایولین لے جایا جاتا ہے۔ لیکن وہ جانبر نہیں ہوتا۔ خاوند کی موت پر ھیرا راہبہ بن جاتی ہے۔

(دی آکسفورڈ کمپینئن ص ۴۱)

کیلی برن نامی شمشیر آرتھر کا محبوب و مخصوص ہتھیار ہے۔ جزیرہ ایلوین میں آرتھر کے کہنے پر جب وفادار نائٹ سربیدی وی. اس تلوار کو دریا میں پھینکتا ہے تو پانی میں سے ایک ہاتھ نمودار ہوتا ہے اور تلوار کو پکڑ کر پانی میں غائب ہو جاتا ہے۔ مینمتھ کے جیفری کا کہنا ہے کہ آرتھر نے یہ تلوار ایک سنگین چٹان میں سے کھینچ کر نکالی تھی۔ میلوری کہتا ہے کہ اسے یہ شمشیر خاتون جھیل نے عطا کی تھی۔

مندرجہ بالا داستان میلوری کی مورٹی ڈی آرتھر کی تلخیص ہے جس کا بیشتر حصہ گول میز کے نائٹوں کے کارناموں. مقدس جام خونین کی تلاش. لونسلٹ. گوینی وی کا قصہ عشق اور ٹرسٹرم اور آئی زولٹ وغیرہ کی محبت بھری کہانیوں کے واقعات سے بھرا ہے۔

ابتدائی کہانیوں میں برطانیہ کی تیرہ بیش بہا طلسمی اشیاء کا بہت زیادہ ذکر ہوا ہے جو توئی رن کے بیٹوں کی مہمات آئرلینڈ سے بہت حد تک مشابہ ہیں۔ یہ اشیاء جزیرہ میں الیاتی دور تک رہی اور جب مرلن دنیا سے روپوش ہوا تو انہیں بھی اپنے ساتھ اپنے فضائی مقبرہ میں لے گیا۔ (٦) یہ تیرہ محیر العقول اور طلسمی اشیاء ایک تلوار. اشیائے خورد و نوش پیش کرنے والی ایک ٹوکری. مشروب عطا کرنے والے سینگ. ایک رتھ. ایک رسا. چاقو. نہ ختم ہونے والا کھانا تیار کرنے والی کڑاھی. ایک سان. ایک پیرہن. چوبی چنگیز. شطرنج اور ایک لبادہ پر مشتمل تھیں۔ کیل ہوخ اور اولون کے قصے میں ان طلسماتی اشیاء کا تذکرہ ہوا

ہے۔

کیل ہوخ اور اولون

قدیم داستانوں کی صورت یہ قصہ بھی معاملات حسن و عشق پر استوار ہوا ہے۔ اس رومان انگیز و خیز قصے میں کیل ہوخ ایک شہزادہ ہے۔ جس کا باپ ایک نوجوان بیٹی کی بیوہ ماں سے شادی کرلیتا ہے۔ کیل ہوخ کی نو آمدہ سوتیلی ماں اپنی بیٹی کی شادی کیل ہوخ سے کرنا چاہتی ہے۔ کیل ہوخ شادی سے انکار کرتا ہے۔ اس پر اس کی سوتیلی ماں نادری حکم جاری کرتی ہے کہ کیل ہوخ دیووں کے بادشاہ ہاتھرن (۷) کی بیٹی اولون کے ساتھ شادی کئے بغیر کسی اور سے شادی نہیں کرے گا۔ کیل ہوخ کے دل میں اولون کے لئے کوئی نرم گوشہ نہ تھا۔ پھر بھی وہ ہاتھرن سے اولون کا رشتہ مانگتا ہے۔ جواب میں ہاتھرن اسے آرتھر کے پاس جانے کو کہتا ہے۔ چنانچہ کیل ہوخ آرتھر سے ملتا ہے۔ آرتھر اس کی مدد کا وعدہ کرلیتا ہے۔

ہاتھرن اولون کی شادی کی چند شرائط پیش کرتا ہے۔ سب سے پہلے تو وہ ایک دن میں ایک پہاڑی کو جڑ سے اکھاڑ کر ہل چلانے. بیج بونے. فصل اگانے اور کاٹنے کو کہتا ہے پھر اولون کی شادی پر تیرہ طلسمی اشیاء پیش کرنے کی شرط عائد کرتا ہے۔ ان شرائط کے پورا کرنے اور جادوئی اشیاء کے حصول میں آرتھر اور اس کے رفقاء کیل ہوخ کی مدد کرتے ہیں۔ آخر میں جب ہاتھرن اپنی بیٹی اولون کو کیل ہوخ کے سپرد کرنے سے انکار کرتا ہے تو آرتھر اس کا سر قلم کردیتا ہے۔ اور پھر اس شب حسین و خوبرو اولون (Olwen) کیل ہوخ (Kulhwch) کی دلہن بن جاتی ہے۔ (کیلٹک متھ اینڈ لیجنڈ ص ۳۴۰. ۳۵۳)

انداز بیان

ویلش کہانی میں اولون کے حسن کی دلکشی کا یوں بیان ہوا ہے۔

"اس کا سر بہاری کے پھولوں سے زیادہ بنتی اور جلد کی رنگت سمندری جھاگ سے بڑھ کر سفید تھی۔ اس کے بازو اور ہاتھ انتہائی دلکش اور انگلیاں ساگر پھول تھیں۔ وہ ساگر پھول جو کسی سبزہ زار میں کسی جھرنے کے عقب میں کھلے ہوں۔ اس کے نین کسی تربیت یافتہ شاہین کی آنکھوں کی مثال تھے۔ جن میں باز کی آنکھوں سے زیادہ چمک اور آب و تاب تھی۔ اس کا سینہ براق ہنس سے زیادہ سفید اور تمتماتے عارض . سرخ گلابوں سے زیادہ سرخ تھے۔ اولون کو جس نے دیکھا دل و جان ہار دیا۔ وہ جہاں اپنا خوبصورت پاؤں رکھتی چار پیتا پودا جنم لے اٹھتا اور اسی لئے اسے اولون کہتے" (کیلٹک متھ اینڈ لیجنڈ ص ۳۴۱)

گیون (ویلوین)

آرتھری کہانیوں کی ابتدا میں گیون بطور ہیرو آرتھر کا شریک ہے وہ مکمل نائٹ . مہذب . خالص . اور باحوصلہ انسان ہے۔ گیوین . بادشاہ کی بہن مارگوز کا بیٹا ہے اور اگریوین اور گیرتھ کا بھائی ہے۔ من ماؤتھ کے جیفری کی کہانی میں وہ روم میں آرتھر کا سفیر ہے۔ میلوری کی مورتی ڈی آرتھر میں وہ لونسلاٹ کا بدترین دشمن بن جاتا ہے۔ کیونکہ اس کے تینوں بھائی لونسیلاٹ کے ہاتھوں مارے جاتے ہیں۔ آرتھر جب مارڈریڈ سے اپنی سلطنت واپس حاصل کرنے کے لئے ڈاور میں اترتا ہے تو گیوین مارا جاتا ہے۔ یہ بات قابل غور ہے کہ سورج طلوع ہونے پر جوں جوں دن چڑھتا ہے۔ گیوین کی قوت میں بتدریج اضافہ ہوتا چلا جاتا ہے۔ اور بعد از دوپہر جب سورج ڈھلنا شروع ہوتا ہے تو اس کی قوت میں کمی ہونے لگتی ہے۔

(دی آکسفورڈ کمپے نین آف انگلش لٹریچر ص ۳۱۲)

گوین اور سبز نائٹ

سال نو کے آغاز میں بہ مقام کیملاٹ۔ آرتھر اور اس کے نائٹس (سردار) ایک دعوت میں شریک ہوتے ہیں کہ ایک دیو نما نائٹ وہاں آکر انہیں للکارتا اور کہتا ہے کہ ان میں سے کوئی بھی اس پر کلہاڑے کی ضرب لگائے زاں بعد وہ اپنے کلہاڑے سے اس پر ضرب لگائے گا۔ گیون اس کا چیلنج قبول کرتا ہے اور اپنے کلہاڑے کی ایک ہی ضرب سے اس کا سر اڑا دیتا ہے۔ اور پھر وہ بے سر کا نائٹ جھک کر اپنا سر اٹھاتا ہے اور چل دیتا ہے۔ وہ جاتے جاتے اسے ایک سال بعد شمالی ویلز کے گرین چیل میں ملنے کو کہتا ہے۔ آئندہ کرسمس کی شام گیوین تیرہ و تار جنگل میں ایک عظیم قلعے میں داخل ہوتا ہے۔ جہاں ایک مرد اور ایک خاتون اسے خوش آمدید کہتے ہیں۔ خاتون مسلسل تین رات سے اپنی طرف مائل کرنے کی کوشش کرتی ہے لیکن گیوین محض اس کے بوسوں پر اکتفا کرتا ہے جس کی وجہ سے اس کے بدن کو کوئی گزند نہیں پہنچتا۔ نئے سال کے دن گیوین گرین چیپل میں داخل ہوتا اور سبز (پوش) نائٹ کو ملتا ہے۔ مقابلے میں گیوین زخمی ہو جاتا ہے۔ تب وہ نائٹ اس پر ظاہر کرتا ہے کہ حقیقتاً وہی قلعہ کا لارڈ ہے۔ اس نے اور اس کی بیوی ہی نے قلعہ میں اسے (گیوین) ورغلانے کی کوشش کی تھی۔ وہ اس آزمائش میں پٹکے کی وجہ سے بچ گیا۔ گیوین۔ کیملاٹ کے مقام پر دربار میں اپنی یہ کہانی سناتا ہے۔ تو سب مرد و زن سبز پٹکا باندھنے پر آمادہ ہو جاتے ہیں۔

(دی آکسفورڈ کمپے نیئن آف انگلش لٹریچر ص ۳۱۲)

جھیل کا لونسلاٹ

جھیل کا لونسلاٹ بہت بعد میں تیرھویں صدی عیسوی کی فرانسیسی نثر کا موضوع بنا ہے۔ اسی طرح وہ بہت بعد میں انگلش آرتھری رومانسز کے سلسلے میں نمودار ہوتا ہے۔ وہ برٹینی (۸) کے بادشاہ بین کا بیٹا ہے۔ جسے اس کے بچپن میں خاتون جھیل

وی وائنی (Vivienne) اٹھا لے جاتی ہے اور اس کی پرورش کرتی ہے۔ جوان ہونے پر وہ آرتھر کے دربار سے وابستہ ہو جاتا ہے۔ انگریزی میں اس کی کہانی سب سے پہلے چودھویں صدی عیسوی کی نظم لی مورٹی آرتھر میں آئی ہے۔ جس میں وہ گول میز کا نائٹ اور ملکہ گوینی وی کا عاشق ہے۔ شاہ آرتھر ونچسٹر میں کھیلوں کے مقابلوں کا باضابطہ اعلان کرتا ہے تو لونسلاٹ نیزہ بازی کے مقابلوں میں حصہ لینے کو چوری چھپے وہاں پہنچ جاتا ہے۔ اسکالاٹ کا لارڈ اسے خوش آمدید کہتا ہے۔ لونسلاٹ ایک مقابلے میں زخمی ہو جاتا ہے تو اسے اسکالاٹ لے جایا جاتا ہے۔ گیوین اسکالاٹ آتا ہے تو اس کا لاٹ کی خوبصورت دوشیزہ یعنی ایلین (Elaine) اسے بتاتی ہے کہ وہ لونسلاٹ سے محبت کرتی ہے۔ چنانچہ گیوین واپس آکر یہ بات آرتھر اور اس کے درباریوں کو بتا دیتا ہے۔ ملکہ گوینی وی کو اس عشق کے بارے میں پتہ چلتا ہے تو وہ آزردہ ہو جاتی ہے اور جب لونسلاٹ آتا ہے تو وہ اسے ملامت کرتی ہے۔ اس پر وہ ناراض ہو کر یہاں سے چلا جاتا ہے۔ کچھ عرصے بعد ایلین کی لاش ایک بجرے کے ذریعے آرتھر کے محل میں لائی جاتی ہے۔ ایلین کے پرس سے ایک چٹھی برآمد ہوتی ہے جس میں لکھا ہوتا ہے کہ وہ لونسلاٹ کے عشق میں جان دے رہی ہے۔ اس کے بعد لونسلاٹ اور ملکہ گوینی وی میں صلح ہو جاتی ہے۔ گیوین کا بھائی اگریوین ان دونوں کے خلاف آرتھر کے کان بھرتا ہے چنانچہ آرتھر بارہ نائٹوں کے ساتھ عاشق اور اس کی محبوبہ کو گھیر لیتا ہے۔

ماڈریڈ کے سوا سب نائٹ مارے جاتے ہیں۔ اب لونسلاٹ اپنی محبوبہ ملکہ گوینی وی کو لے کر اپنے قلعہ جائس گرڈ میں پہنچ جاتا ہے۔ آرتھر اور گیوین اس کا تعاقب کرتے ہیں۔ لونسلاٹ گیوین کو زخمی کر دیتا ہے۔ ادھر آرتھر کا بھانجا ماڈریڈ آرتھر کی سلطنت پر قبضہ کر لیتا ہے اور ملکہ کو بھی اپنانے کی کوشش کرتا ہے۔ آرتھر کو پتہ چلتا ہے تو وہ تیزی سے واپس ہوتا ہے۔ ڈاور میں گیوین مارا جاتا ہے۔ کئی لڑائیوں کے بعد ماڈریڈ کارنوال کی طرف پسپائی اختیار کرتا ہے۔ آخری

محاربے میں آرتھر، ماڈریڈ اور دو نائٹوں کے علاوہ سبھی نائٹس مارے جاتے ہیں۔ آرتھر اور ماڈریڈ دونوں لڑتے ہوئے گھائل ہو جاتے ہیں۔ آرتھر کے حکم پر سربیدی وی (نائٹ) ایکس کیلی بر تلوار کو دریا میں پھینکتا ہے تو پانی میں سے ایک ہاتھ نمودار ہو کر تلوار کو تھامتا اور غائب ہو جاتا ہے۔ سربیدی وی زخموں سے چور آرتھر کو ایک بجرے کے ذریعے جزیرہ ایوالان میں لاتا ہے۔ لونسلاٹ آرتھر کی مدد کو آتا ہے تو آرتھر مر چکا ہوتا ہے۔ اب لونسلاٹ ملکہ گوینی وی کی تلاش میں نکلتا ہے۔ ملکہ دنیا کو تج کر راہبہ بن جاتی ہے۔ لونسلاٹ بھی راہب بن جاتا ہے اور آرتھر کی قبر کا مجاور بن جاتا ہے۔ لونسلاٹ مرجاتا ہے تو اسے جائس گرڈ لے جایا جاتا ہے۔ خواب میں بتایا جاتا ہے کہ لونسلاٹ کی فردوس میں خوب پذیرائی ہوئی ہے۔ آخر میں ملکہ گوینی وی کو آرتھر کے پہلو میں دفن کیا جاتا ہے۔ اور وہاں گلسٹن بری نامی خانقاہ تعمیر کی جاتی ہے۔

(داستان کی داستان ص ۷۵. ۷۶)

شیر کا نائٹ

سرایوین کی شادی کی تقریب میں آرتھر اور گول میز کے تمام نائٹس بھی شریک ہوئے۔ ایک ہفتے کے بعد ایوین نے اپنی نو بیاہتا بیوی سے اجازت لی اور سال بعد واپس آنے کا وعدہ کر کے دوسرے نائٹوں کے ساتھ روانہ ہوا۔ سرایوین نے آرتھر کے ساتھ کئی جنگوں میں حصہ لیا اور خوب نام کمایا۔ لیکن اپنے گھر اور اپنی بیوی سے بے نیاز رہا۔ وہ اب بھی شہرت کا بھوکا تھا۔ آخر ایک دن آرتھر کی ملکہ کے یاد دلانے پر اسے اپنے گھر کی یاد آئی۔ چنانچہ وہ بادشاہ اور ملکہ سے اجازت لے کر گھر جانے کی تیاری کرنے لگا۔ ابھی وہ پوری تیاری کرنے بھی نہ پایا تھا کہ ایک خاتون ہال میں داخل ہوئی۔

"عالی جاہ. خدا آپ کو حفظ و امان میں رکھے۔ میری مالکہ نے آپ کو. سر

لونسلٹ. فراخ دل گوین اور دوسرے نائٹس کو سلام کہا ہے۔ سوائے سرایوین کے کیونکہ وہ دھوکہ باز ہے۔ اس نے اپنی محبت کے دعووں کے باوجود میری مالکہ یعنی اپنی بیوی کو بھلا دیا ہے" وہ ایوین کی طرف مڑی "نامہربان جھوٹے۔ وہ تمہاری صورت تک دیکھنا نہیں چاہتی۔ لاؤ میری مالکہ کی انگوٹھی" اس نے ایوین کی انگلی میں سے انگوٹھی اتار لی اور ہاں سے نکل گئی۔ وہ حیران نگاہوں سے اسے دیکھتا رہ گیا۔

ایوین کو بہت دکھ پہنچا تھا۔ وہ جنگلوں میں نکل گیا۔

"افسوس اس دن کے لئے جب میں پیدا ہوا۔ افسوس! میں نے اپنی محبت کو کھو دیا" اس نے پاگل پن میں پتوں اور شاخوں کو نوچا اور پھر چٹان پر مار مار کر تلوار توڑ ڈالی اور گھاس پر گر پڑا۔ اس نے کپڑے پھاڑ ڈالے اور برہنہ ہو کر جنگل میں گھستا چلا گیا۔ آرتھر کے آدمیوں نے اسے بہت تلاش کیا اور پھر اسے مردہ تصور کر لیا گیا۔ یہ خبر ایوین کی بیوی کو ملی تو وہ اپنے کئے پر بہت نادم ہوئی۔ روئی. چیخی. چلائی۔

ایوین جنگل میں درختوں کی جڑیں اور پھل وغیرہ کھا کر زندہ تھا۔ اس جنگل میں جھاڑیوں کے بیچ ایک کھوہ میں ایک سادھو رہتا تھا۔ وہ سادھو ایوین کی دیکھ بھال کرنے لگا۔ اس سادھو نے ایسے شخص کی ضروریات پوری کیں جس کے دل میں مرنے کے سوا اور کوئی حسرت نہ تھی۔ ایک دن ایوین یہ جگہ بھی چھوڑ کر چلا گیا اور جنگلوں میں مارا مارا پھرنے لگا۔ ایک شام اس نے ایک خوفناک نظارہ دیکھا۔ ایک شیر اور اژدھا لڑ رہے تھے۔ شیر کی حالت بہت نازک تھی اور وہ تقریباً مرچکا تھا۔ نائٹ کے دل میں شیر کے لئے ہمدردی پیدا ہو گئی تھی۔ چنانچہ اس نے شیر کو بچانے کے لئے اپنی تلوار سے اژدھا کو کاٹ ڈالا۔ شیر اٹھ کر دھاڑا اور اس کے پاؤں چاٹنے لگا۔ شیر کے زخم مندمل ہو گئے تھے۔ وہ وفادار کتے کی طرح نائٹ کے ساتھ رہنے لگا۔ اب وہ اس کے لئے ہرن وغیرہ شکار کرتا تھا۔

ایک دن ایوین خوبصورت میدانی چراگاہ میں ایک قلعہ کے سامنے جانکلا۔ یہاں کوہساروں کے ہارپنز نامی دیو نے آفت ڈھار کھی تھی۔ وہ قلعدار کے چار جوان بیٹوں میں سے دو کو ہلاک کر چکا تھا اور دو اس کے قبضے میں تھے۔ وہ ان کے عوض ان کی بہن کا ہاتھ مانگتا تھا۔ نائٹ یعنی ایوین نے اس قلعدار کی ہمت بڑھائی اور مدد کا وعدہ کیا۔

سرایوین صبح اٹھا تو ایک ملازم نے دیو کے آنے کی اسے اطلاع دی۔ دیو قلعہ کے مالک کے دونوں بیٹوں کو دس شاخہ کوڑے سے مارتا ہوا چلا آرہا تھا۔ دیو نے لڑکی کا مطالبہ کیا تو نائٹ نے اسے للکارا۔ وہ دونوں لڑتے رہے۔ نائٹ کمزور پڑتا جارہا تھا لیکن دیو پر کوئی اثر نہیں ہوا تھا اور پھر اچانک شیر دھاڑا۔ اور اس نے آناً فاناً میں دیو کو ادھیڑ ڈالا۔ تمام قلعہ خوشیوں بھرے نعروں سے گونجنے لگا تھا۔ سرایوین یہاں سے چل کر ایک ایسی جگہ پہنچا جو اس کی دیکھی بھالی تھی۔ جہاں ایک کنواں تھا اور قریب ہی ایک چٹان پر چھوٹا سا کلیسا تھا۔ وہ کئی سال پہلے یہاں پہلی بار اپنی محبوب بیوی سے ملا تھا۔ اس پر جنون کی سی کیفیت طاری ہونے لگی تھی۔ وہ زمین پر گر پڑا۔ وہ خودکشی کرنا چاہتا تھا کہ کلیسا میں سے کسی کے رونے کی آواز آئی۔ وہ ایک چھوٹی سی لڑکی تھی۔ اس نے لڑکی سے رونے کا سبب پوچھا تو وہ کہنے لگی۔ "میرا باپ میری ماں کو دکھوں کے حوالے کر کے چل بسا ہے۔ بہت سوں نے میری ماں سے شادی کرنا چاہی لیکن اس نے تنہا رہنے کو ترجیح دی" وہ پھر روتے ہوئے بولی "اب ایک ظالم نائٹ میری ماں کو زبردستی اٹھا کر اپنے قلعے میں لے گیا ہے۔ میں اپنی ماں کو اس ظالم کے چنگل سے نجات دلانے کے لئے شیر کے نائٹ کو ڈھونڈتی پھر رہی ہوں" نائٹ بولا "پیاری بچی۔ جب تک میں زندہ ہوں تمہاری ماں پر کوئی آنچ نہیں آئے گی"

نائٹ لڑکی کو گھوڑے پر بٹھا کر قلعے میں داخل ہوا تو ایک جگہ ایک خاتون بیٹھی رو رہی تھی۔ اس کے دل کو ایک دھچکا سا لگا۔ یہ اس کی محبوب بیوی تھی جو

سات سال پہلے اس سے روٹھ گئی تھی۔ وہ ایوین کو دیکھتے ہی چلائی۔ "تم قاتلوں کے بھٹ میں کیوں چلے آئے۔ مجھے تو مرنا ہے لیکن وہ تمہیں بھی زندہ نہیں چھوڑیں گے"۔ وہ بولا "تم پروانہ کرو۔ تمہاری زندگی مجھے بے حد عزیز ہے" وہ کچھ کہنا چاہتی تھی کہ ظالم نائٹ ہاتھ میں تیز کلہاڑا لئے نمودار ہوا۔ اس کے پیچھے مسلح آدمیوں کا ایک دستہ تھا۔ ایوین تلوار پکڑ کر خاتون کے سامنے جا کھڑا ہوا۔ سیاہ زرہ میں ملبوس ظالم نائٹ اور اس کے آدمی ایوین پر حملہ کرنا چاہتے تھے کہ شیر گرجا۔ خاتون نے بہت سے آدمیوں کو تلواریں بلند کرتے دیکھا تو چیخ مار کر گر پڑی اور پھر شیر فضا میں دکھائی دیا۔ اس نے ظالم نائٹ پر حملہ کر دیا تھا۔ شیر کے پہلے ہی حملے میں سیاہ زرہ پوش نائٹ کی گردن ٹوٹ گئی تھی۔ اس کے تمام آدمی ڈر کر بھاگ گئے۔

اب ایوین اس کے سامنے کھڑا تھا۔ وہ چیخ مار کر اس سے لپٹ گئی۔ ایک بوسے نے سات سال کے تمام دکھوں کو بھلا دیا تھا۔

(رومانس اینڈ لیجنڈ آف شیولری ص ۱۸۱ تا ۲۰۱)

شارلیمان اور اس کے نوابین کے رومانس:

فرانس میں آرتھری قصوں کے جھمگٹے کے ساتھ ساتھ شارلیمانی رومانی داستانوں کا سلسلہ بھی بے حد مقبول رہا۔ جس طرح شاہ آرتھر کے گرد گول میز کے جری اور عاشق مزاج جانباز نائٹوں کا ہجوم رہتا تھا۔ اسی طرح شارلیمان کے آس پاس پیلے ڈنز (Paladins) (۹) پروانہ وار منڈلاتے رہتے تھے۔ مختلف قصہ گووں نے پیلے ڈنز کے مختلف نام گنوائے ہیں۔ لیکن رالنڈ اور آلیوران میں نمایاں اور قابل ذکر ہیں۔ شمالی سپین اور جنوبی فرانس یا پیرے نیز کی اوگھٹ گھاٹیوں اور سرسبز وادیوں میں سپین کے مسلمانوں بادشاہوں کے ساتھ ہونے والی خونیں جھڑپوں اور خون ریز جنگوں نے ان جنگ سازوں۔ جنگ بازوں اور رنگین

مزاجوں (نوابوں) کی شہرت کو چار چاند لگا دیئے تھے۔ اور یہ پیلے ڈنز فرانس اور گردونواح کے مرد و زن کے دلوں کی دھڑکنیں بن گئے تھے۔ چنانچہ نو بہ نو کہانیوں اور بھانت بھانت کے رومانی قصے ان کی حربی و رومانی جولان گاہ بننے لگے اور جب شعرا نے اپنے افکار و اظہار سے سچے اور خیالی حسن و عشق کی دھونی دے دے ان قصوں کہانیوں کی خوشبوؤں اور رنگوں کو دور دور تک پھیلا دیا تو جرمن اٹلی اور برطانیہ کے سخنوران بھی ان سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے۔

فرینکس (Franks) اور مغرب کا بادشاہ شارلیمان (۷۴۲ - ۸۱۴ ع) اور اس کے پیلے ڈنز (یعنی بارہ نواب) ان رومانی قصوں کے روح رواں ہیں۔ جس طرح سکنڈے نیویا کی قدیم زبان نارس میں تاریخی کہانی کو ساگا کہتے ہیں۔ اسی طرح فرانسیسی میں رومانی تاریخی قصوں کو **چینسن** ڈی گیسٹا (Chanson de gesta) کہا جاتا ہے۔ جن میں سے اکثر کا تعلق شارلیمان سے ہے۔

شارلیمان اور اس کے بارہ جانبازوں کے تاریخی رومانی قصوں میں سب سے زیادہ معروف **چینسن ڈی رالنڈ** (Chanson de Roland) ہے۔ مشہور وقائع نگار ایگن ہرڈ (Eginherd) (۱۰) اس کے تاریخی پہلوؤں کی نشاندھی کرتے ہوئے کہتا ہے۔

"اگست ۷۷۸ ع میں شارلیمان کی فرانسیسی سپاہ کے عقبی دستے گینی لان (Genelon) کی کمان میں شمالی سپین کی کامیاب مہم پر سے کوہ پیرے نیز کے راستے مراجعت کر رہے تھے کہ کوہستانی باشندوں نے (جو مرسیلیا کے بادشاہ کی طرف سے وہاں قائم مقامی کے فرائض سرانجام دے رہے تھے) انہیں رانس واکس میں گھیر کر تباہ کر دیا۔ فرانس کی فوج کی تباہی میں گینی لان کا ہاتھ تھا۔

جس نے مرسیلیا کے بادشاہ سے سازباز کر رکھی تھی۔ اسی آن نئی فوج کی کمان رالنڈ کے سپرد کی گئی۔ یہ فوج بھی رالنڈ اور دوسرے نوابوں سمیت اسی

وادی میں کٹ مری۔ رالنڈ کی منگیتر آڈے کے بھائی آلیور نے رالنڈ کو ہارن بجا کر فرانسیسی فوج کی کمک بلانے کے لئے تین بار اصرار کیا لیکن رالنڈ نے گھمنڈ اور تکبر کے باعث اس کی باتوں پر کوئی دھیان نہ دیا اور فوج سمیت کھیت رہا۔ فرانسیسی سپاہ کی شکست و ہزیمت کا سن کو شارلیمان تیزی سے وادی میں اترا اور کافر فوج کو خاک میں ملا کر رکھ دیا۔ گینی لان پر مقدمہ چلا اور موت کی سزا ملی۔
دی آکسفورڈ کمپے نیئن ٹو انگلش لٹریچر ص ۶۷۵)

شارلیمانی سلسلے کے تاریخی رومانی قصے گیارھویں اور تیرھویں صدی عیسوی کے دوران خلق ہوئے۔ بھاٹ اور شعرا انہیں تمام فرانس میں لارڈز کے محلات اور عوام کی بھیڑ بھاڑ میں گا کر سنایا کرتے۔ ایک کہانی میں آیا ہے کہ شارلیمان مرا نہیں بلکہ سلز برگ کے نزدیک انٹرس برگ (Untersberg) میں محو استراحت ہے۔ جب یسوع دشمنوں کی ایذا رسانیاں تکمیل کو پہنچیں گی تو وہ مسیحی اولیاء کے خون کا بدلہ لینے کو دوبارہ دنیا میں پہنچ جائے گا (۱۱)۔

جزیرہ نما سپین

سپین کی رومانی داستانوں کو بہت فروغ ملا۔ ان داستانوں میں اگرچہ کئی سورما نمودار ہوئے لیکن سب سے زیادہ شہرت رومانی ہیرو سڈ (لارڈ) Cid کے حصے میں آئی۔ اور اس کی وجہ عربوں کے خلاف اس کی مہمات تھیں۔ سپین کی ابتدائی کہانی نما نظموں اور منظوم داستانوں میں سب سے معروف اور اہم داستان پوئما ڈل سڈ (Poema del Cid۔ بارھویں صدی عیسوی) ہے جو ۳۷۰۰ سطروں میں ہے۔

پوئما ڈل سڈ کے علاوہ سڈ کے معرکے اور کارنامے کئی تاریخی اور دیومالائی کہانیوں میں بیان ہوئے ہیں۔ ان تاریخی قصوں اور دیومالائی کہانیوں میں

سڈ کی حربی نمود و نمائش اور جگرداریاں اس طرح رچ بس گئی ہیں کہ انہیں الگ الگ کرنا بہت مشکل کام ہے۔ دیومالائی کہانیوں میں وہ ہیرو . جری نائٹ . پاکیزہ عیسائی اور محب وطن ہے جس کی تیغ براں کے سامنے مورش بادشاہ اور شہر سرنگوں ہوتے چلے گئے۔ سپین کی تیرھویں صدی عیسوی کی تاریخ نویسی اور چھوٹی چھوٹی نظم نما کہانیوں میں اسے اس کے عظیم کارناموں پر خراج عقیدت پیش کیا گیا ہے۔ کہانیوں میں اس کی شہرت پیرے نیز سے آگے نہیں بڑھی۔ یہ کردار رومانس کی بجائے رزمیہ کے لئے زیادہ موزوں ہے۔

"سڈ ۱۰۳۰ میں قسطیلہ کے ایک گھرانے میں پیدا ہوا۔ اپنی شہ زوری . قوت اور جنگی استعداد کے طفیل قسطیلہ کے سانکو اور نیورے کے سانکو کے مابین جنگ اور عربوں کے ساتھ لڑائیوں میں اسے بہت زیادہ شہرت ملی۔ اس کے دلیرانہ کارناموں اور ہردلعزیزی کا سن سن کر قسطیلہ کا الفانسو اس سے حسد کرنے لگا تھا چنانچہ اس نے اسے جلاوطن کردیا۔ اب وہ ایک سیلانی جنگ باز تھا جو کبھی عیسائیوں کے پرچم تلے محاربوں میں شریک ہوتا اور کبھی عربوں کے ساتھ مل کر اپنی حربی شان دکھاتا۔ ۱۰۹۹ع میں یہ ہیرو اپنی عسکری ہزیمت کا صدمہ برداشت نہ کرسکا اور مرگیا۔ سڈ کے ہتھیار مخصوص تھے۔ اس کی تلواروں کا نام کولاڈا . اورٹی زونا اور وفادار گھوڑے کا نام بیکا تھا"

(دی آکسفورڈ کمپینئین ص ۱۶۲)

گال کا ایمیڈس

جزیرہ نما کی ایک اور مشہور رومانی داستان (پندرھویں صدی کا نصف) جو تقریباً سات جلدوں میں ہے . گال کا ایمیڈس ہے جس سے جزیرہ نما میں نثری رومانی دبستان کی اساس پڑی۔ گال کا ایمیڈس (Amadis of Gaul) جوہم ڈی لوبیرا (Joham de Loheira) کی تخلیق ہے اور اس کے بارہ میں خیال کیا

جاتا ہے کہ اس نے یہ قصہ فرانس سے چودھویں صدی عیسوی کے اواخر میں اخذ کیا۔

ایمیڈس کی تمام رومانی داستانوں کو ان کے ہسپانوی رنگوں کے سبب ہسپانی کہا جاتا ہے۔ جو یہاں کے باشندوں میں بے حد مقبول ہوئیں۔ ان میں اس دور کی بحری مہمات اور مشرقی تصور کی آب و تاب کے ساتھ ساتھ سمندری جنگوں، دیو، اژدھا، سحروفسوں اور دوسرا رومانی اثاثہ بخوبی موجود ہے۔ ان رومانی داستانوں میں **ایمیڈس**، اس کے بیٹوں پوتوں اور عظیم پڑپوتوں (یونانی ایمیڈس) تک کی مہمات اور بہادری کے کارنامے بیان ہوئے ہیں۔ ایمیڈس اور اس کے خانوادہ کی معرکہ آرائیوں کا سلسلہ برطانیہ سے نکل کر دور دراز علاقوں مثلاً قسطنطنیہ، ترہی زونڈ، بابل اور دوسرے معروف اور غیر معروف ملکوں میں جاری رہا۔ نائٹوں کے یہ سلسلے تحیر و استعجاب، بدبختیوں اور خوش نصیبوں اور کراماتی معجزوں سے مالا مال ہیں۔ **ایمیڈس** کی خانوادہ کے کارناموں پر کم از کم پچاس تصانیف ملتی ہیں۔
گیرنٹر (Garinter) شاہ برٹینی کی دو بیٹیاں تھیں۔ ایک شاہ سکاٹ لینڈ سے بیاہ دی جاتی ہے اور دوسری یعنی ایلی سینا (Elisena) پر گال کا بادشاہ پیرئین عاشق ہو جاتا ہے۔ جس سے ایمیڈس کا جنم ہوتا ہے۔ ایلی سینا ندامت سے بچنے کو اپنے نوزائیدہ بچے کو ندی میں بہا دیتی ہے جو بہتا ہوا سمندر میں پہنچ جاتا ہے۔ اس سمندر سے سکاٹش نائٹ گنڈالس اسے اٹھا لیتا ہے اور اپنے بیٹے گنڈالین کے ساتھ اس کی پرورش کرتا ہے۔ یہ دونوں زندگی بھر اکٹھے رہتے ہیں۔ ایمیڈس کی جب تک شناخت نہیں ہوتی وہ سمندر کا لعل کہلاتا ہے۔

ایمیڈس سات برس کا ہوتا ہے تو اس کی صورت سے متاثر ہو کر ملکہ سکاٹ لینڈ اسے اپنے یہاں لے آتی ہے اس دوران شاہ پیرئین ایلی سینا سے

شادی کر لیتا ہے۔ شباب کے پہنچنے پر ایمیڈس نائٹوں کے کارناموں کا پھول بن جاتا ہے۔ ایک دفعہ شاہ برطانیہ لیزرٹے (Lisuarte) اپنی بیٹی اوریانا کے ساتھ اپنے بہنوئی کو ملنے سکاٹ لینڈ آتا ہے تو ایمیڈس اوریانا کی چاہت میں دیوانہ ہو جاتا ہے۔

ادھر ایمیڈس کے اصل والدین کا پتہ چل جاتا ہے۔ ایمیڈس اور گنڈالین اوریانا کے باپ کی ملازمت میں آجاتے ہیں اور مختلف سمتوں میں مہمات سرانجام دیتے ہیں۔ شاہ لیزرٹے اپنی بیٹی اوریانا کی شادی شہنشاہ کے بھائی سے کرنا چاہتا ہے۔ ایمیڈس اسے شکست دے کر اوریانا کو جزیرہ فرم میں لے آتا ہے۔ ایمیڈس اور اس کے رفقاء ایک طلسم میں پھنس جاتے ہیں اور پھر ایک جادوئی تلوار اور کراماتی تعویذ کے باعث اس طلسم سے رہائی پاتے ہیں۔ آخر میں ایمیڈس کی اپنے خسر کے ساتھ صلح ہو جاتی ہے اور وہ خوش و خرم زندگی بسر کرنے لگتے ہیں۔

(دی آکسفورڈ کمپینئن ص ۲۱۔۲۰)

اسلوب نگارش

جب کسی غلط فہمی کے سبب ایمیڈس جتی ستی ہو جاتا ہے اور محبوب بیوی کی مفارقت میں دنیا کی رنگینیوں کی تج کر ایک گمنام جگہ جا چھپتا ہے۔ اس وقت اس کی زندگی میں کوئی کشش نہیں رہتی اور وہ کمزور اور لاغر ہوتا چلا جاتا ہے اور پھر اسے ایک دن اچانک اپنی محبوب بیوی کا لکھا ہوا خط ملتا ہے۔ وہ خط کھولتا ہے تو اس کی دونوں بے نور آنکھیں روشنی سے معمور ہو جاتی ہیں۔

"بعد از عجز و پشیمانی اگر دشمن کے زخم معافی کا حق رکھ سکتے ہیں تو پھر ان (دوستوں) کا کتنا حق ہے جو بے پناہ محبت کرتے ہیں۔

میں اعتراف کرتی ہوں کہ تمہارے بھروسے پر شک کرنے کی پاداش میں

جس نے کبھی مجھے مایوس نہیں کیا۔ میں لائق تعزیز ہوں۔ میرا یہ ہمدرد پیامبر تمہیں بتلائے گا کہ تمہاری عدم موجودگی میں مجھے کیا کچھ برداشت کرنا پڑا ہے۔ اپنی اذیت سے ذرا میری اذیتوں کا بھی اندازہ لگائیے۔ میں کتنی سچائی اور صدق دل سے تم سے تمہارے رحم کی التجا کر رہی ہوں۔ کسی استحقاق کی بنا پر نہیں بلکہ اس آرزومند ہستی کے ناتے جسے روئے زمین پر کہیں بھی تو آرام نہیں"۔

"اوریانا" (رومانس اینڈ لیجنڈ آف شیولری ص ۳۶۸)

جزیرہ نما کے رومانی قصوں میں گیفرس (Gayferos) ڈان کوئی زٹ (Don Quixote) اور برنارڈو ایسے سورماؤں کا آنا جانا بھی ہے۔ منظوم افسانوی کہانیوں میں لونسلاٹ اور رالنڈ بھی مقامی ہیروز کے ساتھ جلوہ گر ہوتے ہیں۔

ان رومانی داستانوں کے ساتھ ساتھ اور کئی رومانی قصے جزیرہ نما میں مقبول ہوئے جن میں سے چند ایک یہ ہیں۔

گیفرس اور ملی زنڈا

سپین کے رومانی رومانسز میں گیفرس کو رالنڈ کا عزیز اور شارلیمان کی دختر ملی زنڈا کا خاوند دکھایا گیا ہے جو سارا گوسا میں بحیثیت جنگی قیدی عربوں کی قید میں سات سال گزارتی ہے۔

ایک دن گیفرس ٹرک۔ ٹریک کھیل رہا تھا کہ شارلیمان نے تلخ لہجے میں کہا "اگر تم پانسے کی طرح ہتھیار چلانے میں بھی ماہر ہوتے تو اپنی بیوی کو ضرور آزاد کرا لیتے۔ میلی زنڈا کے بہت سے دعویدار تھے۔ اگر وہ کسی جری اور بہادر کا انتخاب کر لیتی تو آج قید میں نہ ہوتی"۔ اس بے عزتی نے گیفرس کے ہوش و حواس چھین لئے تھے۔ وہ تیزی سے اپنے پاؤں پر کھڑا ہوا اور اپنے ماموں رالنڈ کی تلاش میں دوڑا۔ رالنڈ سے ملاقات ہوئی تو کہنے لگا "خدارا مجھے اپنا گھوڑا اور

ہتھیار دو۔ آج شہنشاہ نے مجھ سے بہت زیادتی کی ہے اور طنز کیا ہے کہ میں کھیل میں بہتر لیکن جنگی معاملات اناڑی ہوں۔ حالانکہ تم جانتے ہو کہ میں تین سال سے مسلسل میلی زنڈا کو ڈھونڈ تا رہا ہوں۔ کوہساروں اور وادیوں میں اسے تلاش کرتے کرتے میرے پاؤں زخمی ہو گئے۔ لیکن اس کا پتہ نہ چلا۔ اب خبر ملی ہے کہ وہ سارا گوسا میں ہے۔ میرے ہتھیار اور گھوڑا لے کر مانٹے سینس ایک مقابلہ میں حصہ لینے کو ہنگری گیا ہوا ہے۔ اب میرے پاس گھوڑا ہے نہ ہتھیار"

رالنڈ نے پہلے تو قالین کے اس شیر کو سرد مہری دکھائی اور پھر اپنا گھوڑا اور ہتھیار اسے دے دیئے۔ گیفرس نے قسم کھائی کہ وہ میلی زنڈا کے بغیر واپس نہیں آئے گا۔

وہ بڑی تیزی سے روانہ ہوا اور سارا گوسا کا دو ہفتہ کا سفر ایک ہفتہ میں طے کر لیا۔ وہ جمعہ کے روز شہر کے دروازہ پر اس وقت پہنچا جب بادشاہ المنصور اپنے درباریوں کے ساتھ نماز پڑھنے جا رہا تھا۔ اس نے دروازہ کے مسلم پہرے داروں کی بجائے ایک عیسائی قیدی سے اس محل کا راستہ پوچھا جہاں اس کی بیوی قید تھی۔

میلی زنڈا ایک کھڑکی میں کھڑی تھی۔ وہ اسے دیکھ کر رو دی۔ اس نے اسے پہچانا تو نہیں البتہ اس کے ہتھیار اور گھوڑے کے ساز کو دیکھ کر اسے بارہ سردار، اپنے باپ کا قصر، نیزہ بازی کے مقابلے اور وہ شاندار دعوتیں یاد آ گئیں جو اس کی خوبصورت روشن آنکھوں کی تعظیم میں دی جاتی تھیں۔

"اے سردار تم عرب ہو یا عیسائی میں خدا کے نام پر تم سے التجا کرتی ہوں۔ میرا ایک پیغام پہنچا دو! تمہیں اس کا بھاری صلہ (معاوضہ) ملے گا۔ اگر تمہارا فرانس جانا ہو تو ڈان گیفرس کو کہنا کہ مجھے یہاں سے نجات دلانے کا یہ صحیح وقت ہے۔ اگر کسی اور کی چاہت میں وہ مجھے بھلا بیٹھا ہے تو پھر میرا یہ پیغام آلیور رالنڈ یا میرے والد شہنشاہ کو پہنچا دینا۔ اگر انہوں نے مجھے آزاد کرانے میں تاخیر

کی تو میں مجبوراً بے دین ہو جاؤں گی۔ سات عرب بادشاہ مجھے ذہنی و روحانی اذیت پہنچا چکے ہیں۔ لیکن میں پھر بھی گیفرس کو نہیں بھلا سکی"۔

"میری خاتون یوں آنسو نہ بہا" گیفرس نے جواب دیا۔ "تم نے مجھ پر جھوٹا الزام عائد کیا ہے۔ میں ہی پیرس کا نائٹ آلیورڈ کا چچا زاد اور رالنڈ کا بھانجا گیفرس ہوں۔ اور یہ میری محبت ہی ہے جو مجھے یہاں کھینچ لائی ہے"۔

میلی زنڈا نے اس کی آواز پہچان لی تھی۔ وہ خوشی سے نیچے دوڑی۔ اس نے عرصے کے بعد خاوند کو دیکھا تھا۔ وہ گلی میں پہنچ کر اس سے لپٹ گئی اور پھر اس گھڑی ۔ مور کا ایک کتا جو عیسائیوں کی نگرانی کر رہا تھا۔ زور زور سے چلایا اس پر شہر کے تمام دروازے بند کر دیئے گئے۔ گیفرس نے فصیل کے ساتھ ساتھ شہر کا سات بار چکر لگایا لیکن اسے باہر جانے کا راستہ نہ ملا۔ عرب سردار نماز پڑھ کر واپس آگئے تھے اور اب ہتھیاروں کی جھنکار اور ڈھول کی آواز پر گھوڑوں پر سوار ہو رہے تھے۔

گیفرس جس گھوڑے پر آیا تھا۔ وہ واقعی ویلن ٹف (Veilantif) تھا۔ وہ رکاب میں پاؤں جمائے بغیر اچھل کر گھوڑے پر بیٹھا۔ ایک ہاتھ میں لگام تھامی دوسرے سے میلی زنڈا کو سہارا دیا اور گھوڑے کو سرپٹ دوڑاتا ہوا سارا گوسا کی فصیل عبور کر گیا۔ اب وہ آگے اور سات عرب گھڑ سوار اس کے تعاقب میں تھے۔ دشمن قریب پہنچ گیا تھا۔ گیفرس نے بیوی کو درختوں کے ایک کنج میں اتارا اور خود دشمن کا انتظار کرنے لگا۔

میلی زنڈا خدا سے دعائیں مانگ رہی تھی۔ رالنڈ کی تلوار خوب چلی اور رالنڈ کے گھوڑے نے وہ جوہر دکھائے کہ دشمن بھاگ اٹھا۔

وہ دن رات سفر کرتے رہے۔ ان کے لبوں پر فقط محبت کی باتیں تھیں۔ وہ عیسائی علاقے میں داخل ہوئے تو وہاں سپید زرہ میں ملبوس ایک عیسائی نائٹ اس کا راستہ روکے کھڑا تھا۔ وہ ایک دوسرے پر حملہ کرنے کو آگے بڑھے اور پھر گیفرس

کے منہ سے خوشی کے مارے چیخ نکل پڑی۔ اس نے اپنا گھوڑا اور ہتھیار پہچان لئے تھے۔ وہ اس کا عزیز ماننٹے سی نس تھا۔ وہ باہم لپٹ گئے۔

اب وہ تینوں واپس جا رہے تھے۔ راستے میں نائٹس اور خواتین ان کے قافلے میں شامل ہونے لگے۔ اور اس طرح ڈان گیفرس شارلیمان کی بیٹی کے ساتھ شاندار طریقے سے پیرس میں داخل ہوا۔

(رومانس اینڈ لیجنڈ آف شیولری ص ۱۳۲ تا ۱۳۵)

فدیہ

"صلادین (صلاح الدین ایوبی) کی فوجی قوت اپنے شباب پر تھی۔ وہ ایک طویل عرصے سے دین حق (عیسائیت) کو اذیت پہنچا رہا تھا۔ زمین مقدس میں اس نے عیسائیوں کا خون پانی کی طرح بہایا تھا۔ جہاں دنیا بھر سے عیسائی سردار نائٹس معروف حکمران اور مشہور سورما ہتھیاروں سے آراستہ ہو کر پہنچے تھے۔ وہ اگر ہمت حوصلہ اور دلیری کو بروئے کار لاتے تو سلطان کا نام و نشان بھی نہ رہتا۔ مگر قسمت کو کچھ اور ہی منظور تھا۔ گھمسان کی لڑائی میں بیشتر سورما مارے گئے یا جنگی قیدی بنا لئے گئے۔

ان جنگی قیدیوں میں تباری کا ہیوگو بھی تھا۔ زخمی ہونے کے باعث وہ اس ہاتھ میں تلوار بھی نہیں پکڑ سکتا تھا جس سے اس نے پگڑی والے بہت سے کافروں کو موت سے ہمکنار کیا تھا۔

زخم خوردہ ہیوگو کو سلطان کے سامنے پیش کیا گیا۔ سلطان ایسے بہادروں کا سر جھکانے میں بہت فخر محسوس کرتا تھا۔ سلطان کو پتہ چلا کہ یہ اپنے ملک کا بہت بڑا شہزادہ ہے تو اس نے ہیوگو کو پوچھا۔ "سمندروں کو عبور کرنے، مصائب جھیلنے اور موت کا سامنا کرنے کی بجائے تم نے اپنے ملک میں امن و امان سے رہنا کیوں پسند نہیں کیا؟

"نہیں" عیسائی نے جواب دیا "کھیتوں کے مویشیوں کی طرح کھانا اور سونا ایک قسم کا اجڈ پن ہے۔ ہم نے سرداری کی حرمت کی قسم اٹھائی تھی۔ ہمارے دین نے ہمیں مجبور کیا تو ہم دکھ اور تکلیف کو برداشت کرتے ہوئے۔ روضہ اقدس کو تمہارے بے دین ہاتھوں سے چھڑانے یہاں چلے آئے"۔

"واقعی۔ تم بے ثمر سفر پر نکلے ہو۔ جنگ نے تمہاری تقدیر میں یہی لکھا تھا" سلطان نے سختی سے کہا "تم یہاں سے با آسانی نہیں جاسکتے۔ ایک لاکھ سونے کے سکے بطور فدیہ تمہیں ادا کرنے ہوں گے۔ تم ایسے شہزادہ کی یہ موزوں قیمت ہے۔ دوسری صورت میں اپنی اس حماقت کے لئے تمہیں سر دینا ہو گا" سر ہیوگو نے کسی گھبراہٹ کے بغیر پر سکون لہجے میں کہا "جان درکار ہے تو حاضر ہوں۔ اور جہاں تک فدیے کی خطیر رقم کا تعلق ہے تو میں اپنی تمام جاگیر بیچ کر بھی آدھی رقم اکٹھی نہیں کر سکتا"۔

سلطان اس کی جسارت اور جذبے سے بہت متاثر ہوا۔ "ایک بہادر سردار اگر مال و زر کی کمی کے باعث مارا جائے تو یہ زیادتی ہے۔ میں تمہیں دو دن کی مہلت دے سکتا ہوں"

ہیوگو نے سلطان کا شکریہ ادا کیا اور مدد کے لئے فلسطینی عیسائیوں کے پاس گیا۔ لیکن آدھی رقم بھی اکٹھی نہ کر سکا۔ موت اس کے سامنے کھڑی تھی۔ اس نے تصور میں بیوی بچوں کو الوداع کہا اور سلطان کے پاس چلا آیا۔ سلطان نے کہا "میں نے پیغمبر کی قسم کھائی ہے کہ فدیہ لئے بغیر تمہیں نہیں چھوڑا جائے گا۔ لیکن تم ایسے انسان کو قتل کرتے ہوئے مجھے دکھ ہوتا ہے۔ جس نے وعدہ توڑنے کی بجائے اپنی جان دینا گوارا کر لیا ہو" "ایک نائٹ کے الفاظ آہنی زنجیر سے زیادہ مضبوط ہوتے ہیں" قیدی نے فخریہ کہا۔ "میں نے جس دن مقدس احکام وصول کئے اسی دن زندگی کے مقابلے میں عزت کو قائم رکھنے کی قسم کھالی تھی۔ اور جو ہم میں سے نہیں وہ نائٹوں کے خصائل کے بارے میں کچھ نہیں جانتا" میں اس مقدس حکم

اور قسم کے بارے میں جاننا چاہوں گا"۔ سلطان نے کہا

سلطان قیدی کو ایک الگ کمرے میں لے گیا۔ سرہیوگو پہلے تو ایک کافر کے سامنے کچھ کہتے ہوئے ہچکچایا اور پھر اس کے تجسس کو دیکھ کر نائٹ پن کی رسوم کے بارے میں بتانے پر آمادہ ہوگیا۔ صحرا نشینوں کے شہنشاہ نے اس کی باتوں کو بڑی دلچسپی سے سنا۔ پھر کچھ سوچا اور قیدی کو لے کر ہال میں آگیا۔ جہاں صحرائی سردار اور امیر جمع تھے۔ وہ اپنے عظیم حکمران کو دیکھ کر خاموش ہوگئے۔ سلطان نے کہا "اس دلیر دشمن کو دیکھو جو فدیے کی رقم نہ ہونے کی وجہ سے جان دینے پر آمادہ ہے۔ اس کی زندگی خریدنے کے لئے تم میں سے کون اپنی دولت پیش کرے گا؟"

کشادہ دل صحرائی آگے بڑھے اور انہوں نے ایک دوسرے پر سبقت لے جانے کو سلطان کے سامنے دولت کے ڈھیر لگا دیئے۔ سلطان نے گھوم کر قیدی کو دیکھا۔

"اب تم آزاد ہو۔ یہ مال و زر تمہیں اس سبق کے عوض دے رہا ہوں۔ جو تم نے مجھے دیا ہے۔ دولت کا یہ انبار اس بات کا ثبوت ہے کہ ہم میزبانوں اور عیسائی نائٹوں میں شریف اذھان موجود ہیں۔ واپس جا کر عیسائی دنیا کو بتلا دینا کہ سلطان نیچا دکھانے میں بھی اتنا ہی مہذب ہے جتنا وہ میدان کارزار میں سخت گیر اور تند خو ہے۔"

تحیر اور احسان نے نائٹ کے لبوں کو سی دیا تھا۔ وہ اس سخی سلطان کا شکریہ بھی ادا نہ کر سکا۔ اور جب بولنے کے قابل ہوا تو دولت کے اس ڈھیر میں سے دوسرے عیسائی قیدیوں کا فدیہ دینے کی سلطان سے اجازت چاہی۔

"بہت خوب" سلطان نے کہا میں اس سے بھی زیادہ بیش بہا تحفہ تمہیں دینا چاہتا ہوں۔ ایک عظیم انسان کے مقابلے میں سیم و زر کی کوئی اہمیت نہیں۔ جاؤ! میں سب کو آزاد کرتا ہوں۔ اب وہ تمہارے ہیں"

سلطان نے سب قیدیوں کو آزاد کر دیا تھا۔ وہ کئی دن اپنے دشمنوں کے

ساتھ کھیل کود میں مصروف رہے اور دعوتیں کھاتے رہے۔ وہ فی الحال ان کے دوست بن گئے تھے۔ پھر وہ ڈھیروں تحائف اور عزت و احترام کے ساتھ صلیبیوں کے کیمپ میں داخل ہوئے۔ اس دن سے سلطان کی فراخدلی مشہور ہے جو اس کی نبرد آزمائی سے کم قابل تحریم نہیں۔

(رومانس اینڈ لیجنڈ آف شیولری ص ۴۲۷ تا ۴۳۱)

حواشی

۱۔ آرتھر کی ملکہ

۲۔ آرتھر کی غیر موجودگی میں آرتھر کے شاہی تخت اور ملکہ گوینی پر قبضہ کر لیتا ہے۔

۳۔ ویلش زبان میں پنڈریگن سب سے بڑے سردار کو کہتے ہیں۔

۴۔ جوتھر پنڈریگن نے مرلن جادوگر کی اعانت سے اگرین کو اس کے پہلے خاوند (کارنوال گورلوئس) سے حاصل کیا تھا۔ اور پھر اس سے آرتھر کا باپ بنا تھا۔

۵۔ مختلف جگہوں پر اس ملکہ کے مختلف نام ہیں۔ اسے ملکہ گوینی وی بھی کہا جاتا ہے۔

۶۔ کیلٹک متھ اینڈ لیجنڈ ص ۳۳۹

۷۔ باتھرن دیو پیکر تھا۔ جب پلکیں بند کرتا تو اس کی وزنی پلکوں کو جیلی کی مدد سے اٹھایا جاتا

۸۔ انگلستان کے بالمقابل فرانس کا ساحلی شہر

۹۔ تیرھویں صدی عیسوی کے آغاز یا بارھویں صدی عیسوی کے اختتام پر فرانس میں بارہ پیئر ز مشہور تھے جنھوں نے ایک عدالت تشکیل دے رکھی تھی۔ اس عدالت نے ۱۲۰۲ ع میں شاہ انگلستان کو اس کی فرانسیسی جاگیر سے محروم کر دیا تھا۔

۱۰۔ (۷۷۰ ۔ ۸۴۰) ایک فرینکس سردار، شارلیمان کا ملازم جس نے شارلیمان کی سوانح عمری لکھی۔ ایک غلط روایت کے مطابق یہ شارلیمان کا داماد بھی تھا۔

۱۱۔ دی آکسفورڈ کمپے نیئن ٹو انگلش لٹریچر ص ۱۵۲۔

☆

ٹیوٹنز (سکنڈے نیویا اور جرمنی)

عیسائیت کی آمد سے تین یا چار صدی قبل ٹیوٹنز . جزیرہ نما سکنڈے نیویا . بحر بالٹک کی جزائر اور دریائے رہائن اور وسٹولا کے درمیان شمالی جرمنی کے ہموار وسیع و عریض میدانوں میں آباد تھے۔ ان کے مختلف قبائل سیاسی طور پر متفق نہ تھے۔ اور نہ ہی یادگار تصاویر اور تحریری اسناد کے فقدان کے باعث ان کے ابتدائی مذہب کی صحیح اور اصل ہیئت کا کوئی پتہ چلتا ہے۔ تاریخی دور میں ٹیوٹنز کی تین بڑی شاخیں تھیں۔

۱۔ مشرقی ٹیوٹنز گوتھس جو دوسری صدی عیسوی میں بڑی تعداد میں بحر اسود کی طرف ہجرت کر گئے تھے۔

۲۔ شمالی ٹیوٹنز جو سکنڈے نیویائی ممالک پر قابض ہوئے۔

۳۔ مغربی جرمنز موجودہ جرمنوں اور اینگلو سیکسنوں کے اب و جد جو پہلے شمالی جرمنی میں محدود ہو کر رہ گئے تھے۔ اور پھر چھوٹی چھوٹی ٹکڑیوں میں دریائے ڈینوب اور رہائن کی سمت پھیل گئے جہاں انہیں جلد ہی رومیوں سے دو دو ہاتھ کرنے تھے۔ اس وقت ان میں سے بعض قبائل سمندر عبور کر کے برطانیہ مین داخل ہونے کی تیاری کر رہے تھے۔

چوتھی صدی عیسوی میں جب بازنطینی تہذیب سے ان کا واسطہ پڑا تو ان کی کثیر تعداد نے عیسائیت قبول کر لی۔ سکنڈے نیویائی ممالک نے نویں اور گیارھویں صدی عیسوی کے دوران نئے مذہب کو اپنایا۔ گوتھس کے بارے میں بہت ہی کم معلومات حاصل ہوئی ہیں۔ موجودہ جرمنوں اور سیکسنوں کے بزرگ

قبائل کی صنمیات سے متعلق تحریری شواہد بکھرے پڑے ہیں۔ ٹیوٹنز میں صرف سکنڈے نیویائی ممالک ہی ایسے ہیں جنہوں نے اپنے قدیم عقائد اور متھس وغیرہ کو تحفظ بخشنے میں حوصلہ دکھایا ہے۔ ان کے شعرا اور ادیبوں نے اگرچہ عیسائیت قبول کر لی تھی لیکن اس کے باوجود کافر دیوتاؤں کے قصے کہانیوں کو محفوظ کرنے میں انہوں نے کسی قسم کے بخل سے کام نہیں لیا۔

سکنڈے نیویائی باشندوں کی گمنام نظموں کی مجموعے کا نام ایڈا (Edda) ہے جس کا ایک حصہ سکنڈے نیویائی ممالک میں عیسائیت کی آمد سے قبل کا ہے اور ازمنہ وسطیٰ (۵۰۰ تا ۱۵۰۰ ع) کے آئس لینڈ. ناروے. ڈنمارک اور سویڈن کے بھانڈوں کی بیان کردہ روایات. گمنام شعرا کے گیتوں. دستی نظموں اور تاریخی نگارشات پر مبنی ہے (۱)۔ سکنڈے نیویا کے قدیم لٹریچر ہی کے ذریعے عظیم دیوتاؤں یعنی ووڈن۔ اوڈن اور ڈونر۔ تھور وغیرہ کی قصے کہانیوں کے بارے میں پتہ چلتا ہے۔

ایڈاؤں کی دو قسمیں ہیں:۔

۱۔ کم سن ایڈا (نثر)(The prose or younger Edda)

۲۔ قدیم ایڈا (نظم)(The poetic or Elder Edda)

کمسن ایڈا (Edda) سٹرسن کی کاوشوں کا ثمر ہے اور سال تصنیف ۱۲۳۰ ع ہے۔ اس میں سکنڈے نیویا کے خالق دیوتا اوڈن کے بارے میں معلومات فراہم کی گئی ہیں یہ نثر میں ہے۔ قدیم ایڈا آئس لینڈ کے عالم سیمنڈ (Saemund) نے ۱۲۰۰ ع میں مرتب کی تھی۔ اس میں آفرینش کائنات. صنمیات. نارس سورماؤں کی روایات. والسونگ اور نبلنگ خاندانوں کے منظوم الاپ میں تذکرے ہیں۔

۱۸۸۸ ع میں ڈبلیو مورس (W. Morris) اور ای میگ نس سن (Magnusson) نے ایڈا کے گیتوں اور نظموں کو انگریزی پیرھن عطا کیا۔

سکنڈے نیویا اور جرمنی کے باشندوں کے قصے کہانیاں خصوصاً داستانیں مشترکہ ہیں۔ محض کرداروں کے نام بدل گئے ہیں۔ سکنڈے نیویا کی مشہور رزمیہ داستان "والسونگا ساگا" ہے جبکہ جرمنوں کی مقبول رزمیہ داستان کا عنوان "نی بی لنگ اینڈلیڈ" ہے۔ سکنڈے نیویا کی قدیم زبان نارس (Norse) تھی جس میں قصے کو ساگا کہتے تھے اور یہ لفظ ان نثری قصوں کے لئے مخصوص تھا جو زمانہ وسطیٰ میں آئس لینڈ یا ناروے کی روایتی تاریخ پر مشتمل نگارشات کے لئے مستعمل تھا۔ ساگا دو قسم کے ہیں۔ یعنی بہت زیادہ تاریخی اور کم تاریخی۔ بہت زیادہ ساگاؤں میں سنوری (۱۱۷۴ تا ۱۲۲۱ ع) کی رقم کردہ شاہان ناروے کی ہیم زیکر نگلا (Heimskringla) ساگا نامی تاریخ اور سنوری کے بھتیجے یا بھانجے سٹرلا (۱۲۱۴ تا ۱۲۸۴ ع) کی تصنیف سٹرلا گھرانے کی سٹرلا ساگا (Sturla Saga) (تاریخ) شامل ہیں۔ کم تاریخی ساگاؤں کے زمرے میں لکس ڈیلا (۲) اگلا ساگا (۳) نگلا ساگا (۴) اور گرٹلا ساگا (۵) وغیرہ آتی ہیں۔

والسونگا ساگا

والسونگا ساگا (Volsunga Soga) سکنڈے نیویا کی قدیم زبان نارس (Norse) میں سنی سنائے جانے والی ایک مشہور، منظوم رزمیہ داستان ہے۔ ولیم مورس نے اپنی مشہور زمانہ داستان "سی گورڈ دی والسونگ" (Sigurd the Volsung) کی اساس اسی قصے پر استوار کی ہے۔ چار جلدوں پر مشتمل یہ طویل داستان ۱۸۷۴ ع میں شائع ہوئی۔ اس داستان کی اولین جلد میں سی گورڈ کے باپ شاہ سگ مونٹ کا المناک قصہ بیان ہوا ہے جبکہ باقی ماندہ تین جلدوں میں سی گورڈ کی اپنی کہانی ہے۔ (۶)

بادشاہ والسونگ کی بیٹی اور سگ مونٹ (Sigmund) کی بہن، شہزادی سگنی (Signy) کی شادی جرمن قبیلہ گوتھ کے بزدل اور بے ایمان بادشاہ سگیر

(Siggeir) سے ہو جاتی ہے۔ شادی کے کچھ عرصے بعد سگیر اور سگ مونٹ کے مابین دشمنی پیدا ہو جاتی ہے۔ چنانچہ ایک دن سگیر' بادشاہ والسونگ اور اس کے بیٹوں کو اپنے یہاں بلا کر دھوکے سے قتل کر دیتا ہے۔ لیکن اس جان لیوا سازش میں سگ مونٹ اپنی تدابیر اور ہمت سے بچ نکلتا ہے۔ تمام خاندان گنوا دینے کے بعد سگ مونٹ اور اسکی بہن سگنی ظالم اور بزدل بادشاہ سگیر سے بدلہ لینے کی تدبیر کرتے ہیں اور میاں بیوی کی صورت میں سن فیوٹلی نامی بچے کو جنم دیتے اور چوری چوری اس کی پرورش کرتے ہیں۔ سن فیوٹلی جوان ہوتا ہے تو دونوں بہن بھائی یعنی سگ مونٹ اور سگنی اس کی مدد سے سگیر کو اس کے شاہی قصر سمیت نذر آتش کر دیتے ہیں۔ سگنی بھی اپنے خاوند سگیر کے ساتھ جل مرتی ہے اور یوں سگ مونٹ دوبارہ اپنی سلطنت حاصل کرنے میں کامیاب ہو جاتا ہے۔ اب ملکہ بورگ ہلڈ سے اس کی شادی ہو جاتی ہے۔ جس سے ہیلگی اور ہمنڈ نام کے دو شہزادے پیدا ہوتے ہیں۔

ہیلگی جوان ہونے پر بہت دلیر اور شہ زور نکلتا ہے اور شہزادہ ہڈبروڈ (شاہ گرن مر کا بیٹا) کی خوبصورت منگیتر شہزادی (ولکیری) سگ رون کو دل دے بیٹھتا ہے۔ چنانچہ شاہ گرن مر اور اس کی افواج کے درمیان جنگ چھڑ جاتی ہے۔ جس میں ہیلگی کو فتح نصیب ہوتی ہے اور وہ سگ رون سے شادی کر لیتا ہے۔ اس جنگ میں ہڈبرڈ اور اس کے تمام بیٹے (ڈیگ کے سوا) مارے جاتے ہیں۔ ڈیگ مقدس دریائے ہیلا کی قسم کھانے کے باوجود دھوکے سے ہیلگی کو قتل کر دیتا ہے۔

اسی اثنا میں جنگجو اور دلیر سن فیوٹلی کئی جنگیں جیت کر دور دور تک مشہور ہو جاتا ہے۔ اسے بھی ایک پری جمال اجنبی خاتون سے محبت ہو جاتی ہے۔ جسے سگ مونٹ کی ملکہ بورگ ہلڈ کا بھائی بھی جی جان سے چاہتا ہے۔ چنانچہ دونوں کے درمیان لڑائی چھڑ جاتی ہے جس میں رقیب مارا جاتا ہے۔ اس پر ملکہ بورگ ہلڈ اپنے بھائی کا بدلہ لینے کے لئے سن فیوٹلی کو زہر دے کر ہلاک کر دیتی ہے۔

بوڑھے سگ مونٹ کو اپنے اس بیٹے کی موت کا بہت دکھ ہوتا ہے۔ اور وہ اپنی ملکہ سے ناتا توڑ کر شہزادی ہیوڈرس سے شادی کر لیتا ہے۔ اس کے بعد سگ مونٹ بھی ایک جنگ میں مارا جاتا ہے۔ اس وقت ہیوڈرس حاملہ ہوتی ہے۔ اور اس کے بطن سے سی گورڈ پیدا ہوتا ہے۔

جوان ہونے پر سی گورڈ، لنگی سے اپنے باپ کی موت کا بدلہ لیتا ہے اور گرے فیل (Greyfell) نامی گھوڑے اور دیوتا اوڈن کی عطا کردہ نایاب شمشیر کی مدد سے دیوتاؤں کے دشمن اور بونوں کے خزانے کے محافظ فیفنر (Fafnir) نامی اژدہا کو ہلاک کر کے اس بیش بہا خزانے کو اپنے تصرف میں لاتا ہے۔ ایک دن وہ جنگل میں سے گزرتے ہوئے ایک پہاڑی پر شعلے دیکھتا ہے تو وہاں پہنچتا ہے اور ان شعلوں میں خوابیدہ حسین و جمیل اور سنہری بالوں والی ولکیری برن ہلڈ (Brynhild) کو بچاتا ہے۔ دونوں میں شادی کا عہد و پیمان ہوتا ہے اور شہزادہ سی گورڈ اسے نشانی کے طور پر ایک انگوٹھی دے کر رخصت ہوتا ہے۔

اب وہ نی بی لنگز (Nibilungs) یعنی کوتاہ قد لوگوں کی سرزمین میں داخل ہوتا ہے۔ نی بی لنگز کی ملکہ گرم ہلڈ (Grimhild) اپنی بیٹی گڈرن (Gudrun) کی اس کے ساتھ شادی کرنا چاہتی ہے۔ چنانچہ وہ اسے جادوئی مشروب پلا دیتی ہے۔ جس کی وجہ سے وہ برن ہلڈ کو بھول جاتا ہے اور گڈرن سے شادی کر لیتا ہے۔ پھر وہ کمال عیاری سے اپنے سالے گنو (Gunnar) کے ساتھ برن ہلڈ کی شادی کرا دیتا ہے۔ اور یوں شہزادی گڈرن اور ولکیری برن ہلڈ کے درمیان دشمنی پیدا ہو جاتی ہے۔ اور پھر ایک دن برن ہلڈ اپنے خاوند گنو کو طیش دلا کر خوابیدہ سی گورڈ کی قتل کرا دیتی ہے اور خود بھی سی گورڈ کی چتا میں جل مرتی ہے۔ ادھر گڈرن اپنے خاوند کی موت پر ذہنی توازن کھو بیٹھتی ہے اور اپنے خاوند کی موت کا بدلہ لینے کے لئے حریص بادشاہ اٹلی (Attila-Atli)

سے شادی کرلیتی ہے۔۔ پھر ایک روز اٹلی (اٹیل ا) گنو اور اس کے قبیلے کو اپنے یہاں بلواتا ہے اور سب کو موت کے گھاٹ اتروا دیتا ہے۔ آخر میں گڈرن' اٹلی کو موت کی نیند سلا کر خود بھی جان ہار دیتی ہے۔
(ٹیوٹانک متھ اینڈ لیجنڈ ص ۳۸۲ تا ۴۰۳)

نی۔بی۔لنگ۔این۔لیڈ

تیرہویں صدی عیسوی کی یہ عظیم جرمن منظوم رزمیہ' نی بی لنگ این لیڈ (Nibelungenlied) مذکورہ بالا سکنڈے نیویائی داستان ہی کا عکس ہے۔ محض قصہ ذرا مختلف ہو گیا ہے اور سی گورڈ' سیگ فریڈ (Siegfried) (۷) بن گیا ہے۔ علاقہ کی مناسبت سے دوسرے کرداروں کے نام بھی بدل گئے ہیں۔

نیدرلینڈ کے حکمران سیگ مونٹ اور ملکہ سی گلنڈ (Sieglinde) کا لخت جگر سیگ فریڈ نی بی لنگز کے دفینے پر قبضہ کرنے کو جاتا ہے اور خزانے کے محافظ فیفنر نامی عفریت اژدہا کو ہلاک کر کے طلسمی انگوٹھی اور جادوئی خود (Tarn-helm) پر قبضہ کرلیتا ہے۔ چنانچہ اب ان دونوں طلسمی اشیاء کی مدد سے اس میں حسب خواہش شکل و صورت تبدیل کرنے کی شکتی پیدا ہو جاتی ہے۔

ایک دن وہ جنگل میں سے گزرتے ہوئے ولکیری برن ہلڈ (برون ہیلٹ) کو جادوئی نیند سے بیدار کرتا اور اس سے شادی کا پیمان باندھتا ہے اور نشانی کے طور پر اسے اپنی انگوٹھی دے کر رخصت ہوتا ہے اور برگنڈی پہنچتا ہے جہاں اسے جادوئی مشروب پلا کر تین بھائیوں کی بہن شہزادی کریم ہیلٹ سے اس کی شادی کرا دی جاتی ہے۔ وہ طلسمی مشروب کے زیر اثر اپنے سالے گنت ہر (Gunther) کے ساتھ برن ہلڈ (برن ہیلٹ) کی شادی کرانے کے وعدہ بھی کرلیتا ہے۔ چنانچہ وہ وعدہ کے مطابق طلسمی اشیاء کی مدد سے گنت ہر کا روپ دھارتا اور برن ہلڈ کو جیت کر گنت ہر سے اس کی شادی کرا دیتا ہے۔

برن ہیلٹ پر جب حقیقت واضح ہوتی ہے تو اس کے دل میں سیگ فریڈ کے خلاف عناد پیدا ہو جاتا ہے اور وہ اپنے خاوند گنت ہر اور دیور ہیگن کے ساتھ مل کر سیگ فریڈ کو ہلاک کرنے کا منصوبہ بناتی ہے۔ چنانچہ ہیگن سیگ فریڈ کو شکار کے بہانے جنگل میں لے جا کر ہلاک کر دیتا ہے۔

سیگ فریڈ کی چتا کو جب آگ دکھائی جاتی ہے تو برن ہیلٹ طلسمی انگوٹھی انگلی میں پہن کر چتا میں کود جاتی ہے۔ اسی آن دریائے رھائن میں جوش اور اضطراب پیدا ہوتا ہے اور اسکا اچھلتا کودتا پانی کناروں سے ابل کر چتا کو ڈھانپ لیتا ہے۔ چتا کی آگ سرد پڑ جاتی ہے اور یوں رہائن کی خواتین (Rhine Maidens) اس طلسمی انگوٹھی کو دوبارہ حاصل کرنے میں کامیاب ہو جاتی ہیں۔

ادھر بیوہ ہونے پر کریم ہیلٹ ہنوں کے بادشاہ ایٹزل (اٹیلا) سے شادی کر لیتی ہے اور خاوند کی موت کا بدلہ لینے کو اپنے بھائیوں کو اپنے یہاں بلوا کر قتل کرا دیتی ہے۔ بعد میں کریم ہیلٹ 'ڈیٹ ریچ آف برن (Dietrich of Bern) کے ہیل ڈی برانٹ (Hildebrand) نامی نائٹ کے ہاتھوں ماری جاتی ہے۔

(آکسفورڈ کمپیے نیئن ٹو انگلش لٹریچر ص ۲۲۲' ۵۵۵)

برن ہلڈ اور اوڈن

ولکیری برن ہلڈ (Brynhild) اور اس کی آٹھ بہنیں ول ہالا (Valhalla) (۸) اسے کچھ دور فضا میں اڑ رہی تھیں۔ اڑتے اڑتے وہ زمین پر اتریں اور اپنے ہنس نما لباس اور کلغیاں اتار کر ایک جھیل میں نہانے لگیں۔ اس دوران بادشاہ انگر وہاں آنکلا۔ شاہ انگر نے چپ چاپ ان کے کپڑے اٹھائے اور شاہ بلوط کی نیچے چھپا دیئے۔ اب یہ نو ولکیریاں اس کے قبضے میں تھیں

چنانچہ اس نے برن ہلڈ کو اپنے پرانے دشمن ہیام گنو کے خلاف مدد کرنے کو کہا۔ ادھر ہیام گنو اوڈن کی سرپرستی میں تھا۔ اور اس نے ہیام گنو سے جنگ جتانے کا وعدہ بھی کر رکھا تھا۔ برن ہلڈ کے ہاتھوں اپنی خواہش کی تذلیل پر اوڈن بہت خفا ہوا اور اس نے جادوئی کانٹے کی مدد سے اسے گہری نیند سلا کر شعلوں کی چار دیواری میں مقید کر دیا۔ اوڈن نے دلکیری کی تمام صفات اس سے چھین لیں۔ اب وہ ول ہالا میں کبھی داخل نہیں ہوگی اور خوفناک اذیت سے ہمیشہ دوچار رہے گی۔ اسے شعلوں کے اس زندان سے کوئی سورما (۹) ہی نجات دلائے گا۔

(نیولیروزے انسائیکلوپیڈیا آف ماتھالوجی ص ۲۷۸-۲۷۹)

جادوئی بھیڑیئے

ایک دن سگ مونٹ اور سن فیوتھ جنگل میں پھر رہے تھے کہ انہوں نے ایک کیبن میں دو آدمیوں کو سوتے ہوئے دیکھا۔ ان دونوں آدمیوں کے سروں پر بھیڑیے کی دو کھالیں لٹکی ہوئی تھیں۔ ان دونوں کو ایک جادوگر نے بھیڑیے بنا دیا تھا لیکن انہیں ہر دس دن بعد چوبیس گھنٹوں کے لئے اپنی اصل حالت میں آنے کی اجازت تھی۔ اب یہی وہ وقت تھا جب وہ اپنی اصل حالت میں یعنی آدمی بن کر سو رہے تھے۔

سگ مونٹ اور سن فیوتھ نے بھیڑیئے کی کھالیں اتاریں اور دونوں ان میں گھس گئے۔ وہ ان کھالوں میں گھس تو گئے لیکن باہر نہ نکل سکے۔ وہ جادو کی زد میں آگئے تھے۔ وہ بھیڑیوں کی طرح چیخنے لگے۔ وہ کبھی سوئے ہوئے دونوں آدمیوں پر جھپٹتے تھے اور کبھی ایک دوسرے کو نوچتے تھے۔ لیکن اس جھنجلاہٹ کے باوجود وہ اپنی اصلی حالت میں نہ آسکے۔ ہار کر وہ اپنے اپنے گھروں کو چل دیئے اور دسویں دن کا انتظار کرنے لگے۔ دسویں دن ان کے جسموں پر سے بھیڑیئے کی کھالیں خود بخود اتر گئیں اور وہ دونوں جنگ باز اپنے اصل روپ میں

آ گئے۔ بھیڑیئے کی دونوں کھالیں ان کے پاؤں میں پڑی تھیں۔ انہوں نے ان کھالوں کو آگ لگادی اور یوں جادو ٹوٹ گیا۔

(نیو لیروزے انسائیکلوپیڈیا آف مائتھالوجی ص ۲۷۷)

کسان کا بیٹا

ایک دن کسان اور ایک دیو جال کھینچنے کا کھیل کھیلنے لگے۔ شرط یہ ٹھہری کہ ہارنے والے کو جان سے ہاتھ دھونا پڑیں گے۔ اتفاقاً کسان جیت گیا۔ دیو نے جان بچانے کو کسان سے سودا بازی کی اور کہا میری جان نہ لو۔ میں اپنی جان کے عوض ایک رات میں تمہیں ہر قسم کی چیزوں سے آراستہ گھر بنا کر دوں گا۔ اور پھر اس نے واقعی ایک شاندار گھر بنا کر کسان کے حوالے کر دیا۔ کسان اپنی بیوی بچوں کے ساتھ خوشی خوشی اس میں رہنے لگا۔

امارت کی یہ زندگی کسان کو راس نہ آئی۔ دیو نے اکبار پھر اسے کھیل کھیلنے پر مجبور کر دیا۔ اس بار دیو جیت گیا۔ شرط کے مطابق کسان کو اپنا بیٹا دیو کے سپرد کرنا تھا۔ کسان ڈر کے مارے چھپ گیا۔ لیکن دیو نے جادو کے زور سے اسے ڈھونڈ نکالا۔ کسان فریاد لے کر اوڈن (دیوتا) کے پاس پہنچا۔ اوڈن نے جو کے ایک کھیت کو پھلنے پھولنے کے لئے کہا اور کسان کے بیٹے کو جو کا ایک دانہ بنا کر جو کے پکے ہوئے ایک خوشے میں چھپا دیا۔ دیو نے تمام کھیت درانتی سے کاٹ ڈالا اور پھر کسان کے بیٹے کو ڈھونڈنے کے لئے اپنی تلوار سے جو کے ایک ایک خوشے کو پیٹنے لگا۔ وہ دانہ جسے دیو تلاش کر رہا تھا وہ اس کے ہاتھ سے گر پڑا۔ اوڈن نے کسان کو اس کا بیٹا سونپ کر معذرت کر لی۔

اب کسان نے ہی نیر (Hoenir) (۱۰) کے پاس جا کر اس سے مدد چاہی۔ ہی نیر کسان کے بیٹے کو فوراً ساحل سمندر پر لے گیا۔ اس وقت جل مرغابیاں پانی میں تیر رہی تھیں۔ ان میں سے دو مرغابیاں ساحل پر آئیں تو ہی نیر نے لڑکے کو

ایک مرغابی کے سر کا پر بنا دیا۔ دیو آگیا تھا۔ اس نے آبی پرندہ کو پکڑ کر اس کی گردن مروڑ ڈالی۔ لیکن وہ پر جسے دیو ڈھونڈ رہا تھا۔ پانی میں جاگرا اور پھر ہی نیر نے وہ پر اٹھا کر لڑکے کو بحفاظت اس کے باپ کے پاس پہنچا دیا۔

آخر میں کسان نے لوکی سے مدد مانگی۔ لوکی نے اس وقت لڑکے کو انڈے میں تبدیل کر کے ٹریپ مچھلی کے بیضہ دان میں انڈوں کے گچھے میں چھپا دیا۔ دیو مچھلیاں پکڑنے لگا تو وہ مچھلی بھی پکڑی گئی۔ اب دیو نے ایک ایک انڈے کو بغور دیکھنا شروع کیا۔ اس نے وہ انڈا ڈھونڈ تو لیا لیکن وہ اس کی انگلیوں میں سے گر پڑا۔ لڑکا اپنی اصل حالت میں آکر ریتلے ساحل کے دوسرے کنارے پر پہنچنے کے لئے دوڑا۔ دیو بھی اس کے پیچھے اندھا دھند بھاگا۔ لیکن اپنی حماقت سے لوکی کے نہادہ دام میں پھنس گیا اور مر گیا اور یوں پسر کسان بچ گیا۔

(نیولیروزے انسائیکلوپیڈیا آف مائتھالوجی ص ۲۷۲)

حواشی

۱۔ ٹیو ٹانک متھ اینڈ لیجنڈ ص xxii
۲۔ خوش روگارڈن اور اس کے عاشقوں کی کہانی۔ دنیائی ارم میں اس کا بیان ہے۔
۳۔ اگل نامی ماہر تیر انداز کے کارنامے بیان ہوئے ہیں۔
۴۔ اس کہانی میں نگلا نامی قانون دان اور اس کے بیشتر خاندان کی تباہی کا مذکور ہے۔
۵۔ شیطان صفت' شہ زور اور سخی گریٹو کی کہانی۔ جو اپنی خوں ریزیوں کے باعث بے یارو خانماں ہو جاتا ہے۔
۶۔ دی آکسفورڈ کمپے نین ٹو انگلش لٹریچر
۷۔ داستان کے پہلے حصے کا ہیرو جرمن تلفظ زی گفرٹ
۸۔ اوڈن کی جائے قیام۔ جہاں ولکیریاں میدان جنگ میں کام آنے والے سورماؤں کا استقبال کرتی ہیں۔
۹۔ والسونگا ساگا میں سی گورڈ اور جرمن نظم "نی بی لنگ این لیڈ" میں سیگ فریڈ اسے اس مصیبت سے نجات دلاتا ہے۔
۱۰۔ یہ دیوتا اولین انسانی جوڑے میں روح پھونکتا ہے۔

☆

مشرقی یورپ اور روسی ایشیا

مشرقی یورپ اور ایشیائی روس میں زیادہ تر سلاؤ (Slav) قبائل آباد ہیں۔ جن کے ابتدائی حالات کے بارے میں بہت کم معلومات حاصل ہیں۔ یونانی و رومی مئورخوں کی معمولی نگارشات. عرب جغرافیہ دانوں کے مبہم مشاہدات اور مذہب پرست راہبوں کی غلط سلط واقع نگاری سے بے دین سلاووں کے دینی عقائد اور تاریخ کا کچھ کچھ پتہ چلتا ہے۔ تاہم سلاووں کا مادی اور روحانی ارتقاء مغربی یورپ کے لاطینی اور جرمنی باشندوں کی مادی و روحانی بالیدگی کے مقابلے میں زیادہ تاخیر اور آہستگی سے ہوا۔ ان کا ضمیاتی پس منظر اب بھی لوک کہانیوں. روایات. گیتوں اور سب سے بڑھ کر جھاڑ پھونک اور منتروں میں ڈھونڈا جا سکتا ہے۔ کئی سلاؤ ملکوں میں آج بھی جادو اور جھاڑ پھونک کا یہ عمل جاری ہے۔

ایک وقت تھا کہ بلقان. مرکزی اور مشرقی یورپ ان کا گڑھ تھے۔ پھر چھٹی صدی عیسوی میں سلاؤ قبیلوں نے مختلف اطراف میں بکھر کر تین بڑے گروہ تشکیل دیئے۔ جو جنوبی سلاؤز. مغربی سلاؤز اور مشرق کی سلاووں کی حیثیت میں آج بھی موجود ہیں۔ ان سلاووں نے جہاں جہاں اپنی نو آبادیاں قائم کیں اور جن ممالک میں داخل ہوئے ان کے درمیان وسیع و عریض. گھنے جنگل. دلدلیں. جھیلیں اور دریا پھیلے ہوئے تھے۔

چھوٹی چھوٹی ٹکڑیوں اور گروہوں میں رہنے کے باعث سلاؤ طاقتور فطری قوتوں یعنی شب و روز کے اسرار. موسموں کے تغیر. قدرتی آفات. شدید باد و باراں. دریا کی طغیانیوں اور اچھی بری فصلوں کی بے یقینی و بے ترتیبی کے مقابل

خود کو تنہا اور بے یار و مددگار سمجھتے تھے۔ وہ جسمانی طور پر ان پر اسرار اور قوی تر فطری قوتوں کا مقابلہ نہیں کر سکتے تھے چنانچہ ان کے مطیع ہو گئے اور ان تک رسائی حاصل کرنے کو کوئی سہارا ڈھونڈنے لگے۔ اور پھر انہوں نے ان غیر مرئی اور عظیم قوتوں کا سہارا ڈھونڈ لیا جو دیوتاؤں کی تجسیم تھے۔ اور دریاؤں، جنگلوں، پربتوں، زمین، اپنی کھیتوں، مویشیوں کے اصطبل اور اپنے سود مند گھوڑوں کو ان سے وابستہ کر دیا۔ اور یوں سلاؤ قبائل کی دیومالا جو حقیقتاً سیدھی سادی تھی۔ تھوڑی تھوڑی کر کے سامنے آنے لگی۔ یہ دیومالا ان کی زندگی کے عام حالات کے مطابق تھی۔ زاں بعد اس کا سیدھا پن غائب ہونے لگا اور پیچیدہ عقائد پنپنے لگے۔ ان سب باتوں کے باوجود ان کی صنمیات دیوی دیوتاؤں کے صحیح خدوخال پیش کرنے سے قاصر رہی۔

جس طرح ایرانیوں (زرتشت) کے عقیدے کے مطابق تخلیق کائنات ہی کے وقت سے نور و ظلمت یا اچھائی برائی کے مابین کشمکش جاری تھی۔ اسی طرح سلاؤوں کی صنمیات کی اساس بھی اچھائی برائی کی دو عظیم قوتوں یعنی بائی لوباگ (Byelobog) اور چرنوباگ (Chernobog) کے درمیان جنگ پر رکھی گئی ہے۔ بائی لو اسم صفت بائی ای لی (Byely) سے لیا گیا ہے۔ جس کے معانی ہیں سفید اور باگ دیوتا کو کہتے ہیں۔ اس کے برعکس اسم صفت چرنو کے معنی سیاہ ہیں۔ اس طرح سفید دیوتا (بائی لوباگ) روشنی اور دن اور سیاہ دیوتا (چرنو باگ) سایوں اور شب کا دیوتا ہے۔ دوسرے الفاظ میں ایک اچھائی اور دوسرا برائی کا مظہر ہے۔

یوکرین کے باشندے اب بھی کہتے ہیں سیاہ دیوتا تجھے غارت کرے (ا) سفید روس میں بائی لن (Byelun) نامی ملکوتی ہستی۔ سفید پوش بوڑھے کے روپ میں (جس کے چہرے پر سفید داڑھی ہوتی ہے) مشہور قصے کہانیوں میں نمودار ہوتی ہے۔ یہ ہستی دن کے وقت ظاہر ہوتی ہے اور ہمیشہ نیک کام سرانجام دیتی

ہے۔ بھولے بھٹکے مسافروں کو راہ دکھاتی اور کھیتوں میں بد قسمت کسانوں کا ہاتھ بٹاتی ہے۔ (۲)

روایتی ادب اور عوامی کہانیاں

بہت سے سلاؤ علاقوں کی متھس اور لوک کہانیوں میں دیہاتی عوام کا آگ سے روحانی تعلق دکھائی دیتا ہے۔ وہ سوا روگ (آسمان) سے خطاب کرتے ہیں۔ جس کا ایک بیٹا سورج اور دوسرا بیٹا آگ ہے۔ اور سوا روگ ہی تمام دیوتاؤں کا باپ ہے۔ سورج جب گہری گھٹاؤں میں چھپ جاتا تو سوا روگ اپنے روشن تیروں (بجلیوں) سے گھٹاؤں یا بادلوں کو چیر پھاڑ کر سورج کو ان کی یلغار سے رہائی دلاتا۔ متھس اور قصے کہانیوں کے مطابق سواروگ کا بیٹا سورج مشرق میں رہتا تھا۔ جہاں اس کا شاندار سنہری قصر تھا۔ وہ ہر صبح اس قصر سے اپنے تابندہ رتھ میں سوار ہو کر نکلتا جسے سفید گھوڑے کھینچتے تھے۔ تابندہ رتھ جب ملکوتی قوسی چھت کو طے کرتا تو سفید گھوڑوں کے نتھنوں سے آتشیں شعلے نکلنے لگتے تھے۔

پولینڈ کی ایک مشہور لوک کہانی میں سورج ہیروں کے دو پہیوں والے رتھ میں نمودار ہوتا ہے جسے زرین لگاموں والے بارہ سفید گھوڑے کھینچتے ہیں۔ ایک اور روایت کے مطابق وہ طلائی محل میں قیام کرتا اور تین گھوڑوں کی گاڑی میں سفر کرتا ہے۔ جن میں سے ایک گھوڑا چاندی. دوسرا سونے اور تیسرا ہیروں کا بنا ہوتا ہے۔ روسی لوک کہانی میں سورج کی بارہ مملکتیں (بارہ مہینے) ہیں۔ شمسی تھالی میں رہتا ہے۔ ستارے اس کے بچے ہیں۔ شمسی بیٹیاں (Solar Daughters) ان کی خدمت کرتی. نہلاتی. دیکھ بھال کرتی اور ان کے لئے گیت گاتی ہیں۔ اکثر اساطیر میں سورج ہر صبح ایک خوبصورت بچے کی صورت پیدا ہوتا ہے۔ دوپہر میں وہ جوان اور شام کو بوڑھا ہو کر مرجاتا ہے وغیرہ۔ روس میں دھرتی ماں کی بے حد تعظیم کی جاتی تھی۔ سلاؤ اپنے دینی ادب اور متھس میں اسے متی. سائرا. زیم

لیا (Mati-Syra-Zemlya) کہہ کر پکارتے۔ جس کا مطلب ہے 'جل دھرتی ماں'۔ بہت سے علاقوں کے دیہاتی باشندے اگست کے مہینے میں صبح سویرے سن کے تیل سے بھرے مرتبان لے کر اپنے کھیتوں میں پہنچ جاتے اور چاروں جہتوں میں زمین پر تیل گرا گرا کر جل دھرتی ماں سے شیطانی قوتوں اور برے موسم کو دور کرنے اور شمالی تند و تیز ہواؤں اور بادلوں کو پر سکون بنانے کی التجا کرتے۔

روس میں دھرتی ماں کی قدیم پرستش کے آثار اب بھی ملتے ہیں۔ ایک پیچیدہ مذہبی رسم کے سلسلے میں گاؤں کی عمر رسیدہ خواتین نصف شب کو گاؤں میں گھوم پھر کر دوسری عورتوں کو چوری چھپے بلاتی ہیں تاکہ مردوں کو پتہ نہ چلے۔ گاؤں کی عورتیں جب جمع ہو جاتی ہیں تو وہ ان میں سے نو کنواریوں اور تین بیواؤں کا انتخاب کرتی ہیں اور گاؤں سے باہر نکل آتی ہیں۔ پھر وہ ایک جگہ ان کے کپڑے اتارتی ہیں۔ کنواریاں اپنے بال کھول دیتی ہیں۔ بیوائیں سفید چادروں سے ان کے سر ڈھانپتی ہیں۔ پھر وہ ایک بیوہ کو ہل کی طرف دھکیلتی ہیں جسے ایک بیوہ پہلے ہی کھینچ رہی ہوتی ہے۔ اب نو کنواریاں ہاتھوں میں درانتیاں اور دوسری عورتیں ڈراؤنی چیزیں پکڑ کر جن میں جانوروں کی کھوپڑیاں بھی ہوتی ہیں. جلوس کی شکل میں گاؤں کے گرد گشت کرتی. ہل سے زمین پر گہری لکیر کھینچتی اور چیختی چنگاڑتی ہیں تاکہ زمین کی آتمائیں باہر نکل کر برائیوں کے جراثیم کو ختم کر دیں (۳)

سلاؤ ملکوں میں ادنی درجے کے دیوتا. شہر اور جنگوں کے دیوتا. خوشیوں کے دیوتا. گھریلو آتمائیں اور آبی ارواح بھی دکھائی دیتی ہیں اور ان کے حالات اور مزاجوں کے مطابق روایات اور متھس موجود ہیں اور جگہ جگہ بکھری پڑی ہیں۔ یہ روایات اور متھس عجیب و غریب بھی اور دلچسپ بھی۔ اور قدیم سلاؤ باشندوں کے عقاید کی آئینہ دار بھی۔

روسی عوامی رزمیہ اور سورمائی لوک گیت

موجودہ عیسائی سلاووں کے دور میں ان عجیب و غریب بے دین کافروں کے روایتی ادب اور متھس کے مطالعہ کا ذریعہ بائی لینی (Byliny) ہے جس کا واحد (Bylina) ہے۔ یہ لفظ (بائی لینی) بائل (Byl) سے اخذ کیا گیا ہے۔ جس کے معانی ہیں روسی عوامی رزمیہ اور سورمائی لوک گیت یا نظمیں۔ بائی لینی کو روسی پیشہ ور سکے زی ٹلی (گیت خواں) (Skaziteli) شہر شہر قریے قریے گاتے پھرتے . جن میں روسی بو گیٹری کی مہمات کا تذکرہ ہوتا۔ آج بھی انہیں روسی شمال اور سائیبریا میں سنا جا سکتا ہے۔ ان رزمیہ نظموں اور سورمائی لوک گیتوں (بائی لینی) کو سب سے پہلے رچرڈ جیمز نامی انگریز نے جمع کیا جو ماسکو میں انگریزی سفارت خانے سے ملحقہ کلیسا کا پادری تھا۔ ان میں سے بعض ۱۶۱۹ء میں زیر تحریر آئے۔ (۴)

بائی لینی کے دو سلسلے ہیں۔ ایک کا تعلق بو گیٹری (Bogatyri) یعنی بڑے دلیر سورماؤں سے ہے اور دوسرا نوجوان سورماؤں (ہیروز) سے متعلق ہے۔ پہلا سلسلہ قدیم تر اور صنمیاتی ہے۔

روسی ہیروز

بو گیٹر سوائے تاگر کا منظوم قصہ

سوائے تاگر اس قدر قوی اور اتنا مضبوط ہے۔ جان پڑتا ہے کہ اس نے اپنی جسمانی طاقت کو بھاری وزن کی صورت . خود اٹھا رکھا ہے۔

اس نے پر غرور لہجے میں اعلان کیا کہ اگر اسے کوئی ایسی جگہ دکھائی دی جائے جہاں کرہ ارض نے اپنا تمام تر وزن مرتکز کر رکھا ہو تو وہ اسے با آسانی اپنے ہاتھوں پر اٹھالے گا۔ (ایک دن) بے آب و سحاب ریگستان میں اس نے

ایک چھوٹا سا تھیلا پڑا ہوا دیکھا۔ اس نے اپنی چھڑی سے اس تھیلے کو چھیڑا۔ تھیلے پر کوئی اثر نہ ہوا۔ اس نے انگلی سے اسے ہلانے کی کوشش کی۔ کوئی جنبش نہ ہوئی۔ اب اس نے جھک کر تھیلے پر ہاتھ ڈالا۔ زور لگایا۔ لیکن اٹھا نہ سکا۔

"میں سالہا سال' دنیا میں گھوما. پھرا (وہ کہنے لگا)
پر ایسا کرشمہ میں نے کبھی نہیں دیکھا۔
یعنی اک چھوٹا سا تھیلا
جو جنبش یا حرکت کرے گا. اور نہ اٹھے گا"۔

سوائے تاگر اپنے بہترین گھوڑے پر سے اترا۔ تھیلے کو مضبوطی سے دونوں ہاتھوں سے تھاما اور پھرپور ازور لگا کر گھٹنوں تک اسے اٹھایا۔ لیکن اس کوشش میں وہ خود بھی گھٹنوں تک زمین میں دھنس گیا۔ اس کے رخساروں پر آنسو نہیں. خون غلطاں تھا۔ وہ خود کو زمین سے باہر نہ نکال سکا (۵)

جل دھرتی ماں اور بوگیٹر سی کولا

اس منظوم کہانی میں ایک انوکھے مزدور یعنی بوگیٹر (Bogator) می کولا کے پاس چھوٹا سا چوبی ہل ہوتا ہے جسے **بوگیٹری** کا ایک پورا رسالہ بھی مل کر نہیں اٹھا سکتا۔ جبکہ میکولا. ایک ہاتھ سے. بآسانی اسے اٹھالیتا تھا۔ اسی طرح میکولا کا چھوٹا سا گھوڑا. عمدہ ترین اسپ سے زیادہ تیز رفتار تھا کیونکہ "جل دھرتی ماں" اسے چاہتی تھی (٦)

بوگیٹر والخ یا والگا

بوگیٹر والخ یا والگا منظوم بائی لینا میں ایک صنمیاتی ہستی کے طور پر نمودار ہوتا ہے۔ جس میں روشن باز. خاستری بھیڑیا. طلائی سینگدار سفید بھینسا اور ننھی سی چیونٹی بننے کی صلاحیت ہے۔ یہ بائی لینی اسی ہیرو کے نام سے مشہور ہے۔ (۷)

کوتاہ اندیش بوگیٹر

اب مقدس روس میں ہیرو پیدا کیوں نہیں ہوتے۔ اسی نام کی بائی لینا میں اس کا بخوبی جواب دیا گیا ہے۔

"لڑائی جیتنے کے بعد ایک کوتاہ اندیش بوگیٹر نے بڑے تکبر سے کہا "اگر آج ملکوتی سپاہ بھی سامنے ہوتی تو ہم اسے بھی باآسانی کاٹ ڈالتے" اس نے یہ کہا ہی تھا کہ ایک طرف سے دو اجنبی جنگجو نمودار ہوئے اور انہیں دعوت مبارزت دی۔ مقابلہ ہوا۔ ایک بوگیٹر نے تلوار سے ان دونوں کو گرا لیا اور ان کے دو دو ٹکڑے کر دیئے۔ اب ان کے سامنے دو اجنبیوں کی بجائے چار جنگجو کھڑے تھے۔ روسیوں نے انہیں کاٹ ڈالا تو وہ آٹھ ہو گئے۔ ایک بار پھر تلوار چلنے لگی تھی وہ آٹھ کٹ کر گرے تو سولہ اٹھ کھڑے ہوئے اور پھر سولہ کے بتیس بن گئے اور یہ سلسلہ آگے بڑھتا رہا۔ بوگیٹری تین دن، تین گھنٹے اور تین منٹ، دوگنی تعداد میں بڑھتی ہوئی آسمانی فوج سے مسلسل جنگ کرتے رہے۔ اب عظیم بوگیٹری پر خوف و ہراس کے باعث لرزہ طاری ہو گیا تھا۔ روسی سورما خوف زدہ ہو کر پہاڑوں کی طرف دوڑے اور تیرہ و تار غاروں میں جا چھپے۔ ان میں سے ہر ایک پتھر کا بن گیا تھا۔ اس دن سے آج تک مقدس روس میں کوئی ہیرو سامنے نہیں آیا (۸)۔

☆

مغربی سائبریا ۔ ہنگری ۔ لیپ لینڈ ۔ فن لینڈ اور شمال مغربی روس

ان علاقوں کا تعلق فنو اگریائی (Finno-ugric) قوم سے ہے جو مختلف بولیاں بولنے والے بہت سے قبائل اور لوگوں پر مشتمل ہے۔ انہیں دوسری اقوام کے طاقتور پڑوسیوں نے چاروں طرف سے گھیر رکھا ہے۔ ان کے چار بڑے گروہ ہیں۔

۱۔ اگریائی۔ مغربی سائبیریا اور ہنگری میں آباد ہیں۔

۲۔ پرمیائی۔ روسی صوبے ویاٹکا اور پرم کے باشندے۔

۳۔ کیری مس ۔ مارڈون ۔ کیری مس بالائی والگا کے بائیں کنارے اور مارڈون وسطی والگا میں رہتے ہیں۔

۴۔ مغربی گروہ۔ فن لینڈ ۔ کیریلیا ۔ ایتھونیا ۔ لیوونیا اور لیپ لینڈ کے باشندے۔

منتشر گروہوں اور ایک دوسرے سے الگ ہونے کے باعث یہ مختلف قوموں یعنی ایرانی ۔ سلاؤ اور سکنڈے نیویائی تہذیب و عقائد سے متاثر ہوئے۔ ان کا مذہبی ارتقاء بھی متنوع ہے۔ ان میں سے بہت سوں نے عیسائیت اور کچھ نے اسلام قبول کر لیا۔ لیکن اس کے باوصف وہ خصوصاً ایشیائی فنو اگریائی اپنے قدیم کافرانہ عقائد پر قائم ہیں۔

مغربی فن لینڈ کی عظیم قومی رزمیہ کلے ولا (Kalevala) فنو اگریائی قوم کی دیومالا اور مذہبی عقاید کی ایک واضح تصویر پیش کرتی ہے۔ ضخیم رزمیہ کلے ولا انیسویں صدی عیسوی تک زبانی کلامی گیتوں اور نظم پاروں کی صورت منتشر رہی۔ ۱۸۲۲ء میں ذکیریس ٹاپی لیس (Zacharias Topelius) نے ان گیتوں اور نظموں کو یکجا کر دیا۔ زاں بعد الیاس لون نرٹ (Elias Lonnart) نے ان گیتوں اور نظموں میں ایک ربط اور تسلسل پیدا کر کے ۱۸۳۵ء میں بارہ ہزار سطور اور ۱۸۴۹ء میں تئیس ہزار سطروں پر مشتمل طویل ترجمہ پیش کیا۔

اس نظم کا تعلق فن لینڈ کی متھس کے مرکزی کردار یعنی موسیقی اور

نظموں کے دیوتا وینا مائی نن ۔ اس کے بھائی ال میری نن (جو طلسمی چکی (سیمپو) بناتا ہے) اور فن لینڈ اور لیپ لینڈ کے مابین جھگڑے اور لڑائیوں سے ہے۔ یہ متحص بہت پرانی ہیں اور اس وقت سے تعلق رکھتی ہیں جب فن لینڈ اور ہنگری کے باشندگان متحد تھے۔

کلے ولا

کلے ولا کا سب سے بڑا ہیرو وینا مائی نن (Vainamoinen) ہے جو فضا کی کنواری کا بیٹا ہے۔ نظم کی ابتدا میں اس ہیرو کی ولادت معجزانہ طور پر ہوتی ہے۔ وہ تیس گرمیاں اور تیس سردیاں ماں کے پیٹ میں گزارتا ہے۔ وہ ماں کی کوکھ میں پڑے پڑے تنگ آجاتا ہے تو چاند اور سورج سے اپنی رہائی کے لئے مدد مانگتا ہے۔ لیکن کوئی اس کی مدد کو نہیں آتا۔ چنانچہ وہ خود ہاتھ پاؤں مار کر زبردستی ماں کی کوکھ سے برآمد ہوتا ہے۔ وینا مائی نن (Vainamoinen)۔ لیپ لینڈ کے "جو کے ہے نن" (Joukahainen) پر فتح پاکر (۹) اس کی بہن اینو سے شادی کرنا چاہتا ہے لیکن وہ سمندر میں کود پڑتی ہے۔ وینا مائی نن۔ "جو کے ہے نن" کے آدمیوں سے بچتا بچاتا پوہجا پہنچتا ہے۔ اور پوہجا کی محافظ لوہی سے اس کی بیٹی کا رشتہ مانگتا ہے۔ لوہی شادی کے عوض اس سے طلسمی سیمپو (پراسرار جادوئی چکی) کا مطالبہ کرتی ہے۔ وینا مائی نن وعدہ کرلیتا ہے اور چکی کی تیاری کا کام اپنے بھائی ال میری نن (Ilmarinen) کو تفویض کردیتا ہے۔ لیکن لوہی کی بیٹی ہیرو ایک آہن گر کو ترجیح دیتی ہے اور پھر اس نوجوان جوڑے کی شادی بڑی دھوم دھام سے ہوتی ہے۔

اب ایک اور کردار لیم من کائی نن (Lemminkainen) (۱۰) قصے میں داخل ہوتا ہے۔ لیم من کائی نن خوش باش دوشیزاؤں کو شیشے میں اتارنے کا ماہر۔ جھگڑالو اور ہنگامہ خیز نوجوان ہے۔ وہ بھی لوہی کی بیٹی کا خواہش مند ہے۔ لوہی شادی کی چند شرائط پیش کرتی ہے۔ جن میں سے ایک مردوں کے خطے (۱۱)

کے دریائے **ظلمت** میں ٹیونی کے پرندے راج ہنس کا شکار ہے۔ لیم من کائی نن تیر کمان لے کر خوبصورت راج ہنس کو شکار کرنے کے لئے دریائے **ظلمت** پر پہنچتا ہے تو ٹیونی کا خون میں شرابور بیٹا اس کے جسم کے ٹکڑے کر دیتا ہے۔ اور انھیں دریائے **مینیلا** (دریائے **ظلمت**) کی ماتمی لہروں کے سپرد کر دیتا ہے۔ لیم من کائی نن کی جادوگر ماں اپنے بیٹے کی ہلاکت کی خبر سن کر وہاں پہنچتی ہے۔ اور اس کے جسم کے ٹکڑے **ظلمت** کی سیاہ جھالوں میں سے ڈھونڈ کر اکٹھا کرتی ہے اور منتروں کے زور سے سواونیٹر نامی دیوی کو بلا کر اس کی اعانت سے اپنے بیٹے کو زندہ کرتی ہے۔ لیم من کائی نن زندہ تو ہو جاتا ہے لیکن بول نہیں سکتا چنانچہ اس کی ماں شہد کی ایک مکھی کو بلا کر نویں آسمان کے اس پار سے ایک خاص مرہم منگواتی ہے۔ اس مرہم سے لیم من کائی نن کے زخم مندمل ہو جاتے ہیں اور قوت گویائی لوٹ آتی ہے۔ اس وقت وہ کہتا ہے۔ "میں بہت دیر سویا ہوں"

لوہی اپنی بیٹی کی شادی کسی اور سے کر دیتی ہے۔ لیم من کائی نن کو شادی کی تقریب میں مدعو تک نہیں کیا جاتا چنانچہ وہ مرنے مارنے پر آمادہ ہو جاتا ہے اور خاندان کے سب سے بڑے سربراہ کو موت کے گھاٹ اتار کر فرار ہو جاتا ہے۔ جواب میں پوہجا کے باشندے اس کے گھر کو جلا ڈالتے اور کھیتوں کو اجاڑ دیتے ہیں۔ وہ پھر آمادہ جنگ ہوتا ہے لیکن پوہجا کی جادوگرنی لوہی کی فسوں سازی اس کی دلیری پر غالب آ جاتی ہے۔

اسی دوران ال میری نن کی بیوی کو کولروو (Kullervo) (شیطانی روح) (۱۲) کے ریچھ ہڑپ کر جاتے ہیں۔ جس کا اسے بہت دکھ ہوتا ہے اور پھر ایک دن وہ لوہی کی دوسری بیٹی سے شادی کرنے کو پوہجا پہنچ جاتا ہے۔ ماں بیٹی کا رشتہ دینے پر آمادہ نہیں ہوتی۔ وہ اس کی بیٹی کو بزور اٹھا لے جاتا ہے جو ایک شب کسی اور کے ساتھ فرار ہو جاتی ہے 'ال میری نن' کلے ولا واپس آ جاتا ہے۔ اور وینامائی نن کو سیمپو کے ذریعے سرزمین پوہجا کو ملنے والی خوش حالی کے بارے

میں بتا تا ہے۔ اب دونوں ہیرو پوہجا جاکر سیمپو حاصل کرنے کا منصوبہ بناتے ہیں۔ لیم من کائی نن بھی اس مہم میں شریک ہو جاتا ہے۔

وینا مائی نن جہاز تیار (۱۳) کرتا ہے۔ راستے میں اس کا جہاز نوکدار منہ والی بہت بڑی مچھلی سے ٹکرا جاتا ہے۔ وینا مائی نن اس کی مضبوط ہڈی سے پنج تارا طلسمی ساز بناتا اور اس سے دشمن پر نیند طاری کر کے کراماتی سیمپو حاصل کر لیتا ہے۔

اسی وقت لیم من کائی نن اپنی بے وقتی راگنی سے پوہجا کے باشندوں کو جگا دیتا ہے۔ لوہی سحر سے سمندر میں طوفان بپا کر دیتی ہے۔ جس سے ان کا طلسمی ساز موجوں کی نظر ہو جاتا ہے اور کراماتی تعویذ ٹوٹ پھوٹ جاتا ہے۔ وینا مائی نن بڑی مشکل سے سیمپو کے کچھ ٹکڑے جمع کرتا ہے جو کلے ولا کی خوشحالی کے لئے کافی تھے۔ لوہی جل بھن کر کلے ولا پر مسلسل عذاب نازل کرتی ہے اور چاند سورج کو تاریک غاروں میں بند کرنے کی کوشش کرتی ہے۔ آخر میں وینا مائی نن سرخ رو ہوتا ہے۔ اب اس کا مشن پورا ہو چکا تھا چنانچہ وہ ایک بحری جہاز تیار کرتا ہے۔ اور اس میں بیٹھ کر اپار ساگر کی بے پناہ وسعتوں میں گم ہو جاتا ہے۔

(نیو لیروزے انسائیکلو پیڈیا آف مائتھالوجی۔ ص ۲۲۹ اور ۲۳۰)

کلے ولا ایک ایسی منظوم رزمیہ ہے جس میں نہ صرف طلسم و فسوں. شعبدہ بازی اور منتروں کی بہتات ہے بلکہ فسوں سازیوں کے وہ بھرپور ڈرامائی ٹکڑے بھی دکھائی دیتے ہیں۔ جن کی مدد سے اہل فن لینڈ انسانوں. جانوروں. بے جان ہستیوں اور تمام فطری قوتوں کو زیر کرنے کا دعوی کرتے ہیں۔ علاوہ بریں ملکوتی دیوتا اور مختلف نوعیت کی بعض متھس وغیرہ بھی کلے ولا ہی کی وساطت سے منظر عام پر آتی ہیں۔ دیو مالائی اساطیر میں دنیا کی پیدائش کی کہانی. سانپ کی ابتدا. لوہے کا آغاز. آگ کی اسطورہ اور آفرینش انسان کی متھ شامل ہیں۔

دنیا کی پیدائش کی کہانی

دختر فطرت لیون نوٹر (Luonnotar) ملکوتی خطوں میں اپنے طویل کنوارے پن اور تنہا وجود سے عاجز آ جاتی ہے تو وہ سمندر میں کود کر سفید موجوں میں چت لیٹ جاتی ہے۔ سمندر کے ہلکورے لیتی موجیں اسے جھلاتی ہیں۔ ہوا کے لطیف جھونکے پیار سے اس کی چھاتی سہلاتے اور چومتے ہیں اور سمندر اسے زرخیزی عطا کرتا ہے۔

وہ سات صدیوں تک جائے استراحت کے بغیر یونہی سمندروں میں بہتی رہی اور پھر ایک دن ایک مرغابی نمودار ہوئی۔ وہ وسیع و عریض سمندر میں گھونسلا بنانے کے لئے جگہ تلاش کرتی پھر رہی تھی۔ اس وقت لیون نوٹر کا گھٹنا پانی سے باہر جھانک رہا تھا۔ مرغابی اس کے گھٹنے پر اپنا گھونسلا بنا کر اس میں انڈے دیتی اور تین دن ان پر بیٹھی رہتی ہے۔

لیون نوٹر اپنا گھٹنا ایک طرف جھکاتی ہے تو انڈے گھونسلے میں سے لڑھک کر سمندر کی گہرائیوں میں جا گرتے ہیں۔ تاہم وہ کیچڑ میں ضائع نہیں ہوتے۔ ان کی باقیات دلکش اور عمدہ چیزوں میں مبدل ہو جاتی ہیں۔ انڈوں کے زیرین حصے سے دھرتی بن جاتی ہے جو تمام مخلوقات کی ماں ہے۔ بالائی حصے روشن آسمان میں منتقل ہو جاتے ہیں۔ انڈوں کی زردیاں. زرد روشن آفتاب. سفیدی تابندہ چاند. دھبے دار ٹکڑے تارے اور کالے ٹکڑے فضا میں بادل بن جاتے ہیں۔

زاں بعد لیون نوٹر راس بنا کر ساحلوں کو ہموار کر کے خلیجیں کھود کر تخلیق کا کام مکمل کرتی ہے۔ اس وقت جزیرے لہروں میں سے نمودار ہو کر اور ستون اپنی اساس سے اٹھ کر فضا میں بلند ہو چکے تھے اور ایک لفظ سے خلق شدہ دھرتی نے اپنی ٹھوس اشیاء ظاہر کر دی تھیں۔

(نیولیروزے انسائیکلوپیڈیا.... ص ۳۰۴)

آگ کی اسطورہ

جب اکو (Ukko) (۱۴) کی شعلہ رنگ شمشیر اس کی انگلی کے ناخن سے ٹکرائی تو چنگاری پیدا ہوئی۔ اس نے یہ چنگاری فضا کی نو کنواریوں میں سے ایک کی تحویل میں دے دی۔ کنواری نے احتیاط نہیں برتی اور وہ چنگاری اس کی انگلیوں میں سے پھسل کر بادلوں، نو محرابوں اور فضا کے چھ ڈھکنوں میں سے لڑھکنیاں کھاتی جھیل میں جا گری۔ جہاں تازہ پانیوں کی نیلگوں ٹراؤٹ مچھلی اس پر جھپٹ پڑی۔ ادھر سرخ سلمن (۱۵) نے ٹراؤٹ کو ہڑپ کر لیا۔ پھر نوکدار منہ والی گرے پائک آگے بڑھی اور سرخ سلمن کو نگل گئی۔

وینا مائی نن نے ال میری نن کی اعانت سے گرے پائک (۱۶) کو پکڑ کر چنگاری کو اس کی گرفت سے نجات دلائی۔ اسی اثنا میں چنگاری سے جگہ جگہ آگ بھڑک اٹھی۔ وینا مائی نن نے بڑی ہوشیاری سے برچ کے چوبی ٹکڑے کے نیچے چنگاری کو دبایا اور پھر تانبے کے ایک مرتبان میں اسے بند کر دیا۔

(نیولیروزے انسائیکلوپیڈیا۔۔۔۔۔۔۔ص ۲۰۸)

حواشی

۱۔ نیو لیروزے انسائیکلوپیڈیا آف ماتھالوجی ص ۲۸۳
۲۔ اردو داستان میں یہ فریضہ خواجہ خضر ادا کرتے ہیں۔
۳۔ نیو لیروزے انسائیکلوپیڈیا آف ماتھالوجی ص ۲۸۷
۴۔ کیسلز انسائیکلوپیڈیا آف لٹریچر ص ۳۷۲
۶-۵ نیو لیروزے انسائیکلوپیڈیا آف ماتھالوجی ص ۲۹۷-۲۹۶
۸-۷ نیو لیروزے انسائیکلوپیڈیا آف ماتھالوجی ص ۲۹۷-۲۹۸
۹۔ یہ دونوں ہیرو جسمانی قوت کی بجائے منتروں کے ذریعے لڑتے ہیں اور ایک دوسرے پر جادو آزماتے ہیں۔ وینا مائی نن' جو کے ہے نن کی برف گاڑی کو بکھری جھاڑی اور جواہرات کے دستے والے ہنٹر کو سمندری نرسل میں بدل دیتا ہے اور اس کے گھوڑے کو پتھر کا بنا کر کمر تک دلدل میں اتار دیتا ہے۔ آخر میں جو کے ہے نن اپنی بہن ہینو کا ہاتھ اس کے ہاتھ میں دینے کا وعدہ کر کے جان بچاتا ہے۔
۱۰۔ جب یہ بچہ ہوتا ہے تو اس کی ماں گرمیوں کی ایک شب اسے تین بار نہلاتی ہے۔ اسی طرح خزاں کی ایک رات عمل فسوں کے ذریعے اسے نو بار غسل دیتی ہے تاکہ یہ عالم اور ہر معاملہ میں ماہر جادوگر اور گھر اور دنیا میں ایک ذہین انسان ثابت ہو۔
۱۱۔ یہ خطہ پاتال میں نہیں بلکہ دوسری داستانوں کے برعکس زمین پر ہے۔ لیکن انتہائی تاریک ہے۔ اس کا نام ٹیونیلا (ٹیونی کی سرزمین) ہے۔ جہاں ٹیونی اور اس کی ملکہ ٹیونیٹر کی حکمرانی ہے۔ سیاہ جھاگوں والے دریائے ظلمت کا حصار اس کے گرد قائم ہے۔ یہاں تک پہنچنا ممکن نہیں۔ اگر کوئی پہنچا بھی تو زندہ واپس نہیں آیا سوائے ہیرو وینا مائی نن کے۔۔۔
۱۲۔ انسانوں کی صورت جانور بھی جادوگروں کے تابع تھے۔ جب ال میری نن کی بیوی کے مویشی چراگاہ میں جاتے ہیں تو وہ اپنے مویشیوں کے تحفظ کو یقینی بنانے کے لئے ملکوتی قوتوں کو اکساتی ہے۔ ادھر گڈریا کو لروو اپنی مالکہ سے ظلم کا بدلہ لینے کے لئے گایوں کو ریچھ اور بھیڑیئے بنا دیتا ہے۔ چنانچہ یہ اسے چیر پھاڑ کر ہڑپ کر جاتے ہیں۔
۱۳۔ جہاز کے تختوں کو جوڑنے کی نوبت آتی ہے۔ تو وینا مائی نن تختوں کو جوڑنے کا منتر

بھول جاتا ہے۔ چنانچہ ایک گڈریا اسے پاتال میں جانے اور دیو کے پاس سے جادوئی الفاظ لانے کا مشورہ دیتا ہے۔ ویناماﺋی نن منتر کی تلاش میں دریائے ظلمت پر پہنچتا ہے تو ٹیونی کی کوتاہ قد بیٹیاں اسے دیکھ لیتی ہیں۔ جو وہاں بیٹھی پایاب پانی میں پرانے کپڑے دھو رہی تھیں۔ ویناماﺋی نن کے اصرار پر وہ اسے دریا پار مردوں کے جزیرے میں لے جاتی ہیں۔ جہاں ملکہ ٹیونیٹر اس کی پذیرائی کرتی ہے۔ اسے بتایا جاتا ہے کہ وہ واپس نہیں جا سکتا۔ جب ویناماﺋی نن سو جاتا ہے تو ٹیونی کا بیٹا اسے روکنے کے لئے آہنی پھندوں والا چھ ہزار فٹ طویل جال دریائے ظلمت میں پھینک دیتا ہے لیکن ہیرو ایک آہنی افعی یعنی ایک سنگ سی زہریلی ناگن بن کر ٹیونی کے بیٹے کے جال اور ٹیونیلا کی سیاہ جھالوں میں سے گزرتا ہوا پاتال میں پہنچتا ہے جہاں دیو اپنے جادوئی الفاظ کے ساتھ خوابیدہ تھا۔ اس کے شانوں پر پاپلر' کنپٹی پر برچ' گالوں پر الڈر' داڑھی میں بید مجنوں' پیشانی پر صنوبر اور دانتوں میں جنگلی چیڑ کا درخت اگا ہوا تھا۔ ویناماﺋی نن یہ تمام درخت کاٹ ڈالتا ہے اور اپنا عصا دیو کے منہ میں گھسیڑ دیتا ہے۔ دیو اپنا منہ کھولتا ہے اور ہیرو کو اس کی تلوار سمیت نگل جاتا ہے۔ ویناماﺋی نن' آہن گر کا وجود اپنا کر دیو کے شکم میں ہتھوڑے کی شدید ضربیں لگاتا اور اس سے جادوئی الفاظ کا مطالبہ کرتا ہے۔ ناچار وہ جادوئی الفاظ اور طلسمی گیتوں سے بھرا اپنا مضبوط صندوق کھولتا ہے۔ ویناماﺋی نن وہاں سے منتر سیکھ کر واپس آتا اور اپنے جہاز کو مکمل کرتا ہے۔

۱۴۔ آسمان اور فضا کا عظیم دیوتا اور قدیم باپ

۱۵۔ ایک قسم کی مچھلی

۱۶۔ خاکستری رنگ کی مچھلی

☆

ایران

ایرانی انڈو یورپین نسل کی آریائی شاخ سے تعلق رکھتے ہیں جو جنوبی روس سے ہجرت کر کے کوکاس کے راستے ایشیا میں داخل ہوئے اور ایران کی سطح مرتفع پر قابض ہو گئے۔ ایرانی کلاسیکی مذہب بہت پیچیدہ ہے اور آشوری. بابلی اور آریائی عقائد سے متاثر ہو کر ابھرا ہے۔ علاوہ بریں ایران میں قائم ہونے والی تین کامیاب حکومتوں یعنی ہخا۔منشی (۵۵۸-۳۳۰ ق م) پر تھیس (۲۵۰ ق م - ۱۹۱ ع) اور ساسانی (۲۲۴-۶۲۹ ع) دور میں رونما ہونے والے انقلاب کے زیر اثر بھی اس میں تبدیلیاں ہوئیں۔ گراں مایہ کندہ تحریروں اور ہمسایہ تہذیبوں کے دستاویزی ثبوت سے قطع نظر قدیم ایرانی مذہبی عقاید اور متھس کا سب سے بڑا ماخذ ژند - اوستا ہے۔ اگرچہ اس کے موضوعات میں سے اکثر کی جڑیں قبل از تاریخ کے آریامت سے پھوٹی تھیں۔

پارسی روایت کے مطابق زرتشت ۶۶۰ اور ۵۸۳ ق م کے دوران ہوا۔ اور ان ہی ایام میں موجودہ ژند۔ اوستا رقم کی گئی۔ زرتشت کی سوانح حیات معجزوں سے بھری ہے۔ اس نے آفاقی مسرتوں کے بیچ آنکھیں کھولیں۔ آفرینش کے وقت وہ رویا نہ چلایا بلکہ خوب ہنسا۔ مذہبی رہنما کی حیثیت میں سامنے آنے سے قبل زرتشت کی ابتدائی زندگی بھی مہاراج بدھ کی ابتدائی زندگی سے ملتی جلتی ہے۔

زرتشت یا ژند - اوستا کے مطابق دو خدا (دیوتا) ہیں۔ ایک اہورمزد یعنی نور و حق اور دوسرا اہریمن یعنی ظلمت و باطل۔ ابتدائے کائنات ہی سے نور و

ظلمت میں ٹھنی ہے اور آخر کار نور کو ظلمت پر غالب آتا ہے۔

اساطیر

ساسانی دور میں ایرانی صنمیاتی ارتقاء اہورمزد اور اہریمن کے مابین دشمنی۔

علیم و بصیر آقا. اہورمزد. اپنے دوناموں کے ایک ہونے کے باعث اہورمزد بنا۔ جب کہ انگرامین.یو (منفی سوچ) اہریمن بن گیا۔ یہ دونوں ہستیاں یعنی اہورمزد اور اہریمن .نور و حق اور ظلمت و باطل کی نمائندہ ہیں۔ دوسرے الفاظ میں انہیں شیطان دشمن دیوتا اور دیوتا دشمن شیطان کہا جاسکتا ہے۔ حقیقی دنیا ان دونوں یا دو اصولوں کے مابین کشمکش کا شاخسانہ ہے۔ تخلیق کی تاریخ یوں چلتی ہے۔

پس اہورمزدا نے مقدس زرتشت کو کہا۔ میں نے اس کائنات کو جنم دیا ہے۔ جہاں کوئی ذی جان نہ تھا......... اس.دنیا کی مخالفت میں جو کہ تمام تر زندگی ہے۔ انگرامین یو (اہریمن) نے ایک اور دنیا تخلیق کرڈالی جو سراسر موت ہے۔

میں نے خوشیوں بھری زمین پیدا کی. جہاں گلاب بوئے جاتے ہیں اور یاقوت رنگ پروں کے پنچھی جنم لیتے ہیں۔ انگرامین یو نے اس کے برعکس نمالوں اور جانوروں کے دشمن کیڑے مکوڑے تخلیق کیے ہیں۔

پھر میں نے مقدس اور خوبصورت شہر میورو کی اساس.رکھی اور انگرامین یو (Angra Mainyu) نے اس میں جھوٹ اور شیطان صفت شیروں کو متعارف کرایا۔۔ وغیرہ وغیرہ۔ مقصد یہ کہ ارمزد نے انسانی فلاح و بہبود کا خیال رکھا اور اہریمن نے اسے (انسان) زک پہنچانے کا اہتمام کیا۔

تشکیل کائنات اور اولین تخلیق کار جوڑے کی آفرینش سے متعلق زرتشتی

متھس ساسانی دور کی پیداوار ہیں۔

ارمزد کی فتح

ارمزد کے توسط سے نیکیوں اور اہریمن کے ذریعے بدیوں کی تخلیق۔ پھر دونوں قوتوں کی رقابت اور پایان کار ارمزد کی کامرانی۔ کائناتی نظام کی یہ متھ قدیم آریائی پس منظر کی حامل ہے۔

بارہ ہزار سالوں پر مشتمل دنیا کا تشکیلی دورانیہ ۔ چار ادوار میں منقسم ہے اور ہر دور تین ہزار سالہ ہے۔ پہلے دور میں ارمزد یعنی تخلیق ناآشنا خالق۔ جانداروں کے غیرمادی ارتقاء کی طرف مائل ہوا اور اس دوران خود کو صرف ان کے تصور تک محدود رکھا۔ اس طرح اس نے تصور میں اہریمن کو آتے دیکھا تو اہریمن تیرگی میں سے نکل کر فوراً سامنے آگیا۔ ارمزد نے اپنے اور اہریمن کے بیچ امن چاہا۔ لیکن اس میں کامیابی نہ ہوئی۔ مجبوراً اسے اعلان جنگ کرنا پڑا۔ پھر یہ جنگ باقی ماندہ نو ہزار سالوں میں جاری رہی اور نور کی فتح پر منتہج ہوئی۔

دوسرا تین ہزار سالہ دور حقیقتاً مخلوق کی آفرینش اور تخلیق کے لئے وقف تھا۔ چاہے یہ تخلیق خدا یا شیطان کے ذریعے ہوئی۔ تیسرا (تین ہزار سالہ) دور۔ پہلے انسان کے ورود سے زرتشت کے ایام تک ۔ نسل انسانی کے نشیب و فراز سے متعلق ہے۔ چوتھا دور وہ تھا جس میں زرتشت کی فتح، ارمزد کی آخری فتح اور آخری انصاف ثابت ہوگی۔

ابتدائی انسانیت کی اسطورہ ۔ گیومرٹ اور اولین انسانی جوڑا

اولین مرد گیومرٹ (Gayomart) اور ابتدائی بھینسا گاش (Gosh) حقیقتاً وہ جاندار تھے جن سے تمام تر زندگی خلق ہوئی۔ گیومرٹ اور گاش کی موت کا ذمہ دار اہریمن ہے۔ گیومرٹ کا بیج چالیس سال زمین میں دفن رہا اور پھر اس

سے اولین انسانی جوڑا یعنی مشیا اور مشیائی پیدا ہوئے۔ ارمزد نے ان کو کہا۔ تم انسان ہو۔ دنیا کے آقا۔ میں نے تمہیں اپنے مکمل تصور سے مخلوقات میں سے سب سے پہلے پیدا کیا۔ جو اچھا ہے اس کے بارے میں سوچو۔ جو اچھا ہے وہ کہو۔ اور جو اچھا ہے۔ وہی کرو۔ اور دیوؤں کے پجاری مت بنو"

ان کا پہلا خیال تھا۔ "وہ خدا ہے" ان کا اولین کام چلنا تھا۔ پھر انہوں نے کھایا اور کہا۔ پانی۔ زمین۔ درخت۔ بیل۔ تارے۔ چاند۔ سورج اور تمام بہترین اشیاء پھل اور جڑ دونوں ارمزد نے پیدا کیے۔ پھر شیطان کے طرف سے ان کے دل میں خیال ڈالا گیا اور انہوں نے اس طرح کہا۔ یہ تو انگرامین یو (اہریمن) ہے۔ جس نے پانی۔ زمین وغیرہ اور پھل اور جڑ پیدا کی"۔ یہ ان (انسان) کا دنیا میں اولین جھوٹ تھا۔ انگرامین یو اس سے پہلی بار لطف اندوز ہوا۔ وہ مشیا اور مشیائی جو پیدائشی طور پر معصوم تھے۔ یوں دروغ گوئی کا شکار ہوئے۔ ملکوتی قوتیں ان (انسان) کا دفاع کرتی رہیں۔ پھر انہوں نے آگ جلانا اور اسے استعمال کرنا سیکھا۔ ان سے سات جوڑے پیدا ہوئے۔ اور ان میں سے سیامک اور سیامکی انسان کی پندرہ نسلوں کے اب وجد بنے۔

(نیو لیروزے انسائیکلوپیڈیا آف ماتھالوجی ص ۳۱۸۔ ۳۱۹)

شاہنامہ

ابتدائی ایران کی تمام تر صنمیاتی تاریخ۔ شاہنامہ میں دوہرائی گئی ہے۔ ساٹھ ہزار خوبصورت اشعار پر مشتمل شاہنامہ فارسی کے عظیم شاعر فردوسی (۹۰۰ - ۱۰۲۰ ع) کی تخلیق کردہ تابندہ نظم ہے۔ دسویں صدی عیسوی کی اس خوبصورت منظوم رزمیہ میں اوستائی روایات اور پہلوی ادب کا ظہور و سرور ہوا ہے۔ یہاں تاریخ اور قصہ دونوں پہلو بہ پہلو چلتے ہیں۔ رزم و بزم آرائی۔ عشق و محبت۔ مہرو بے مہری۔ وصال و مجبوری۔ حسد و رقابت۔ جاں بازی و جاں

نثاری. تحیر خیز و انگیز مہم جوئی اور اشک و تبسم کے گنگا جمنی دلکش بیانات سے یہ خوبصورت رزمیہ مزین ہے۔ کہتے ہیں کہ مملکت ایران کے معروف سلطان محمود غزنوی (۸۹۸ ۔ ۱۰۳۰ ع) نے شاہنامہ کے ہر شعر کے عوض فردوسی کو ایک اشرفی دینے کا وعدہ کیا تھا لیکن سلطان اپنا یہ وعدہ فردوسی کی زندگی میں پورا نہ کر سکا۔

شاہنامے کی درج ذیل تلخیص شاہنامہ کے اردو ترجمے سرور سلطانی سے اخذ کی گئی ہے۔

شروع داستان نادر بیان

"راویان اخبار و حاکیان آثار متفق ہیں کہ پہلے جس نے گلزار بے ثبات میں روش سلطنت نکالی. تخت و تاج کی بنا ڈالی. عدل و داد کو رواج دیا. محصول و خراج لیا وہ کیومرث تھا" سیامک اس کا بیٹا تھا۔ جسے ایک دیو نے ہلاک کر دیا۔ ہوشنگ سیامک کا بیٹا تھا۔ اس نے باپ کے خون کا بدلہ لیا اور دیو کو مارا۔ کیومرث کے بعد ہوشنگ تخت پر بیٹھا۔ اس نے پتھر سے آگ نکال کر آتش پرستی کی بنیاد ڈالی ...... یہی آہن گری اور دانہ ریزی کا موجد تھا۔ چالیس برس اس نے حکومت کی۔ عجم کہتے ہیں۔ وہ انبیائے مرسل سے تھا۔ پھر طهمورت بادشاہ بنا۔ اس نے دیووں کو شکست دی۔ اس لئے اسے دیو بند کہتے ہیں۔ اس نے تیس برس زور شور سے حکومت کی۔ اس کے بعد حکمرانی جمشید کے حصے میں آئی۔

تازیوں کا بادشاہ مرتاس تازی تھا اور ضحاک اس کا بیٹا تھا۔ ضحاک نے جمشید کو شکست دی اور اس کے ملک پر قبضہ کر لیا۔ ان روزوں کورنگ : زابلستان کا بادشاہ تھا۔ بیٹی اس کی حسین و مہ جبین اور بڑی شہ زور تھی۔ جمشید بھاگ کر وہاں پہنچا۔ شہزادی باغ کے دروازے پر اسے دیکھ کر عاشق ہو گئی۔ نتیجتہً وہ حاملہ ہوئی۔ ضحاک جمشید کے درپے تھا۔ جمشید جان بچا کر بھاگا۔ چین

پہنچا پھر ہند کی جانب چلا اور راستے میں گرفتار ہوا۔ ضحاک نے جمشید کو تختہ پر باندھ کر چیر ڈالا۔

ایک شب ضحاک ایک خواب دیکھ کر ڈر گیا۔ تعبیر دانوں نے اس کی تعبیر کی کہ فریدوں نامی بچہ بڑا ہو کر اپنے باپ کا بدلہ لے گا۔ چنانچہ ضحاک کسی کیانی کو زندہ نہیں چھوڑتا تھا۔ جمشید کی بیوی شہزادی خرامک دو ماہ کے اپنے بچے فریدوں کو لے کر بھاگی اور کوہ البرز میں ایک بندہ خدا کے پاس پہنچی۔ یہیں فریدوں نے اپنے باپ کا بدلہ لینے کی قسم کھائی۔ ادہر فریدوں کے ڈر سے ضحاک کو نیند نہیں آتی تھی۔ ایک دن آہن گر کے بیٹے کے قتل کی باری تھی۔ کاوہ کی فریاد پر ضحاک نے اسے چھوڑ دیا۔ اس کے بعد کاوہ آہن گر نے چرم آہن گری. بانس پر باندھ کر جھنڈا بنایا اور اپنی قوم کے ساتھ فریدوں کی تلاش میں نکلا۔ آخر کار ضحاک نے فریدوں کو ڈھونڈ نکالا۔ اب وہ بیت المقدس پہنچے۔ یہاں فریدوں نے دو قوی ہیکل شعلہ فشاں اژدر دعا پڑھ کر ہلاک کیے۔ اور جمشید کی شہرناز اور ارنواز نامی بہنوں کو رہائی دلائی۔ ضحاک کی جگہ فریدوں بادشاہ ہوا۔ تمام بغداد زیر نگیں ہوا۔ ضحاک نے فریدوں کو ہلاک کرنے کی سعی کی۔ لیکن گرفتار ہوا۔ فریدوں نے کوہ دماوند کے ایک غار میں ضحاک کو الٹا لٹکوا دیا۔

فریدوں کے تین بیٹے ہوئے۔ سلم. تور اور ایرج --- یمن کی تین شہزادیوں سے ان کی شادی کی۔ اس کے بعد فریدوں نے اپنی سلطنت تینوں بیٹوں میں تقسیم کر دی۔ ایرج کے حصے میں ایران آیا۔ سلم اور تور اپنے چھوٹے بھائی ایرج کے خلاف جنگ کرنا چاہتے تھے۔ فریدوں کو خبر ہوئی تو اس نے اپنے چھوٹے بیٹے ایرج کو صلح و آشتی کے پیغام کے ساتھ ترکستان میں ان کے پاس بھیجا۔ ان دونوں نے ایرج کا سر قلم کر کے باپ کے پاس بھجوا دیا. باپ بیٹے کے انتقام کی آگ میں جلنے لگا۔ ایک گلفام ماہ آفرید نام ایرج سے حاملہ تھی۔ اس کے ہاں ایک حور وش پری چہرہ نامی بیٹی پیدا ہوئی۔ جوان ہونے پر وہ پشنگ سے نامزد

ہوئی۔ ان کے ہاں ایرج کی شکل کا ایک بیٹا پیدا ہوا۔ منوچہر نام رکھا گیا. اب سلم اور تور نے فریدوں کے پاس صلح کا پیغام بھیجا۔ جسے فریدوں نے ٹھکرا دیا۔ زاں بعد فریقین کے درمیان جنگ ہوئی. منوچہر کے ہاتھوں تور مارا گیا۔ اور سلم نے بھاگ کر ایک قلعہ میں پناہ لی۔ آخر ایک دن منوچہر نے سپاہ توران کو ہزیمت دی اور سلم بھی مارا گیا۔

فریدوں مرنے لگا تو اس نے منوچہر کو اپنے سپہ سالاروں یعنی سام اور نریمان کے سپرد کیا۔ فریدوں اور منوچہر نے بڑی دھوم دھام سے سلطنت کی۔ نریمان کے بعد سام صاحب شمشیر ہوا۔ اس کے زال نامی بیٹا پیدا ہوا۔ جس کے تمام جسم پر سفید بال تھے۔ لوگوں نے اس بچے کو منحوس گردانا. چنانچہ سام نے اسے کوالبرز بھجوا دیا۔ وہاں سے ایک "سی مرغ" نے اسے اٹھا لیا اور اس کی پرورش کی۔ جب وہ جوان ہوا تو ایک شب خواب میں کسی بزرگ نے سام کے اس فعل پر اسے ملامت کی۔ سام روتا ہوا زال کی تلاش میں نکلا تو سی مرغ نے زال کو ڈھونڈ کر اس کے حوالے کیا۔ اور اسے اپنے پر دیئے اور کہا کہ بوقت ضرورت انہیں آگ لگانا میں چلا آؤں گا۔

منوچہر نے زال کو گرز زریں اور کلاہ پر تمکین سے سرفراز کیا اور ساتھ ہی کابل و زابل کی حکومت سام کو عطا کی۔ سام نے زال کو سپہ گری کے ہنر سکھائے اور زابل کی حکومت عطا کی۔ گرگ ساراں کے حاکم مہراب (جو ضحاک کی نسل سے تھا) کی بری چہرہ بیٹی رودابہ کے ساتھ زال کی شادی ہوئی۔ رودابہ کے ہاں جب بچہ پیدا ہونے لگا تو وہ عاجز آگئی بچہ اس قدر تنومند تھا کہ پیدا ہی نہیں ہوتا تھا۔ چنانچہ سی مرغ کے کہنے پر پہلو چیر کر اسے نکالا گیا۔ یہ بچہ رستم تھا۔ سات دائیاں رستم کو دودھ پلاتیں۔ اور جب وہ سیر نہ ہوتا تو پانچ دنبوں کا گوشت اسے چٹایا جاتا۔ سیستان کی حکومت زال کے حصے میں آئی تھی۔ یہاں رستم نے نریمان کے گرز (جسے کوئی نہیں اٹھا سکتا تھا) سے فیل سفید کو ہلاک کیا۔

فریدوں کے عہد میں نریمان سپید دیو کے ہاتھوں مارا گیا تھا۔ چنانچہ رستم نے اس کا بدلہ لیا۔ دیووں کے لشکر کو شکست دی اور سردار کا سر اتارا۔ بقول فردوسی۔ منوچہر ایک سو بیس برس حکومت کے بعد راہی ملک بقا ہوا۔ اور اس کا بیٹا نوذر تخت پر بیٹھا۔ نوذر نے ظلم و ستم کو روا رکھا تو اس کے ملک میں ابتری پھیل گئی۔ جب اس ابتری کی خبر توران پہنچی شاہ پشنگ (تور کی نسل سے تھا) نے اپنے شہ زور اور سپہ گری میں یکتا بیٹے افراسیاب کو نوذر سے سلم اور تور کا بدلہ لینے کے لئے روانہ کیا۔ افراسیاب سپاہ فزوں از شمار پہلوانان جنگ آزمودہ، خنجر گذار لے کر چلا۔ راستے میں سام کی وفات کی اسے خبر ملی۔ بہت خوش ہوا۔ جنگ ہوئی۔ جس میں نوذر کو شکست ہوئی۔ قلعہ بند ہو کر گرفتار ہوا۔ اب افراسیاب کل ایران کا مالک ہوا۔ اس کے بعد اس نے تماساس اور حرواں اپنے دو سپہ سالاروں کو تیس ہزار سپاہ کے ساتھ کابل و زابل کی طرف بھیجا۔ ان دنوں رستم کو چیچک نکلی تھی۔ زال سے جنگ ہوئی۔ حرواں مارا گیا اور تماساس بھاگ نکلا۔ افراسیاب کو اپنی فوج کی شکست کی خبر ملی تو اس نے طیش میں آکر نوذر کو قتل کر دیا۔ نوذر نے سات برس ایران پر حکومت کی۔ پھر افراسیاب کی باری آئی۔ اس دوران زال نے سلطنت کی شادابی کی خاطر نسل کیان کے کسی فرزند کی تلاش جاری رکھی۔ چنانچہ اسے کوہ البرز میں نسل فریدوں سے تعلق رکھنے والے کیقباد کی خبر ملی۔ اسے بادشاہ بنایا۔ افراسیاب رستم کے ہاتھوں شکست اٹھا کر بھاگا اور ہوشنگ کے پاس پہنچا اور پھر فریقین میں صلح ہو گئی۔

ایران میں بارہ برس افراسیاب کے عمل رہا۔ کیقباد کے بعد اس کا بیٹا کیکاؤس تخت نشین ہوا۔ ایک دن مازندران کے ایک گویے نے مازندران کی فرح افزا اور پر بہار دشت و صحرا کی تعریف کی تو کیکاؤس نے مازندران پر قبضہ کرنے کی دل میں ٹھانی۔ زال کے منع کرنے کے باوجود وہ مازندران پر حملہ کر کے دیوؤں کا اسیر ہوا۔ بادشاہ جب گرفتار ہو گیا تو زال نے ان کی رہائی کے لئے

رستم کو روانہ کیا۔ رستم ہفت خوان طے کر کے مازندران پہنچا۔ اور دیو سفید کے لشکر کو شکست دے کر کیکاؤس کو رہائی دلائی۔

مازندران کی فتح کے بعد سب نے سر جھکایا۔ لیکن شاہ ہاماوران نے اطاعت نہ کی۔ اس پر کیکاؤس نے آگے بڑھ کر شہر کا محاصرہ کر لیا۔ یہاں کیکاؤس نے شاہ ہاماوران کی حسین بیٹی سودابہ کے حسن و جمال کی تعریف سنی تو نادیدہ اس پر فریفتہ ہوا۔ اور یوں کیکاؤس اور سودابہ کی باہم شادی ہو گئی۔ اور پھر شاہ ہاماوران نے دعوت کے بہانے کیکاؤس کو قید کر لیا۔ اسی دوران افراسیاب نے ایران پر اکبار پھر قبضہ کر لیا۔ زال کو سیستان میں کیکاؤس کی گرفتاری کی خبر ملی تو اس نے خط لکھ کر رستم کو بادشاہ کی رہائی کی تلقین کی۔ رستم نے شاہ بربر اور شاہ مصر کو شکست دی۔ شاہ ہاماوران کو معاف کیا اور کیکاؤس کو تخت پر بیٹھایا۔ پھر افراسیاب سے جنگ ہوئی۔ اور وہ بھی شکست کھا کر توران بھاگ گیا۔ کاؤس نے ہند کو سر کیا۔ پھر سیستان کے راستے یمن میں آیا۔ شاہ یمن نے کیکاؤس کو محبوس کیا۔ رستم نے اک بار پھر اسے رہائی دلائی۔ کیکاؤس نے سیستان اور کابلستان کی حکمرانی رستم کو تفویض کی۔

ایک دن رستم شکار کے تعاقب میں توران کے سرحد میں داخل ہوا۔ جب رستم کھا پی کر سو رہا تھا۔ تو شاہ سمنگان کے آدمی رخش (رستم کا گھوڑا) کو پکڑ کر لے گئے۔ بعد میں رستم بھی اس کی تلاش میں وہاں پہنچ گیا۔ شاہ سمنگان نے رستم کی خوب آؤ بھگت کی۔ شاہ سمنگان کی حور وش بیٹی تہمینہ جو رستم پر عاشق تھی۔ اس نے یہ گھوڑا پکڑ منگوایا تھا۔ الغرض رستم اور تہمینہ کی شادی ہو گئی۔ رستم کے جانے کے بعد رستم کا بیٹا سہراب پیدا ہوا۔ جب وہ جوان ہوا تو افراسیاب نے اسے ورغلا کر اپنے ساتھ ملا لیا۔ زاں بعد سہراب نے کیکاؤس کے قلعہ دار ہجیر کو گرفتار کیا۔ باپ کی گرفتاری پر اس کی خوبرو بیٹی گرد آفرید میدان کار زار میں نکلی۔ اور سہراب کے ہاتھوں گرفتار ہوئی۔ سہراب اس پر عاشق

ہوگیا۔ اور شادی کا وعدہ لے کر اسے چھوڑ دیا۔ نجات حاصل کرنے کے بعد وہ کیکاؤس کے دربار میں پہنچ گئی۔ سہراب کی دلیری اور جسارت کی خبریں کیکاؤس تک پہنچیں تو اس نے رستم کو بلا بھیجا ادھر رستم میدان جنگ میں فروکش ہوا۔ سہراب نے ہجیر سے رستم کے بارے میں پوچھا تو اس نے جھوٹ کہہ دیا کہ رستم زابل سے نہیں آیا۔

رستم اور سہراب کے درمیان جنگ ہوئی۔ پہلے روز سہراب نے رستم کو زیر کر کے چھوڑ دیا۔ اور اس سے لاکھ پوچھا کہ وہ رستم ہے۔ لیکن اس نے اقرار نہیں کیا۔ دوسرے روز سہراب رستم کے ہاتھوں گھائل ہوا اور جب سہراب نے اپنے باپ رستم کا عطا کردہ مہرہ اسے دکھایا تو وہ دھاڑیں مار مار رونے لگا۔ مرنے پر سیستان میں لے جا کر جوان مہ جبیں کو پیوند زمین کیا۔ تہمینہ کو جواں مرگ بیٹے کی خبر پہنچی تو اس نے شہر سمنگان کو آگ لگا دی۔ اور خود اس میں جل مری۔

فردوسی نے لکھا کہ ایک دن گیو اور طوس (ایرانی پہلوان اور شہ زور) دریائے جیحوں کے کنارے شکار کھیلتے تھے۔ یہاں ان کی ملاقات بلغار کے بادشاہ شاہ پور کی سیمیں بر گل اندام پیکر بیٹی سے ہوئی۔ وہ دونوں اس پر عاشق ہوئے۔ آخر فیصلہ کاؤس پر چھوڑ دیا گیا وہ اسے کاؤس کے دربار میں لے کر پہنچے۔ تو کیکاؤس اس کی حسن و جمال پر مر مٹا۔ چند عرصے میں وہ اس سے بار دار ہوئی اور سیاوش نامی بیٹا پیدا ہوا۔ رستم نے اسے آداب شاہی سکھائے اور فن سپہ گری میں طاق کیا۔ سیاوش بیحد حسین تھا۔ کیکاؤس کی دوسری بیوی سودابہ سیاوش کے حسن کی آگ میں جلنے لگی۔ سیاوش نے اس کی محبت کا جواب نفی میں دیا تو اس نے کپڑے لتے پھاڑ سیاوش پر دست درازی کی تہمت لگائی۔ لیکن بادشاہ کو یقین نہ آیا۔ اس کے بعد سودابہ نے ایک حاملہ خاتون کی مدد سے سیاوش پر بہتان لگایا لیکن وہ اس بار بھی بچ نکلا۔ اسی دوران افراسیاب کے بارے میں پھر خبر پہنچی کہ وہ عازم ایران ہے۔ چنانچہ سیاوش نے جنگ کی ذمہ داری سنبھالی۔

افراسیاب نے صلح کی کوشش کی۔ سیاوش نے رستم سے صلاح لی۔ رستم نے مشروط صلح کرادی۔ جب صلح کی خبر کیکاؤس کو ملی تو اس نے رستم کو برا بھلا کہا۔ اس پر رستم ایرانی فوج سے الگ ہوگیا۔ ادھر افراسیاب نے سیاوش کو توران میں آنے کی دعوت دی اور اس کی خوب خاطر تواضع کی۔ توران میں افراسیاب کے ایک درباری پیران دیسہ نے اپنی بیٹی گلشہر کو سیاوش کے نکاح میں دے دیا۔ اس کے بعد لوگوں نے سیاوش کے سامنے افراسیاب کی بیٹی کی رعنائی اور خوبصورتی کی باتیں کیں تو وہ اس پر عاشق ہوگیا۔ چنانچہ افراسیاب کی بیٹی فرنگیس بھی سیاوش کے عقد میں آئی۔

سیاوش کو کنار گنگ پسند آیا اور وہیں اس نے عمارات عالی کی بنا ڈالی اور قلعہ بنوا کر رہنے لگا۔ ادھر گلشہر کے خرود نامی بیٹا پیدا ہوا۔ افراسیاب کا کرسیوز نامی ایک اور داماد تھا۔ اس نے کمال عیاری سے سیاوش اور افراسیاب کو ایک دوسرے کے خلاف بھڑکایا۔ نتیجۃً فرنگیس کو سیاوش نے چھوڑ کر راہ فرار اختیار کی لیکن گرفتار ہو کر قتل ہوا۔ فرنگیس حاملہ تھی۔ افراسیاب نے اسقاط حمل کی کوشش کی لیکن پیران دیسہ کے کہنے پر اس ارادہ سے باز آیا۔ لیکن اس نے یہ شرط عائد کر دی کہ جب بچہ پیدا ہو تو اس کو اس کے (افراسیاب) سامنے پیش کیا جائے۔ فرنگیس کے جب کیخسرو نامی لڑکا پیدا ہوا تو پیران دیسہ نے اسے ایک دایہ کے ساتھ صحرا میں بھجوادیا۔ اور پھر جب وہ دس برس کا ہوا تو پیران دیسہ نے بڑی عیاری سے ماں بیٹے کا دوبارہ ملاپ کرادیا۔

ادھر جب ایران میں کاؤس کو بیٹے کی موت کی خبر ملی تو اس نے سودابہ کو قتل کرادیا۔ بیٹے کا بدلہ لینے کے لئے کیکاؤس نے افراسیاب کے خلاف جنگ چھیڑ دی اور جواب میں افراسیاب کے بیٹے "سرخہ" کا سر قلم کرا کے افراسیاب کے پاس بھجوادیا۔ جس سے افراسیاب کی کمر ٹوٹ گئی۔ ادھر کیکاؤس نے کیخسرو اور فرنگیس کی تلاش میں گیو کو روانہ کیا۔ گیو اپنے مقصد میں کامیاب ہوا اور

ماں بیٹے کو تلاش کر کے کیکاؤس کی خدمت میں پیش کیا۔ کیکاؤس نے کیخسرو کو تاج و تخت سونپا۔ کئی ایک معرکے ہوئے جن میں کیخسرو کامیاب ہوا۔ افراسیاب اور اس کے اتحادی خاقان چین سے بھی رستم کے معرکے ہوئے۔ جن میں افراسیاب کو ذلت اٹھانا پڑی۔

ایک مہم کے دوران رستم کا بھانجا بیژن سیروشکار میں مشغول تھا کہ افراسیاب کی حور تمثال بیٹی منیژہ سے ایک سبزہ زار میں ملاقات ہوئی اور دونوں تیر عشق سے گھائل ہو گئے۔ افراسیاب کو خبر ہوئی اس نے بیژن کو گرفتار کر کے ایک اندھے کنوئیں میں قید کر دیا۔ منیژہ اس کی جدائی میں روتی پھری اور کسی نہ کسی صورت اسے کھانا پہنچاتی رہی۔ رستم کو اپنے بھانجے کی اسیری کی خبر ہوئی تو سوداگر کے بھیس میں وہاں پہنچا۔ بیژن کو رہائی دلائی اور ساتھ ہی افراسیاب کی فوج کو کاٹ کے پھینک دیا افراسیاب سمت چین بھاگا۔ راستے میں سہراب کے خوبرو اور شہ زور بیٹے برزوسے ملاقات ہوئی۔ افراسیاب نے اسے لڑائی کے سب فن سکھائے۔ اس کے بعد جنگ میں برزو کا سامنا کیخسرو کے طوس اور فریبرز نامی سپہ سالاروں سے ہوا۔ برزو نے انہیں گرفتار کر لیا۔ رستم کو بھلا چین کہا تھا۔ وہ اسی وقت افراسیاب کے لشکر میں پہنچا اور دونوں کو قید سے چھڑایا۔ پھر برزو اور رستم کا سامنا ہوا اور دونوں نے خوب نبرد آزمائی کی۔ دوسرے دن رستم کے بیٹے فرامرز نے برزو کو اپنی کمند میں جکڑ لیا۔ جنگ میں افراسیاب نے ایک بار پھر منہ کی کھائی اور جان بچا کر بھاگا۔

رستم نے برزو کو اپنے باپ زال کے پاس سیستان بھجوا دیا۔ برزو کی ماں شہرو اسے وہاں سے نکال لائی وہ توران واپس جا رہے تھے کہ راستے میں رستم سے مٹھ بھیڑ ہو گئی۔ مقابلہ ہوا رستم نے برزو کو زمین پر گرا کر خنجر کھینچا ہی تھا کہ اس کی ماں دوڑی اور چلائی۔ رستم کو اس کی زبانی جب پتہ چلا کہ یہ اس کا پوتا ہے تو وہ بہت خوش ہوا اور اسے سیستان لے گیا۔

افراسیاب سے جنگوں کا سلسلہ رہا۔ پیران ویسہ مارا گیا۔ ادھر افراسیاب بھی گرفتار ہو کر اپنے داماد کرسیوز کے ساتھ قتل ہوا۔ کیخسرو نے لہراسپ کو قابل فرمانروائی سمجھ کر ولی عہد کیا اور خود ایک چشمے میں اتر کر روپوش ہو گیا۔ لہراسپ نے ایک سو بیس برس حکومت کی اور رستم کی پہلوانی جانفشانی یہیں تک ختم ہوئی۔ لہراسپ کے بعد اس کا بیٹا گستاسپ تخت نشین ہوا۔ گشتاسپ کے (قیصر روم کی بیٹی سے) دو بیٹے ہوئے۔ ایک پشوتن رونق انجمن اور دوسرا خنجر گزار۔ اسفندیار روئیں بدن، گشتاسپ کے عہد میں زردہشت (زرتشت) ہوا۔ ایران میں زردہشت کا مذہب خوب پھلا پھولا۔ اسفندیار نے سات منزلیں طے کر کے ارجاسب والی چین . چین کی قید سے اپنی دو بہنوں کو رہائی دلائی۔ اس کے بعد کئی اور جنگیں جیتیں۔ لیکن گشتاسپ نے وعدہ کے باوجود اس کو ولی عہد نہیں بنایا۔ بلکہ اس سے چھٹکارا پانے کے لئے اسے رستم کے خلاف جنگ لڑنے کے لئے بھیج دیا۔ رستم نے اسفندیار کو جنگ سے باز رکھنے کی بہت کوشش کی۔ لیکن وہ مرنے مارنے پر آمادہ رہا۔ پایان کار اسی مرغ کے مشورہ پر رستم نے گز کے درخت سے دو شاخہ توڑ کر اس سے تیر بنایا اور پھر اسفندیار کی آنکھ کو اس تیر سے نشانہ بنا کر موت سے ہمکنار کیا۔ اسفندیار کا بیٹا بہمن جوان ہوا تو گشتاسپ نے تاج خسروی اس کے سر پر رکھا۔

ایک جاریہ (کنیز) زال کے تصرف میں تھی۔ اس کے بطن سے شغاد نامی ایک بیٹا پیدا ہوا۔ جب یہ جوان ہوا تو شاہ کابل کی بیٹی سے منسوب کر دیا۔ اس کے بعد شغاد اور شاہ کابل نے مل کر رستم کو ہلاک کرنے کی کوشش کی۔ چنانچہ تھوڑے تھوڑے فاصلے پر سات کنویں کھدوائے اور ان میں تیر تلواریں اور نیزے بھر کر اوپر گھاس پھوس ڈلوا دیا۔ پھر شغاد شکار کے بہانے رستم کو یہاں لایا۔ اور یوں رخش باری باری ساتوں کنووں میں گرا۔ رستم اور رخش کا جسم چھلنی چھلنی ہو گیا تھا۔ رستم پر شغاد اور شاہ کابل کا فریب ظاہر ہو گیا تھا۔ اس نے

شغاد سے کہا۔ "اس میں تیرا کوئی قصور نہیں۔ میری موت اسی طرح لکھی تھی میں دو چار گھڑی کا مہمان ہوں۔ کمان میری چڑھا دے کہ درو دام سے مجھ کو گزند نہ پہنچے" چنانچہ شغاد نے اس کی کمان میں تیر چڑھا دیا۔ جب تیر کمان رستم کے ہاتھ میں آیا تو شغاد بھاگا۔ اور ایک درخت کے پیچھے چھپ گیا۔ رستم نے تیر چھوڑا جو درخت سے پار ہو کر شغاد کے سینے میں ترازو ہو گیا۔ شغاد سے اپنا بدلہ لے کر رستم نے خدا کا شکر ادا کیا اور جان دے دی۔ فردوسی :۔

بگفت این و جانش بر آمد ز تن
بروزار و گریاں شدند انجمن
ہزار و صد و سیزدہ سالہ گرد
جہاں راندید و جہانش بخورد

رستم کی موت کی خبر سیستان پہنچی تو کہرام مچ گیا۔ فرامرز نے اپنے باپ کی پاش پاش لاش کو اٹھایا۔ شاہ کابل کو گرفتار کر کے اس کا سر تن سے جدا کر دیا۔

رستم کے حسب و نسب کے بارے میں مؤرخان عجم کہتے ہیں کہ نسب اس کا جمشید سے ملتا ہے۔ شمشیر خانی میں تحریر ہے کہ جب گشتاسپ نے بہمن کو حکومت سونپی تو اس نے اعلان کیا کہ کیخسرو نے سیاوش کا انتقام افراسیاب سے لیا۔ فرامرز نے رستم کے عوض شاہ کابل کو مارا۔ رستم کی اولاد سے اپنے باپ اسفندیار کا بدلہ لوں گا۔ اس کے بعد لاکھوں سوار لے کر سیستان میں آیا۔ زال کو قید کیا۔ جنگ ہونے لگی۔ چوتھے روز باد مخالف چلی۔ سپاہ کابل و زابل بھاگ اٹھی فرامرز نے لاکھوں ایرانیوں سے تن تنہا جنگ کی۔ پھر زخموں سے نڈھال ہو کر گرا اور بہمن نے زندہ سردار کیا۔ بعد میں اپنے اس فعل پر وہ سخت منفعل ہوا۔ اور زال کو آزاد کر کے سیستان کا حاکم کیا۔ بہمن بھی زیادہ عرصے زندہ نہ رہا اور سانپ کے کاٹنے سے مرگیا۔ اب بہمن ہمائی (جو بہمن سے حاملہ تھی) حکومت کرنے لگی۔ تاریخ گزیدہ میں لکھا ہے کہ پانچ ماہ بعد اس کے ہاں چاند سا

ایک بیٹا پیدا ہوا جسے ہمائی نے ایک صندوق میں لٹا کر پانی میں چھوڑ دیا۔ وہ صندوق ایک دھوبی کے ہاتھ لگا (۱) اس نے ہمای کے بیٹے کا نام داراب رکھا۔ جوان ہونے پر داراب فن سپہ گری میں طاق ہوا اور ماں کے پاس پہنچ کر سلطنت حاصل کی۔

نظم فردوسی (شاہنامہ) اور نثر شمشیر خانی میں لکھا ہے کہ حمل کی مدت پوری ہونے پر بیٹا پیدا ہوا چوری چوری اسے ایک دایہ کے سپرد کر کے پالنے کو کہا اور جب وہ سات ماہ کا ہوا تو مع زور جواہر ایک صندوق میں بند کر کے اسے دریائے فرات میں بہا دیا۔ وہ صندوق ایک لاولد دھوبی کے ہاتھ لگا۔ اس نے بچے کا نام داراب رکھا..... شاہی تخت و تاج سنبھالنے کے بعد داراب نے کئی جنگیں جیتیں۔ شاہ روم فلیقوس کو شکست دی۔ اس کی خوشجمال بیٹی ناہید سے شادی کی اور اسے ایران لے آیا۔ جب وہ حاملہ تھی تو داراب نے ناخوش ہو کر اسے فیلقوس کے پاس بھجوا دیا۔ جہاں اس کے بیٹا پیدا ہوا اور سکندر نام رکھا۔ فیلقوس کے کوئی اولاد نہ تھی وہ اسے اپنا بیٹا ظاہر کر کے پرورش کرنے لگا۔ سکندر زور و قوت میں رستم کی یادگار تھا۔

داراب کے بعد داراب کی دوسری بیوی کا بارہ سالہ بیٹا دارا تخت ایران پر متمکن ہوا۔ سب نے اسے خراج دیا لیکن سکندر نے سرتابی کی۔ جب سکندر ہفت اقلیم زیر نگیں کرنے نکلا تو دارا سے بھی جنگ ہوئی۔ دارا نے تین بار ہزیمت اٹھائی اور پھر ساہیار اور جانوسپار نام کے اپنے دو وزراء کے ہاتھوں قتل ہوا۔ سکندر نے دارا کی وصیت کے مطابق اس کی بیٹی روشنک سے شادی کی۔

تاریخ ملوک عجم میں لکھا ہے کہ جب بہمن کا بیٹا داراب تخت نشین ہوا تو ایک عالم زیر نگیں ہوا۔ مگر فیلقوس قیصر روم نے اطاعت نہ کی۔ اس پر داراب نے فوج کسی کی اور اسے ہزیمت دی۔ ایک ہزار بیضہ طلائی (چالیس چالیس مثقال وزن کے) سالانہ خراج کے طور پر ادا کرنے کا وعدہ کیا (سکندر کی ولادت

۱۔ یہ واقعہ بھمبور (سندھ) کے راجا کی بیٹی سسی سے ملتا جلتا ہے۔

کی روایت فردوسی کے مطابق ہے) سکندر تخت نشین ہوا تو اس نے خراج بند کر دیا۔ جنگ میں دارا مارا گیا۔ دارائے اصغر نے چودہ برس حکومت کی۔ (۱)

فردوسی نے لکھا ہے کہ سکندر نے ہندوستان کا عزم کیا' کید نام راجا کو شکست دی۔ اور اس کی مہ پارہ بیٹی سے شادی کی۔ پھر وہ قنوج کی طرف بڑھا۔ اور فوج ہندی کو شکست سے دوچار کیا۔ اب سکندر آب حیات کی چاہ میں عازم سفر ہوا اور نر و مادہ دو متکلم درخت دیکھے۔ ایک درخت نے سکندر کو اس کی قضا کے بارے میں بتلایا۔ یہ نہیں پتہ کہ یہ ذوالقرنین اکبر تھا یا سکندر رومی۔ تین برس بعد سکندر نے اپنا ملک بانٹا اور راہی ملک بقا ہوا۔ جن شہزادوں کی نوبت شاہی بہ دولت سکندر آئی انہیں اس کانیان اور طوائف الملوکی کہتے ہیں۔ ان کا زوال ساسان (جو نسل دارا سے تھا) کے باعث ہوا۔ بابک' دارا کی ساسان نامی جاریہ کا بیٹا تھا اس نے رے کے بادشاہ اردوان کو شکست دی اور آروشیر بابکان کے نام سے شہنشاہ ایران ہوا تیس برس سلطنت کی۔ اس کے بعد شاہ پور اس کا پور بدستور تخت نشین ہوا۔ اس نے تیس برس تین مہینے کے بعد دنیا سے سفر کیا۔ اس کے بعد نو مہینے ایک سال اسکا خلف سریر آرا ہوا۔ زاں بعد اسکا پسر بہرام تین برس تین مہینے قائمقام پدر رہا۔ اس کے بعد بہرام بن بہرام چار مہینے کار فرما ہوا۔ اس کے بعد ذوالکناف نے ستره برس حکومت کی۔ پھر آردشیر چار مہینے دس برس سلطنت پر دسترس ہوا۔ اس کے بعد شاہ پور آردشیر کی باری آئی۔ اسنے پانچ برس بادشاہی کی۔ پھر بہرام بن شاہ پور نے پندرہ برس حکمرانی کی۔ پھر نوشیروان عادل سینتالیس برس صاحب تاج تخت رہا۔ اس کے بعد چھ مہینے ایک سال آردشیر کار فرما ہوا۔ پھر چار مہینے توران دخت نے سلطنت کا کام کیا۔ اس نے سو برس ایک دن سلطنت کی۔ فردوسی نے یہیں تک لکھا ہے۔

۱۔ دارا کو دارائے کبیر اور دارائے صغیر بھی کہتے تھے۔

ہندوستان

بھارت کا قدیم ترین ادب دو حصوں میں منقسم ہے۔ پہلے حصے کا تعلق ویدی ادب (رگ وید اور اس سے متعلق لٹریچر) یا دور سے ہے۔ جس کی تخلیق و تصنیف میں کئی صدیاں صرف ہوئیں۔ اور اس کی نوعیت خالصتاً مذہبی ہے۔ دوسرا حصہ سنسکرتی ادب یا دور پر مبنی ہے۔ یہ وہ حصہ یا دور ہے جو بعض محققین کے نزدیک ۵۰۰ ق م اور بعض کے خیال میں ۲۰۰ ق م سے ۱۰۰۰ ع تک جاری رہا۔ اس عرصے کا پورے کا پورا ادب خالص سنسکرت زبان میں ہے اور اسی مناسبت سے سنسکرتی ادب کہلاتا ہے۔ یہ سنسکرتی ادب' ویدی ادب کی صورت مکمل طور پر مذہبی تو نہیں البتہ اس میں کہیں کہیں مذہبی رنگ اور پندو نصائح ضرور موجود ہیں۔ مہا بھارت اور رامائن ایسی منظوم رزمیہ' رومانی کہانیاں اور سنسکرت کے مہان کوی اور ڈراما نگار کالی داس کے **سکنتلا** ' اروسی' رگھوونس اور میگھ دوت وغیرہ نام کے ڈرامے اسی سنسکرتی ادب کا جزو ہیں۔ مہا بھارت اور رامائن رزمیہ ہونے کے باوجود اخلاقی نکات اور شعرو سخن میں بے مثال ہیں۔ مشہور دانش ور ولیم کے خیال میں دونوں رزمیہ نظمیں ۵۰۰ ق م سے قبل کی نہیں۔ رامائن کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ یہ تیسری صدی ق م کے آغاز اور مہا بھارت بعد میں خلق ہوئی۔ ابن حنیف نے اپنی تصنیف بھارت میں جدید ماہرین کی تخلیق کی روشنی میں مہا بھارت کی تاریخ ۳۰۰ ق م تا ۳۰۰ ع۔ رامائن ۲۰۰ ق م تا ۲۰۰ ع متعین کی ہے یا پھر مہا بھارت اور رامائن دونوں ۴۰۰ ق م تا ۴۰۰ ع کے دوران ظہور پزیر ہوئیں۔

مہا بھارت

مہا بھارت میں مختلف شعرا نے مختلف اوقات میں خوبصورت اضافے کئے ہیں۔ ان خوبصورت اور دلکش اضافوں میں پندونصائح اور روایتی قصے کہانیاں شامل ہیں۔ ابتدا میں چونکہ تحریر و تسطیر کی آسانیاں میسر نہ تھیں اس لئے رامائن اور مہا بھارت کے مختلف حصے مختلف اوقات میں وقتاً فوقتاً زیر تحریر آئے۔ بھگوت گیتا (۱) نل کا قصہ اور بعض دوسری کہانیاں بھی بعد کی تخلیق ہیں۔ اسی طرح ہری ونس (۲) جسے مہا بھارت ہی کا حصہ قرار دیا جاتا ہے' بعد کی کوشش ہے۔ مہا بھارت کی بہت سی کہانیاں اور قصے' ویدی کرداروں سے متعلق اور قدیم تر ہیں۔ رام کی کہانی جس پر رامائن کی اساس پڑی ان ہی میں سے ایک ہے۔ ہندو عقیدہ کے مطابق مہا بھارت الہامی کتاب ہے۔ ویدوں کا مترتب کرشن دوائے پاین (ویاس) (Krishna Dwaipayana) اس کا تخلیق کار ہے۔ جس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ اس نے یہ نظم اپنے شاگرد "وے سم پاین (Vaisampayana) کو ازبر کرائی تھی اور پھر اسی شاگرد نے ایک تیوہار کے موقعہ پر اسے گا کر راجا جنم جایا کے حضور پیش کیا تھا۔

(کلاسیکل ڈکشنری آف ہندو مائتھالوجی ص ۱۸۳)

مہا بھارت درج ذیل اٹھارہ کتب (حصوں) پر محیط ہے۔

۱۔ پہلی تعارفی کتاب میں دونوں خانوادوں (کورو' پانڈو) کا شجرہ نسب' دھرت راشٹر اور پانڈو کی فطرت ان کی شادیاں' بیٹوں کی پیدائش' دونوں بھائیوں کی اولاد میں باہمی عنادو رقابت اور شرط پوری کر کے دروپدی کو جیتنے کا بیان ہے۔

۲۔ دوسری کتاب میں یدھشٹر کے سلطنت کھو دینے پر ہستاپور میں راجکماروں کا اجتماع اور پانڈوؤں کی جلاوطنی کا تذکرہ ہے۔

۳۔ تیسری کتاب میں جنگل میں پانڈوؤں کی رہائش دکھائی گئی ہے۔ یہ کتاب سب سے طویل ہے۔ اسی میں رامائن کا خاکہ موجود ہے اور نل کا قصہ بیان ہوا ہے۔

۴۔ چوتھی کتاب میں پانڈوؤں کی تیرہ سالہ جلا وطنی کے دوران مختلف مہمات کا اذکار ہے۔

۵۔ فریقین کی حربی اور جنگی تیاریوں کا بیان ہے۔

۶۔ چھٹی کتاب میں بھیشم کی زیرِ کمان کوروؤں کی افواج کی رزم آرائی کا حال ہے۔

۷۔ درون (بھیشم کا بہنوئی۔ بھیشم کی موت کے بعد کوروؤں کی فوج کا سپہ سالار) کی سپہ سالاری میں کوروؤں کی سپاہ کا حال بیان ہوا ہے۔

۸۔ کرن (۳) کی سپہ سالاری اور ارجن کے ہاتھوں اس کی موت۔

۹۔ سلیا (۴) کی سپہ سالاری کا ذکر چلا ہے۔

۱۰۔ اس کتاب میں رات کا تذکرہ ہے جب باقی ماندہ تین کورو' پانڈوں کے فوجی کیمپ پر حملہ کرتے ہیں۔

۱۱۔ گیارھویں کتاب میں مہارانی گندھاری اور دوسری خواتین اپنے لواحقین کے لئے بین کرتی ہیں۔

۱۲۔ مہا بھارت کا یہ انگ (یدھشٹر کی تسلی کی خاطر) راجاؤں اور حکمرانوں کے اخلاق و فرائض کے بارے میں بھیشم (۵) کے پند آموز طویل خطبے پر مبنی ہے۔

۱۳۔ تیرھویں کتاب یا حصے میں بھیشم کا باقی ماندہ خطبہ اور اس کی موت کا بیان ہے۔

۱۴۔ اس کتاب میں یدھشٹر اسوامیدھ یعنی گھوڑے کی قربانی کی رسم ادا کرتا ہے۔

۱۵۔ دھرت راشٹر گندھاری اور کنتی کی جنگلوں میں گوشہ نشینی اور آخر میں جل مرنے کا بیان ہے۔

۱۶۔ کرشن (۶) اور اس کے بھائی بلرام (۷) کی موت۔ کرشن کے دارالسلطنت دوارکا (دروازوں کا شہر) کی سمندر میں غرقابی (۸) اور کرشن کی یادیو

نامی قوم کی باہمی لڑائی میں تباہی۔

۱۷۔ اس کتاب میں یدھشٹر کی راج سنگھاسن سے دستبرداری اور بھائیوں کی سعیت میں میرو چوٹی پر واقع اندر کے سورگ میں جانے کے لئے کوہ ہمالیہ کی جانب روانگی۔

۱۸۔ آخری کتاب میں یدھشٹر اس کے بھائی اور ان کی بیوی دروپدی سورگ میں داخل ہوتے ہیں۔

مہا بھارت کا قصہ

(اس کا بڑا موضوع کورو پانڈوں کے مابین عظیم جنگ ہے) بھرت کی اولاد میں سے ایک راجا تھا۔ جس کا نام سانتنو تھا۔ سانتنو کا سانتون بیٹا بھیشم کے نام سے مشہور تھا۔ بھیشم سے اجازت لے کر سانتنو' ستیاوتی سے شادی کر لیتا ہے۔ جس سے چترا نگد اور وچتر نامی دو بیٹے پیدا ہوتے ہیں۔ اس کے یہ دونوں بیٹے بے اولاد مر جاتے ہیں۔ اب ستیاوتی' کرشن دوائے پاین ویاس کو بلا کر کہتی ہے۔

کہ وہ اپنے نصف بھائی **وچتر** (۹) کی امیکا اور امبا لیکا نامی دورانیوں سے تخت کا وارث پیدا کرے۔ ویاس ان دنوں جنگل میں رہتا تھا اور جنگل کی کڑی زندگی نے اس کی صورت مسخ کر دی تھی۔ دونوں رانیوں نے اسے دیکھا تو سہم گئیں۔ بڑی نے ڈر سے آنکھیں موند لی تھیں۔ چنانچہ اس کی کوکھ سے اندھا بیٹا دھرت راشٹر پیدا ہوا۔ چھوٹی رانی خوف سے زرد پڑ گئی تھی اس لئے اس کے بیٹے کا نام پانڈو (زرد) پڑا۔ دھرت راشٹر چونکہ اندھا تھا۔ اس لئے امور سلطنت پانڈو کو تفویض ہوئے اور جب ایک سراپ (بددعا) کی بدولت پانڈو کو جنگل میں جانا پڑا۔ تو راج پھر دھرت راشٹر کے حصے میں آیا۔ پانڈو کی دو رانیاں تھیں۔ ایک کنتی اور دوسری مادری۔ کنتی سے یدھشٹر (جنگ میں مستقل مزاج) بھیم (خشمناک) ارجن (درخشاں) اور مادری سے نکل اور سدیو پیدا ہوئے جو جڑواں تھے۔ حقیقتاً یہ پانچوں بھائی دیوتاؤں کی اولاد تھے (۱۰) جن میں سے ارجن (مہا

بھارت کا نمایاں ترین کردار) آسمان کے دیوتا اندر کا سپوت تھا۔ ہستاپور (۱۱) کے اندھے راجا یعنی دھرت راشٹر کی مہارانی گندھاری نے سو بیٹوں اور ایک بیٹی کو جنم دیا۔ (۱۲) ان میں دریودھن (ناقابل تسخیر) سب سے بڑا تھا۔ یہ سوراجکمار اپنے جد امجد کی مناسبت سے کورو کہلائے۔ کورو اپنے چچا زاد پانڈوں سے شدید نفرت کرتے تھے۔ اور جب دھرت راشٹر نے یدھشٹر کو اپنا وارث مقرر کیا تو کوروں کے دل میں حسد کی آگ بھڑک اٹھی۔ چنانچہ یدھشٹر نے پانڈوں کو ہستاپور سے دور بھیج دیا۔ دریودھن نے وہاں بھی انھیں زندہ جلانے کی کوشش کی لیکن وہ بچ گئے۔ ان ہی دنوں ارجن نے ایک بھاری کمان جھکا کر سوئمبر میں پنچالا کی راجکماری دروپدی کو جیت لیا اور اس طرح وہ پانچوں بھائیوں کی بیوی بن گئی۔

اس کے بعد دھرت راشٹر نے پانڈوں کو بلا کر دریودھن اور یدھشٹر کے بیچ نصف نصف سلطنت تقسیم کر دی۔ زاں بعد دریودھن نے کمال عیاری سے یدھشٹر کو جوا کھیلنے پر مائل کیا اور دروپدی سمیت ان کی سلطنت جیت لی۔ ہارنے پر یدھشٹر (شرط کے مطابق) اپنے بھائیوں سمیت بارہ سال کے لئے جنگلوں میں چلا گیا۔ تیرہ سال بعد واپس آ کر جب یدھشٹر نے اپنی سلطنت کا مطالبہ کیا تو دریودھن نے صاف انکار کر دیا۔ اس پر فریقین کے مابین کورو کشیتر کے میدان میں مہا بھارت نامی عظیم جنگ لڑی گئی۔ جو اٹھارہ دن جاری رہی۔ اس جنگ میں ہند بھر کے راجاؤں، مہاراجوں اور سورماؤں نے حصہ لیا۔ خوب مقابلہ و مقاتلہ ہوا۔ مشہور ہے کہ اس قدر سپاہ کی بہتات اور افواج کی کثرت کسی لڑائی میں نہیں ہوئی اور نہ ہو گی۔ نہ اگلوں نے دیکھی نہ پچھلے دیکھیں گے۔

اس جنگ میں مقتولین کے اتنے ہتھیار گرے کہ رن بھومی میں آہنی پہاڑ بن گئے۔ زیوروں کی بھی اتنی بہتات تھی کہ قطعے وہاں کی زمین کے گنگا جمنی ہو گئے۔ گھوڑوں، ہاتھیوں اور اونٹوں کے علاوہ طرفین کے اٹھانوے لاکھ، اڑتالیس ہزار، ایک سو ساٹھ سوار پیادے کھیت رہے۔ محض گیارہ آدمی بچے۔

پانچ پانڈو بھائی اور چھ اور شخص۔

(مہا بھارت کی طرح پاتال کے دیوتا بران (برطانیہ) اور شاہ آئرلینڈ میتھلکس کی افواج کے درمیان لڑی جانے والی جنگ میں بھی سب فوجی مارے جاتے ہیں اور انگلینڈ کے صرف سات سپاہی بچتے ہیں۔ یہی ساتوں سپاہی قریب المرگ بران کے ایما پر اس کا سر کاٹ کر انگلینڈ لے جاتے ہیں اور وائٹ ماؤنٹ میں فرانس کی طرف رخ کر کے دفن کر دیتے ہیں)

اس ہولناک جنگ کے بعد پانچوں پانڈو بھائی ہستا پور لوٹ آئے۔ ادھر اندھے بوڑھے دھرت راشٹر نے بیٹوں (کوروؤں) کی جدائی میں دل برداشتہ ہو کر محلات کو چھوڑ دیا اور اپنی بیوی گندھاری' پانڈوؤں کی ماں کنتی اور چند وزراء کے ساتھ جنگلوں میں رہائش اختیار کر لی اور پھر دو سال بعد جنگل میں آگ لگ جانے کے باعث ساتھیوں سمیت زندہ جل مرا۔

اب پانڈوؤں کا دل بھی دنیا سے اچاٹ ہو گیا تھا۔ چنانچہ وہ بھی دروپدی سمیت شہر سے نکل کر میرو نامی چوٹی پر واقع دیوتا اندر کے سورگ میں جانے کے لئے کوہ ہمالیہ کی طرف چل دئے۔ اس وقت ایک کتا بھی ان کے ساتھ تھا۔ راستے میں اپنی اخلاقی کوتاہیوں کے باعث یدھشٹر کے سوا سب ایک ایک کر کے دم توڑ گئے۔

سب ساتھ چھوڑ گئے تو یدھشٹر کتے کی رفاقت میں تنہا چلتا رہا۔ یہاں تک کہ وہ سورگ کے دہانے پر پہنچ گیا۔ دیوتا اندر نے اسے سورگ میں آنے کی دعوت دی۔ لیکن اس نے انکار میں سر ہلا دیا اور کہا کہ وہ اپنے بھائیوں اور دروپدی کے بغیر سورگ میں داخل نہیں ہو گا۔ اس پر اسے یقین دلایا گیا کہ وہ سب پہلے ہی سورگ میں موجود ہیں۔ اندر کا دوستانہ اصرار پہلے تو بے اثر ثابت ہوا۔ پھر یدھشٹر اپنے کتے کے ساتھ سورگ میں داخل ہوا۔ لیکن جب وہاں اس نے دریودھن اور اپنے دشمنوں کو دیکھا تو وہاں سے نکل کر نرگ کی بھیڑ بھاڑ میں گھس گیا ہولناک مناظر اور آہ و بکا کرتے گناہگاروں کو دیکھ کر وہ یہاں سے بھی

نکل جانا چاہتا تھا کہ دوستوں کی جانی پہچانی اور مانوس آوازوں کو سن کر اس کے قدم رک گئے۔ اور یوں دشمنوں کے ساتھ سوُرگ میں رہنے کی بجائے۔ اس نے دوستوں کے سنگ نرگ میں رہنا پسند کیا۔ یہ عظیم آزمائش اور مناظر حقیقتاً اس کے تصور کا رد عمل تھے۔ زاں بعد یدھشٹر اس کے بھائی اور دروپدی' اندر کی معیت میں ہنسی خوشی سوُرگ میں براجمان کرنے لگے۔

مہا بھارت کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ مہا' بزرگ کو کہتے ہیں۔ اور بھارت کے معانی جنگ کے ہیں۔ چونکہ اس رزمیہ میں دنیا کی عظیم ترین جنگ کا بیان ہے۔ اس لئے مہا بھارت اس کا نام پڑا۔ اس نام کی دوسری وجہ یہ بتائی جاتی ہے کہ پانڈو اور کورو بھارت کی اولاد میں سے تھے اور وہ راجا (بھارت) بہت ہی مہان تھا۔ ہفت اقلیم اس کے تصرف میں تھیں۔ لہٰذا یہ اسکے نام سے موسوم ہوئی۔

(کلاسیکل ڈکشنری آف ہندو مائتھالوجی ص ۱۸۴ تا ۱۹۰)

رامائن

مہارشی والمیکی رامائن کا لکھاری ہے۔ ویدی نظریئے کی رو سے اس نے دیکھا یعنی رامائن کے اپنے تحریر کردہ بعض سین میں وہ خود بھی موجود رہا یا حصہ لیا۔ بن باس کے دنوں میں والمیکی نے چند کوٹ کے مقام پر سیتا کو اپنی جھونپڑی میں ٹھہرایا۔ اور اس کے دونوں بیٹوں یعنی لو اور کش کو تعلیم دی۔ اس قدیم رامائن کے علاوہ بعد کے زمانے میں ویاس کی رقم کردہ "آدھیاتم رامائن" سامنے آئی۔ جس کے بارے میں خیال ہے کہ برہمنڈ پوران Purana) (Brahmanda (۱۳) کا ایک حصہ ہے۔ جس میں رام کو انسان کی بجائے محافظ اور نجات دہندہ دیوتا کے طور پر پیش کیا گیا ہے۔

رامائن پچاس ہزار سطروں پر مشتمل اور سات کانڈ (حصوں) مین منقسم ہے۔

۱۔ بالا کانڈ۔ رام کا بچپن

۲۔ ایودھیا کانڈ۔ ایودھیا (ایودھیا) کے سین اور راجا دسرتھ کے ذریعے رام کی جلاوطنی۔

۳۔ ارنیا کانڈ۔ جنگل۔ رام کا جنگل کا زمانہ اور راون کے ہاتھوں سیتا کا اغوا۔

۴۔ کش کندھیا کانڈ۔ اتحادی بندر۔ راجا سگریو کے دارالسلطنت کش کندھیا میں رام کا قیام۔

۵۔سندر کانڈ۔۔ دلکش انگ۔ رام اور اس کے اتحادیوں کی لنکا میں آمد۔

۶۔ یدھ کانڈ۔ جنگ کا انگ۔ راون سے جنگ' اس کی شکست اور ہلاکت' سیتا کی بازیابی' ایودھیا میں مراجعت اور راج سنگھاسن کا حصول۔ اسے لنکا کانڈ بھی کہا گیا ہے۔

۷۔ اتر کانڈ۔ آخری انگ۔ ایودھیا میں رام کی زندگی۔ سیتا کا دیس نکالا۔ لو اور کش کی ولادت۔ بیٹوں کی شناخت۔ دوبارہ سنجوگ۔ سیتا کی موت اور رام کی آکاش میں منتقلی۔

والمیکی کی رقم کردہ رامائن میں قصہ یوں چلا ہے۔

ایودھیا کا سورج بنسی خاندان کا راجا دسرتھ تین رانیوں کے ہوتے ہوئے بھی بے اولاد تھا۔ چنانچہ وہ بچے کے حصول کی خاطر اسوامیدھ (۱۴) نامی رسم ادا کرتا ہے۔ دیوتا اس قربانی کو شرف قبولیت بخشتے ہیں۔ وشنو دیوتا قربانی کی آگ میں سے نمودار ہو کر راجا کو ایک پیالے میں مشروب پیش کرتا ہے جسے پی کر تینوں رانیاں بچوں کی ماں بنتی ہیں۔ رانی کوشلیا سے رام' رانی کیکئی سے بھرت اور رانی سومترا کی کوکھ سے لکشمن اور ستروگھن پیدا ہوتے ہیں۔ چاروں بھائی ایودھیا میں جوان ہوتے ہیں۔ رام اور لکشمن' وشوامتر (۱۵) کی درخواست پر راکھشسوں کا صفایا کرتے ہیں۔ اسی دوران رام' دیوتا وشنو کی کمان دوہری کر کے راجا جنک کی حسین و جمیل بیٹی سیتا کو جیتتا ہے اور ایودھیا میں کامیاب و کامران لوٹتا ہے۔

ایودھیا میں رام کو راج پاٹ سونپنے کی تیاریاں کی جا رہی تھیں کہ بھرت کی ماں یعنی رانی کیکئی راجا دسرتھ سے اپنے بیٹے بھرت کو راجا بنانے کا وعدہ لے لیتی ہے چنانچہ رام کو چودہ برس کے لئے بنوں میں نکلنا پڑتا ہے۔ اس موقعہ پر سیتا اور لکشمن بھی رام کا ساتھ دیتے ہیں۔ اور رام کے اس بن باس میں عملاً شریک ہوتے ہیں۔ وہ دریائے گوداوری کے کنارے پہنچتے ہیں تو وہاں لنکا کے راجا راون (۱۶) کی بہن سرپ نکھا، رام پر عاشق ہو جاتی ہے۔ اس پر لکشمن (لچھمن) اس کے کان اور ناک کاٹ لیتا ہے۔ وہ چیختی چلاتی اپنے بھائی راون کے پاس پہنچتی ہے۔ جواب میں راون جنگل میں جا کر سادھو کے بھیس میں سیتا کی کٹیا پر صدا لگاتا ہے۔ سیتا خیرات دینے کو باہر نکلتی ہے تو راون زبردستی اسے اٹھا کر اپنے اڑن رتھ میں لنکا لے آتا ہے۔ آزمائش کی اس گھڑی میں بندروں کا راجا سگریو (۱۷) رام کی مدد کرتا ہے۔ چنانچہ رام سگریو کی افواج اور بندروں کے سردار ہنومان کی اعانت سے راون کو ہلاک کر کے سیتا کو آزاد کرا لیتا ہے۔ سیتا اپنی بے گناہی کے ثبوت میں آگ میں نہاتی ہے۔

رام ایودھیا میں آتا ہے تو بھرت ایودھیا کی حکومت اس کے سپرد کر دیتا ہے۔ رام سیتا کی طرف سے مطمئن تھا۔ لیکن پھر درباریوں کے کہنے سننے پر وہ سیتا کی پاکیزگی پر شک کرنے لگتا ہے اور اسے محلوں سے نکال دیتا ہے۔ سیتا جنگلوں میں نکل جاتی ہے اور ایک بزرگ والمیکی کے پاس رہنے لگتی ہے۔ یہیں اس کے دونوں بیٹے کش اور لو پیدا ہوتے ہیں۔ پندرہ سال کی عمر میں یہ دونوں بھائی ایودھیا پہنچتے ہیں تو رام انھیں پہچان لیتا ہے اور سیتا کو واپس آنے کی دعوت دیتا ہے۔ سیتا بھرے مجمع میں اپنی بے گناہی کا ثبوت دینا چاہتی ہے چنانچہ وہ دھرتی ماں سے التجا کرتی ہے۔ اس پر دھرتی پھٹ جاتی ہے اور سیتا اس میں غائب ہو جاتی ہے۔ اور یوں رام اپنی باوفا بیوی کو ہمیشہ کے لئے کھو دیتا ہے۔

سیتا کے بغیر رام کی زندگی اجیرن ہو گئی تھی۔ وہ ایک دن بڑی شان و شوکت سے دریائے سرا جو (Sarayu) (۱۸) کے کنارے پہنچتا ہے اور پانی میں اتر کر

الوپ (غائب) ہو جاتا ہے۔

(کلاسیکل ڈکشنری آف ہندو مائتھالوجی ص ۲۶۳ تا ۲۶۱)

میگھ دوت

سنسکرت کے مہاکوی کالی داس (۱۹) نے **سکنتلا** اور وکرم اروسی ایسے مشہور زمانہ ڈراموں کے علاوہ رگھوونس (۲۰) کمار سمبھاؤ (۲۱) رتو سنہار (۲۲) **میگھ دوت** ایسی کئی مشہور نظمیں بھی لکھیں (۲۳) **میگھ دوت** میں ایک جلا وطن یکش (۲۴) ایک رواں بادل کی خوشامد کر کے اس کے ذریعے اپنے دلی جذبات اپنی بیوی تک پہنچاتا ہے۔ سنسکرت میں میگھ بادل اور دوت پیامبر کو کہتے ہیں۔ چنانچہ میگھ دوت کا مطلب ہوا پیامبر بادل۔

میگھ دوت زیادہ طویل تو نہیں لیکن سنسکرتی ادب میں یہ مہاکوی کالیداس کی خوبصورت ترین نظم ہے' شاعرانہ تمثال آفرینی' جذبات و افکار کی فروزانی' عمدہ ترین منظر کشی' لطافت' روانی' برجستگی اور باوقار اور پر شکوہ اسلوب بیان کے اعتبار سے یہ بے مثال اور یکتا ہے۔ قصہ یوں چلتا ہے کہ میگھ دوت کے ہیرو یکش کو اپنی بیوی سے بے پناہ محبت ہے۔ یہاں تک کہ وہ اس کے والہانہ پیار میں اپنی فرائض منصبی تک کو بھول جاتا ہے۔ یکشوں کے بادشاہ کو یر کو جسے دھن پتی (دولت کا دیوتا) بھی کہا جاتا ہے۔ جب یکش کی اس کوتاہی اور کمزوری کا پتہ چلتا ہے تو وہ خفا ہو کر اس دل آویز نظم کے ہیرو یکش کو ایک سال کے لئے رام گری (۲۵) کے جنگل میں جلا وطن کر دیتا ہے۔ جہاں سے اس کی محبوب بیوی بہت دور یکشوں کے حکمران کی راجدھانی یعنی الکا نام کے شہر میں رہتی ہے۔ یکش اپنی بیوی سے دور ہو کر ہر وقت فرقت کی آگ میں جلتا رہتا ہے۔ ادھر خاوند کے بروگ میں یکش کی بیوی بھی آزردہ اور اداس رہتی ہے۔

ایک دن یکش نیلگوں آسمان میں ایک رواں بادل کو دیکھتا ہے تو وہ نذرانے کے طور پر ترو تازہ پھول اس کی خدمت میں پیش کرتا ہے اور بڑی منت سماجت

کے بعد اپنا پیغام اپنی بیوی تک پہنچانے کے لئے اسے آمادہ کرتا ہے۔ یکش پہلے اپنے شہر الکا کی خوبصورت اور دلکش انداز میں منظر کشی اور پھر کھولتے جذبات کے ساتھ اپنی بیوی کی خوبیاں اور محاسن بیان کرتا ہے۔ میگھ دوت اس کی باتوں سے متاثر ہو کر الکا شہر میں پہنچتا ہے۔ اس کی بیوی کا گھر تلاش کرتا اور یکش کا پیغام اسے پہنچاتا ہے۔ یکش کی بیوی اپنے پریمی کا محبت بھرا سندیس پاکر خوشی سے جھوم اٹھتی ہے۔ یکشوں کا حکمران کویر بھی یکش کا فرستادہ پیغام سن لیتا ہے اور جلاوطن یکش کی خطائیں معاف کر دیتا ہے۔ اور پھر دونوں میاں بیوی ہنسی خوشی رہنے لگتے ہیں۔

نل دمینتی (۲۶)

یہ مشہور قصہ مہابھارت کی تیسری کتاب یعنی بن پرب (۲۷) میں آیا ہے۔

جب پانچوں پانڈو بھائی کوروؤں کو جوئے میں سلطنت وغیرہ ہار کر تیرہ سال کے لئے بنوں میں نکل جاتے اور مارے مارے پھرتے ہیں تو ان کی ملاقات بری ہد شو نامی ایک رشی سے ہوتی ہے۔ ید ھشٹر اس رشی کو اپنی بپتا سناتا اور پوچھتا ہے کہ کیا اس روئے زمین پر ان سے زیادہ مصیبت زدہ اور کوئی راجا بھی ہوا ہے۔ پس وہ انھیں ایک ایسے راجا (نل) کی کہانی سناتا ہے جو ان سے زیادہ مصائب و آلام کا شکار ہوا اور جس نے تن تنہا ان سے زیادہ دکھ اٹھائے۔

ویرسین کا بیٹا نل شدھ کا راجا تھا۔ برہمنوں کا ہمدرد 'ویدازبر' دلیری اور مردانگی میں یکتا' اسی طرح ودربھ (بہار) دیس کا راجا بھیم بھی جنگ آزما اور باکمال تھا۔ ایک رشی کی دعا سے راجا بھیم کے ہاں تین بیٹے اور ایک بیٹی پیدا ہوئی۔ یہ بیٹی یعنی دمینتی جوان ہوئی تو اس کے حسن کی شہرت دور دور پھیل گئی۔ ایک دن دمینتی اپنی سکھیوں کے سنگ پھلواری میں ٹہل رہی تھی کہ چند ہنس آسمان سے اترے۔ دمینتی انھیں دیکھ کر بہت خوش ہوئی اور پھر ایک ہنس' راجکماری (دمینتی) کو کہنے لگا۔ " مجھے راجاؤں کے راجا نل نے نشدھ دیس سے

بھیجا ہے۔ وہ دیوتاؤں کا دیوتا' پرجا کا رکھوالا' سب سے سندر اور سب سے مہان ہے۔ کوئی چھتری اس کے برابر نہیں۔ اس نے اے راجکماری جب سے تیرے روپ سروپ کا سنا ہے۔ تیرا ہی ہو کر رہ گیا ہے۔"

دمینتی اپنی سکھیوں سے پہلے ہی نل کی تعریف سن چکی تھی۔ اب ہنس سے جو اس کی تعریف سنی تو آہیں بھرنے لگی۔ وہ ہنس یہاں سے اڑ کر نل کے پاس پہنچا اور اس سے دمینتی کے رنگ و روپ اور گنوں کی باتیں کرنے لگا۔ "اے بلوان راجا! مجھے تو یوں دکھائی دیتا ہے کہ مدن (۲۸) نے تیرے ہی من کو گھائل نہیں کیا۔ دمینتی کا نرم اور کومل کلیجہ بھی اپنے بس بھرے تیروں سے چھلنی کر دیا ہے۔"

راجا بھیم بہت بڑا راجا تھا۔ اس نے بڑی دھوم دھام سے اپنی بیٹی کا سویمبر رچایا۔ سویمبر کا سن کر بڑے بڑے راجا' مہاراجا آئے۔ راجا نل بھی رتھ میں چلا۔ ادھر اندر (۲۹) ورن (۳۰) اگنی (۳۱) اور یم (۳۲) بھی سویمبر میں شریک ہونے کو چلے۔ راستے میں ان دیوتاؤں نے نل کو روک کر کہا۔ "دمینتی کو کہنا کہ وہ ہم چاروں میں سے کسی ایک کو اپنا پتی چن لے۔ تم بے کھٹکے راج محل میں داخل ہو جانا۔ کوئی پہرے دار تمہیں نہیں روکے گا" اور پھر نل نے محل میں داخل ہو کر دیوتاؤں کا پیغام دمینتی تک پہنچا دیا۔ جواب میں دمینتی نے بھی کہہ دیا کہ وہ تو ہنس کی زبانی تعریف سن کر اسے پتی مان چکی ہے۔

دوسرے دن چاروں دیوتا' نل کے روپ میں سویمبر سبھا میں آ بیٹھے۔ دمینتی آئی تو اسے پانچ نل ایک ہی شکل و صورت کے نظر آئے۔ وہ بے حد پریشان ہوئی اور پھر ہار کر اس نے ان ہی دیوتاؤں سے مدد مانگی۔ اے گگن کے باسیو! میں تو نل کو بہت پہلے پتی مان چکی ہوں اور میرے مقدر میں دیوتاؤں نے بھی یہی لکھا ہے۔ پس اپنی اصل صورتیں اختیار کر لو۔ اور نل کو مجھ پر ظاہر ہونے دو"۔

دیوتاؤں کو دمینتی پر ترس آ گیا تھا۔ انھوں نے اپنی اصل صورتیں اختیار کر

لیں اور پھر دمینتی نے خوبصورت پھولوں کا ہار نل کے گلے میں ڈال دیا۔

سب نے نل کو مبارکباد دی۔ اور دیوتا کے حکم پر اپسرائیں ان دونوں پر پھول برسانے لگیں۔ ساتھ ہی دیوتاؤں نے ان کی مدد کا وعدہ بھی کیا۔ نل اور دمینتی ہنسی خوشی دن گزار رہے تھے۔ ان کے ہاں ایک بیٹا اندر سین اور ایک بیٹی اندر سینا پیدا ہوئی۔ کالی (۳۳) دمینتی کے سویمبر میں تاخیر سے پہنچا تھا۔ اسے نل اور دمینتی کی شادی کا پتہ چلا تو اس نے طیش میں آ کر دمینتی سے بدلہ لینے کا تہیہ کیا۔

ایک دن نل پاؤں دھوئے بغیر پوجا کو بیٹھا تو کالی اس کے جسم میں گھس بیٹھا۔ اور نل کے بھائی پشکر کے پاس جا کر اسے جوا کھیلنے پر اکسانے لگا۔ کالی نے پانسے پر جادو کر دیا تھا۔ چنانچہ نل اپنا سب کچھ یہاں تک کہ راج پاٹ بھی ہار گیا۔ پشکر نے اس کا سب کچھ چھین لیا تھا۔ اب راجا نل اور دمینتی دونوں ایک چادر میں اپنے جسم کو چھپا کر راج محل سے نکلے۔ جنگل میں پہنچ کر نل نے پرندے پکڑنے کو چادر ان پر پھینکی تو پرندے چادر لے اڑے۔ اس کے بعد نل نے دمینتی کو اس کے میکے بھیجنا چاہا تو اس نے جانے سے انکار کر دیا۔ اس پر نل اسے سوتا چھوڑ کر رات کی تاریکی میں ایک طرف نکل گیا۔ دمینتی مجبوراً اپنے میکے چلی گئی۔ جہاں اس کے دونوں بچے پہلے ہی موجود تھے۔

نل دمینتی کو چھوڑ کر آگے چلا تو اسے جنگل میں ایک جگہ بھڑکتی ہوئی آگ دکھائی دی۔ جس میں ایک سانپ (Karkotaka) (۳۴) گھرا ہوا تھا۔ سانپ نے التجا کی تو راجا نل نے اسے آگ سے بچا لیا۔ راجا نل چند قدم ہی چلا تھا کہ سانپ نے اسے ڈس لیا جس سے نل کا قد چھوٹا اور رنگ سیاہ پڑ گیا۔ سانپ کہنے لگا۔ میں نے ڈس کر تیری صورت اس لئے تبدیل کر دی تاکہ تجھے کوئی پہچان نہ سکے اور تیرے اندر جو گھسا بیٹھا ہے' میرے زہر کے باعث تجھے چھوڑ کر چلا جائے۔ اب تو ایودھیا (۳۵) کے راجا رتوپرن کے پاس جا اور گنت بدیا (علم ریاضی) سیکھ۔ اسی صورت تو اپنے بھائی کو ہرا سکے گا اور ہاں یہ کپڑے بھی لے۔

جب تو انہیں پہنے گا اپنے اصل روپ میں آجائے گا۔

اس کے بعد راجا نل نے رتوپرن کے رتھ بانوں میں شامل ہو کر اس سے گنت بدیا اور جوئے کے جوڑ توڑ سیکھے۔ پھر دمینتی کو لے کر شدھ دیس پہنچا۔ اپنا راج جیتا اور دمینتی کے ساتھ ہنسی خوشی رہنے لگا۔

درج ذیل دونوں کہانیوں کا تعلق بھی مہا بھارت سے ہے۔

راجا پیرک شٹ

راجا پیرک شٹ (۳۶) کو شکار کا بہت شوق تھا۔ ایک دن وہ زخمی غزال کے تعاقب میں بہت دور نکل گیا۔ وہ تھک گیا تھا اور پیاس سے اس کا برا حال تھا۔ وہ پانی کی تلاش میں لاشعوری طور پر ایک جتی ستی سادھو کی کٹیا میں جا پہنچا جو خاموشی سے ایک تخت پر بیٹھا عبادت میں مصروف تھا۔ سادھو کے بیٹے کو راجا کا یوں چلے آنا برا لگا۔ اور اس نے راجا کو سراپ دیتے ہوئے کہا کہ **تکشک** کا زہر اسے ایک ہفتہ کے اندر جلا کر مار ڈالے گا۔

راجا نے اپنی موت کی خبر سنی تو جھیل میں ایک اونچے ستون پر محل بنوا کر اس میں چھپ گیا۔ تکشک محل کے محافظوں کو دھوکا دینے میں کامیاب ہو گیا تھا۔ اس نے اپنے چند سانپوں کو رمتے جوگیوں کے بھیس میں جل، پودوں اور پھولوں کے ساتھ راجا کی خدمت میں بھیجا۔ راجا نے یہ نذرانہ قبول کر لیا۔ پھر راجا نہ اپنے وزرا اور رفقاء کو پھل کھانے کی دعوت دی پھل کاٹے گئے تو ان میں سرخ تانبے کی طرح کا ایک ننھا سا کیڑا برآمد ہوا۔ اس کیڑے کی آنکھیں سرخ تھیں۔ راجا نے یہ کیڑا اٹھا لیا۔ "سورج غروب ہونے کو ہے۔ اب مجھے موت کا کوئی خوف نہیں"۔ راجا نے کیڑا گردن پر چھوڑ دیا۔ یہ ننھا کیڑا تکشک تھا۔ اس نے راجا کو اپنے کنڈلوں میں جکڑ لیا۔ اور خوفناک آواز میں پھنکارنے لگا۔

راجا کو یوں بے بس دیکھ کر درباری افسردہ ہو گئے اور رونے لگے اور پھر

ککشک کی دہشتناک پھنکاروں سے ڈر کر بھاگے۔ بھاگتے بھاگتے انھوں نے رینگنے والے ایک جانور کو فضا میں بلند ہوتے دیکھا۔ سانپوں کا بادشاہ ککشک سرخ کنول کی طرح تھا۔ آسمان کی پیشانی پر دور تک دلہن کی مانگ کی صورت سیدھی' ایک روشن لکیر کھینچی تھی۔ بادشاہ مر کر سیاہ پڑ گیا تھا۔ جیسے اس پر کوئی بجلی گری تھی۔ ادھر راج محل دھڑا دھڑ جلنے لگا۔

درباریوں نے راجا کا کریا کرم کیا اور اس کے جنم جایا نامی بچے کو اپنا راجا چن لیا۔

(نیو لیروزے انسائیکلوپیڈیا آف مائتھالوجی ص ۳۴۰)

اتنکا اور کان کی بالیاں

ایک نوجوان برہمن طالب علم اتنکا کو کہا گیا کہ وہ بالیوں کا ایک جوڑا اپنے استاد کی بیوی کو دے آئے جو اسے راجا پریکشت کے بیٹے راجا جنم جایا کی مہارانی نے دیا تھا۔ ساتھ ہی اسے آگاہ کر دیا گیا کہ سانپوں کے بادشاہ ککشک سے ہوشیار رہے جو ایک طویل عرصے سے ان جڑاؤ زیوروں (بالیوں) کے پیچھے پڑا ہوا ہے۔

نوجوان برہمن بالیاں لے کر چلا۔ راستے میں اس نے ایک فقیر کو دیکھا جو کبھی سامنے آتا اور کبھی نظروں سے اوجھل ہو جاتا۔ اتنکا جلدی ہی ایک جگہ ٹھہر کر نہانے لگا۔ اس نے بالیاں زمین پر رکھ دی تھیں۔

فقیر دبے پاؤں بالیوں کی طرف بڑھا' انھیں اٹھایا اور بھاگ نکلا۔ اتنکا اشنان سے فارغ ہوا تو بالیاں غائب تھیں۔ اتنکا اندھا دھند دوڑا۔ اس نے چور کو دیکھ لیا تھا۔ وہ اس پر ہاتھ ڈالنا ہی چاہتا تھا کہ چور نے اپنا مستعار شدہ بہروپ بدلا اور سانپ بن کر ایک بل میں گھس گیا۔ اور یوں چالاک تکشک نے سانپوں کی سرزمین میں داخل ہو کر اپنے محل میں پناہ لی۔

اور پھر اتنکا کو مہارانی کے الفاظ یاد آئے۔ لیکن وہ تکشک تک پہنچے کیسے؟ وہ بل کو ڈنڈے سے ٹٹولنے لگا (راجا) اندر نے اسے مغموم دیکھا تو بجلی کے

کوندے کو اس برہمن کی مدد کے لئے کہا۔ بجلی کا کوندا نیچے اترا اور اس نے سوراخ میں گھس کر اسے پھاڑ ڈالا۔ اب راستہ صاف تھا۔ اتنکا اس میں اترنے لگا۔ سانپوں کی لامحدود دنیا میں چھوٹی بڑی بہت سی بستیاں تھیں۔ یہاں غلام گردشوں، برجیوں، محلات، اور معبدوں کی انتہا نہ تھی۔ یہ سب مختلف فن تعمیر کا نمونہ تھے۔ اتنکا نے ناگوں کی ستائش میں ایک بھجن گایا۔ وہ بھجن سے محظوظ تو ضرور ہوئے۔ لیکن جڑاو زیور انھوں نے واپس نہ کئے۔ اب اتنکا نے دھیان لگایا اور تصور میں سال اور موسموں کے شب و روز دیکھنے لگا۔ اتنکا نے اندر کو ایک گھوڑے پر دیکھا تو اس کی شان میں ایک مقدس گیت گایا۔ اندر خوش ہو کر اس کی مدد پر آمادہ ہو گیا۔ اتنکا نے کہا کہ ان تمام سانپوں کو میرے اختیار میں دے دو۔ اندر نے کہا میرے گھوڑے کے پٹھے پر سانس لو۔ اتنکا نے ایسا ہی کیا تو بجلیاں گھوڑے کے نتھنوں سے شعلے اور دھواں نکلنے لگا۔ سانپوں کی دنیا آگ اور دھوئیں کی لپیٹ میں آ گئی تھی۔ تکشک آتشیں شعلوں سے خوف زدہ ہو گیا اور اس نے جڑاؤ بالیاں واپس کر دیں۔ اب اندر نے اتنکا کو اپنا حیرت انگیز گھوڑا دیا۔ جس نے نوجوان برہمن کو پلک جھپکنے میں اس کے استاد کے گھر پہنچا دیا۔ وہ عین وقت پر گھر پہنچا تھا۔ اس نے مقررہ وقت پر اپنے استاد کی بیوی کے ہاتھ میں جڑاؤ بالیاں تھما دیں۔

(نیو لیروزے انسائیکلوپیڈیا آف مائتھالوجی ص ۳۴۰۔۳۴۱)

جاتک

جاتکوں کی صورت میں بھی لوک کہانیاں موجود ہیں۔ جاتک دراصل مہاتما بدھ کی جنم کتھائیں ہیں۔ جاتک کا لفظ ان کہانیوں کے لئے مختص ہے جن کا بدھی کے حصول سے قبل بدھی ستوا کے مختلف جسموں سے تعلق رہا تھا۔ ہر جاتک کے پس منظر میں ایک خاص عقیدہ کار فرما ہے۔ بدھ مت سے تعلق رکھنے والوں کا ان جاتکوں پر ایقان و ایمان ہے۔ ان کے نزدیک یہ علت و معمول کے اس سلسلے

کو ظاہر کرتے ہیں جو بدھی فلسفہ کے مطابق اشیاء کا ڈھانچہ مرتب کرتا ہے۔

بادشاہ' فاختہ اور باز کی کہانی

سیس کا راجا انتہائی سخی اور دیانت دار تھا۔ ایک دن راجا اندر اس کی دیانتداری اور سخاوت کا امتحان لینے کو ایک فاختہ (دیوتا) کے تعاقب میں باز بن کر چلا۔ خوف زدہ فاختہ اپنی جان بچانے کے لئے راجا کی آغوش میں دبک گئی۔ راجا نے تسلی دیتے ہوئے اسے کہا۔ اشوک (درخت) کے پھولوں ایسی آنکھیں رکھنے والے خوبصورت پنچھی! ڈرو نہیں۔ جو جانور میری پناہ میں آجاتے ہیں میں ہر صورت ان کا تحفظ کرتا ہوں۔ چاہے اس کوشش میں میری جان یا مملکت ہی کیوں نہ چھن جائے۔ اب باز نے راجا کو کہا "یہ میری محنت کا پھل اور خوراک ہے۔ میں بھوک سے نڈھال ہو رہا ہوں۔ اگر تمہیں فاختہ کی زندگی عزیز ہے تو کچھ میرا بھی خیال کرو۔ تم اگر اس پرندہ کی جان بچانا چاہتے ہو تو اتنے ہی وزن کا اپنا گوشت مجھے دے دو" راجا نے کہا۔ "ٹھیک کہتے ہو ترازو لاؤ" اب راجا نے اپنی ران کا گوشت کاٹ کر ترازو کے پلڑے میں رکھا۔ دوسرے پلڑے میں فاختہ تھی۔ محل میں کہرام مچا تھا۔ رانیاں وزرا اور نوکر چاکر سبھی آہ وزاری کر رہے تھے۔ یہ بے ہنگم شوریوں لگتا تھا جیسے ہجوم در ہجوم بادل گرج رہے ہوں۔ دریا دلی کے اس مظاہرے سے زمین لرز اٹھی تھی۔ فاختہ کا پلڑا جھکا ہوا تھا۔ راجا اپنی ٹانگوں' رانوں' بازوؤں' اور چھاتی کا گوشت کاٹ کاٹ کر پلڑے میں ڈالتا رہا۔ لیکن فاختہ کا پلڑا جھکتا ہی چلا گیا۔ راجا ہڈیوں کا پنجر ہو کر رہ گیا تھا۔ اب اس نے خود پلڑے میں بیٹھنے کا تہیہ کیا اور بیٹھ گیا۔

سازوں کی آواز سے تمام ماحول بھر گیا تھا۔ موسیقی کے مدھر تموج میں دیوتا نمودار ہوئے۔ انھوں نے غذائے ربانی میں راجا کا جسم بھگو دیا تھا۔ راجا کے تمام گھاؤ بھر گئے تھے۔ اب فضا میں سے پھول برسنے لگے۔ گندھرو اور اپسرائیں رقص کر رہی تھیں۔ اندر نے خدائی روپ میں ظاہر ہو کر نوید دی کہ مستقبل

میں سیس کا راجا بدھا کے روپ میں نمودار ہو گا۔

(نیو لیروزے انسائیکلوپیڈیا آف ماتھالوجی ص ۳۰۶)

حواشی

۱۔ بھگوت گیتا مترنم شبدوں میں ہے۔ زیادہ مکالمے کرشن کی زبان سے ادا ہوئے ہیں۔ اور ارجن کو فلسفیانہ عقاید سے روشناس کرانے کے بارے میں ہیں۔ ویشنو (Vaishnava) نام کے برہمن کو اس کا خالق بتایا جاتا ہے۔ کرشن بحیثیت دیوتا وشنو کی تجسیم ہے۔ لیکن بھگوت گیتا اور بعض دوسری جگہوں پر وہ مہان ہستی (فوق البشر) ہے۔ جو دو خاندانوں کی اس جنگ میں کسی کا ساتھ نہیں دیتا۔ البتہ ارجن کا رتھ بان بننے پر آمادہ ہو جاتا ہے۔ اس جنگ میں ارجن رشتہ داروں کے خلاف ہتھیار اٹھاتے ہوئے جھجکتا ہے۔ چنانچہ کرشن اسے سمجھاتا اور کہتا ہے کہ اسے کسی کا خیال کئے بغیر سپاہی بن کر اپنا فرض ادا کرنا چاہئے۔ آٹھ ہزار اشلوک پر مبنی اس کتاب کے تین حصے ہیں اور ہر حصے میں چھ ابواب ہیں۔

۲۔ ہری یا وشنو دیوتا کا شجرہ نسب جو ۱۶۳۴۷ اشعار پر مشتمل ہے۔

۳۔ کنتی اور سورج دیوتا کا سپوت' پانڈوؤں کا نصف بھائی۔ انگا (بنگال) کا راجا۔ ارجن کے ہلال نما تیر سے ہلاک ہوا۔ مرنے پر پانڈوؤں پر اس کی اصلیت ظاہر ہوئی۔

۴۔ پانڈو کی دوسری بیوی مادری کا بھائی۔ مدرا (بیاس اور چناب کا درمیانی علاقہ) کا راجا۔ کوروؤں کا اتحادی۔ مہا بھارت میں یہ سپہ سالار کرن کا رتھ بان تھا۔ کرن کے بعد فوج کی کمان اسے سونپی گئی۔ جنگ کے اٹھارھویں یعنی آخری دن یدھشٹر کے مقابلے میں مارا گیا۔

۵۔ کورو' پانڈوؤں کا چچا۔ ارجن نے تیروں سے اس کے جسم کو اس طرح بھر دیا تھا کہ دو تیروں کے درمیان دو انگشت خالی جگہ بھی جسم پر دکھائی نہیں دیتی تھی۔

۶۔ ایک شکاری' ہرن سمجھ کر تیر سے ہلاک کر دیتا ہے۔

۷۔ کرشن کا بڑا بھائی۔ مہا بھارت میں آیا ہے کہ دیوتا وشنو نے دو بال لئے۔ ایک سفید اور ایک سیاہ۔ اور پھر یہی دونوں بال بلرام اور کرشن بن گئے۔ بلرام گورا چٹا اور کرشن سیاہی مائل تھا۔ بلرام نے دریودھن اور بھیم کو گرز چلانے کی تربیت دی۔

۸۔ گجرات کے اس نگر کو ادھی نگری بھی کہتے ہیں۔ کرشن کی موت کے بعد سمندر نے اسے ہڑپ کر لیا تھا۔ ہندوؤں کے سات متبرک شہروں میں سے ایک۔

۹۔ ستیاوتی۔ سانتو کے ساتھ بیاہ رچانے سے قبل پراسر نای رشی کے بچے (ویاس) کی ماں بن چکی تھی اس لئے ویاس کو وچتر کا نصف بھائی کہا گیا ہے۔

۱۰۔ ہندو اور یونانی کلاسیکی کہانیوں میں خصوصاً اور دیگر قصوں میں بالعموم' اکثر شہزادے اور سورما دیوتا اور فانی خواتین کے ملاپ سے جنم لیتے ہیں۔

۱۱۔ ہاتھیوں کا شہر۔

۱۲۔ گندھارا کی راجکماری اور اندھے دھرت راشٹر کی بیوی۔ خاوند کی تقلید میں یہ بھی اپنی آنکھوں پر پٹی باندھے رکھتی تھے۔ ویاس کی برکتوں سے اس نے دو سال بعد گوشت کے ایک لوتھڑے کو جنم دیا۔ ویاس نے اس غیر متشکل لوتھڑے کے سو ٹکڑے کئے اور انہیں بہت سے مرتبانوں میں ڈال دیا۔ موزوں وقت پر ایک ٹکڑے سے دریودھن اور پھر ایک ماہ بعد باقی ماندہ ٹکڑوں سے ننانوے بیٹے اور ایک بیٹی پیدا ہوئی۔

مہا بھارت کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ مہا' بزرگ کو کہتے ہیں اور بھارت کے معانی جنگ کے ہیں چونکہ اس رزمیہ میں دنیا کی عظیم ترین جنگ کا بیان ہے۔ اس لئے مہابھارت اس کا نام پڑا۔ اس نام کی دوسری وجہ یہ بتائی جاتی ہے کہ پانڈو اور کورو بھارت کی اولاد میں سے تھے۔ اور وہ راجا (بھارت) بہت ہی مہان تھا۔ ہفت اقلیم اس کے تصرف میں تھیں۔ لہٰذا یہ اس کے نام سے موسوم ہوئی۔

۱۳۔ اے کلاسیکل ڈکشنری آف ہندو مائتھالوجی ص ۲۶۰۔

۱۴۔ اس رسم میں ایک خاص رنگ کے گھوڑے کی قربانی دی جاتی تھی۔ یہ رسم ویدی دور سے چلی آ رہی تھی۔ راجاؤں کا راجا ہی بچے کے حصول کے لئے یہ رسم ادا کر سکتا تھا۔ اس رسم میں بے اولاد مہاراجا کی مہارانی یا رانیوں کو بے سر کے گھوڑے (لاش) کے قریب رات گزارنا پڑتی۔

۱۵۔ ہندوؤں کے سات عظیم رشیوں میں سے ایک۔ یہ وہی رشی ہے جسے کالی داس کے ڈرامے **سکنتلا** میں مینکا نام کی اپسرا اپنے حسن کے دام میں الجھاتی اور اس سے **سکنتلا** کی ماں بنتی ہے۔

۱۶۔ راون کے دس سر اور بیس ہاتھ تھے۔ جو کٹنے پر دوبارہ نمودار ہو جاتے۔ راون اپنی قوت سے سمندروں میں ہلچل پیدا کر دیتا اور پربتوں کو ہلا کے رکھ دیتا تھا۔ اس سے دیوتا بھی تنگ تھے۔

۱۷۔ اس کے بھائی بالین نے اس سے تاج و تخت چھین لیا تھا۔ رام کی مدد سے یہ اپنی راجدھانی اکش کندھیا پر دوبارہ قبضہ کرتا ہے اور پھر اس کے صلے میں رام کا اتحادی بن

جاتا ہے۔

۱۸۔ Sarju or Gogra

۱۹۔ کالی داس کے عہد کے بارے میں اختلاف ہے۔ یہ بھی مشہور ہے کہ کالی داس اجین کے راجا وکرما دتیا کے نورتنوں میں سے تھا۔

۲۰۔ رگھوونس کا مطلب ہے رگھو کی نسل۔ رگھو' سوریہ خاندان کا حکمران اور رام کا پڑدادا تھا۔ اس نظم میں رام کی زندگی اور اس کے اب و جد کا تذکرہ ہے۔ (اے کلاسیکل ڈکشنری آف ہندو مائتھالوجی اینڈ ریلی جن ص ۲۰۲)

۲۱۔ کمار سمبھاؤ نظم میں جنگ کے دیوتا کی پیدائش کا بیان ہے ص ۱۷۰

۲۲۔ رتوسن ہار۔ رتوں کا چکر اے کلاسیکل ڈکشنری آف ہندو مائتھالوجی---- ص ۲۶۸

۲۳۔ اے کلاسیکل ڈکشنری آف ہندو مائتھالوجی ص ۲۰۸

۲۴۔ مافوق الفطرت مخلوق جو کویر کی خدمت پر مامور تھی۔ ان میں سے بعض اچھے اور بعض شیطان صفت ہوئے ہیں۔

۲۵۔ رام کی پہاڑی۔ شمالی ناگپور سے کچھ فاصلے پر ہے۔

۲۶۔ ہندو عقیدے کے مطابق اس کہانی کو سننے اور سنانے والے دونوں کے دکھ درد دور ہو جاتے ہیں اور مرادیں پوری ہو جاتی ہیں۔ صحت' دولت' اور طویل عمری کی نوید بھی دی گئی ہے۔ مہا بھارت میں بھی اسی عقیدے کا پرچار کیا گیا ہے۔

۲۷۔ بھارت ص ۵۶۲

۲۸۔ مدن کو پریم پتی بھی کہا جاتا ہے۔ اس کے زہر آلود تیروں سے انسان بچتا ہے نہ دیوتا۔

۲۹۔ آکاش کا دیوتا

۳۰۔ جل کا دیوتا

۳۱۔ آگ کا دیوتا

۳۲۔ موت کا دیوتا

۳۳۔ کالی۔ ہندوؤں کے سب سے برے زمانے کالی یگ کی شیطانی تجسیم۔ ہندوؤں نے زمانے کو چار یگ یا جگ میں تقسیم کر رکھا ہے۔ کرت یگ' ترتیا یگ' دواپگ' اور کل یگ آخری دور ہے۔ جس میں دنیا سے سچائی اور خلوص اٹھ جائے گا اور ہر سو پاپ کا اندھیرا ہو گا۔

۳۴۔ یہ سانپ' کرکوتک ناگ (نیم دیوتا) تھا۔ پاتال کے سب ناگوں کا حکمران۔ اس نے

ایک دفعہ نارد رشی کو دھوکا دیا تو اس نے شراپ (بد دعا) دیا کہ تجھے اب اس عذاب سے (آگ) سے راجا نل ہی آزاد کرائے گا۔

۳۵۔ اجودھیا۔ موجودہ اودھ

۳۶۔ Parikehit/Parikshit ہستاپور کا راجا۔ اسوتھامن نے اپنے ملکوتی ہتھیار کی مدد سے اسے اس کی ماں کے پیٹ ہی میں ہلاک کر دیا تھا۔ یہ مردہ پیدا ہوا۔ لیکن کرشن نے اسے زندہ کر دیا۔ Aswatthaman اسواتھامن۔ درون نامی برہمن کا بیٹا تھا۔ جس نے کورو پانڈو شہزادوں کو فنون حرب و ضرب میں تربیت دی اور اسی لئے وہ درون اچاریہ (استاد) کہلایا۔

دریودھن کے مہلک زخم اٹھانے پر' اسوتھامن کو کوروؤں کی سپاہ کا کمانڈر بنا دیا گیا تھا۔ اسوتھامن' پانڈوؤں کا بدترین دشمن تھا۔ چنانچہ ایک رات پانڈوؤں کے کیمپ میں چوری چھپے داخل ہو کر' اس نے اپنے دو ساتھیوں کی مدد سے پانڈوؤں کے پانچ چھوٹے بچوں (جو دروپدی کے بطن سے تھے) کو ہلاک کر دیا اور ان کے سر' دم توڑتے ہوئے دریودھن کو پیش کئے گئے۔

☆

چین

چین میں تین مختلف مذاہب ہیں۔ جن میں سے دو یعنی بدھ مت اور تاؤمت کے معابد اور پروہت ہیں۔ جبکہ تیسرے مذہب یعنی کنفیوشس مت (Confucius Fu-tze or K'ung Fu-tze) (۱) کے منادر تو موجود ہیں لیکن کاہن اور پجاری نہیں۔ چینیوں کی دیو مالا اگرچہ تینوں مذاہب کے عناصر پر بنی ہے۔ لیکن زیادہ تر دیوی دیوتا' تاؤ مت سے تعلق رکھتے ہیں۔ جن میں سے بیش تر دو معرف ناولوں یعنی سفر ہائے مغرب (Travels in the West) اور دیوتائی منصب پر دیوتاؤں کو فائز کرنے کی تقریب کی داستان (Romance of Investiture of Gods) کے ذریعے مشہور ہوئے۔ یہ دونوں ناول پندرھویں صدی عیسوی کی تصنیف ہیں۔ چین میں ان دیوتاؤں کی زیادہ تعظیم اور پرستش کی جاتی ہے جو انسان کو کچھ دیتے ہیں یعنی خوشی' دولت اور بچے وغیرہ۔ آسمان ان دیوتاؤں کا مسکن ہے۔ یہ دیوتا اکٹھے نہیں رہتے۔ ہر ایک کا اپنا الگ محل ہے۔ بلندی کے اعتبار سے آسمان کے بہت سے درجے ہیں۔ بعض ان کی تعداد نو اور بعض تینتیس بتاتے ہیں۔ انتہائی اہم دیوتا بلند ترین درجے میں رہتے ہیں۔ چین کے زیادہ تر دیوتا اپنی اصل کے لحاظ سے ملکوتی نہیں' انسان ہیں۔ اور حقیقت میں یہ وہ مرد ہیں جن کی مرنے کے بعد تعظیم اور پرستش کی جانے لگی ہے۔ ان ہی کے گرد ان کی اساطیر اور کہانیاں گھومتی ہیں۔

گوالا اور آسمانی دوشیزہ

ایک سادہ لوح گوالے کے باپ نے اس کے لئے ایک چھوٹا سا قطعہ اراضی اور اسے جوتنے کو ایک بیل ورثہ میں چھوڑا تھا۔ گوالا بالغ ہوا تو اس بیل (جو

یقیناً ایک جن تھا) نے اس کو کہا "آقا! اگر بلا معاوضہ خوبصورت بیوی چاہتے ہو۔ تو فلاں دن دریا پر چلے جانا۔ وہاں بہت سی دوشیزائیں کنارے پر اپنے کپڑے رکھ کر نہا رہی ہوں گی۔ تم ان میں سے کسی ایک کے کپڑے اٹھا کر بھاگ آنا اور کسی جگہ چھپا دینا۔ میں یقین دلاتا ہوں کہ اس صورت میں تمہیں ایک حسین و جمیل بیوی ضرور میسر آ جائے گی۔"

گوالے نے بیل کے مشورہ پر عمل کیا۔ یعنی وہ دریا پر پہنچا۔ کپڑے اٹھائے اور اپنے گھر کے پچھواڑے ایک پرانے کنویں میں انہیں چھپا دیا اور پھر کسی کا انتظار کرنے لگا۔ کچھ دیر بعد ایک حسین ہستی اپنے کپڑوں کو تلاش کرتی ہوئی وہاں پہنچ گئی۔ وہ ایک ملکوتی دوشیزہ تھی جو تفریح طبع کی خاطر' اپنی چند سہیلیوں کے ساتھ آسمان سے زمین پر نہانے چلی آئی تھی۔ وہ اپنے مخصوص لباس کے بغیر آسمانوں میں واپس نہیں جا سکتی تھی۔

گوالے نے اسے روک کر اس سے شادی کر لی۔ چند سال بعد ان کے یہاں پہلے بیٹا اور پھر بیٹی پیدا ہوئی۔ ایک دن ملکوتی دوشیزہ نے اپنے خاوند سے کہا۔ "اب تو ہمیں اکٹھے رہتے ہوئے کئی سال گزر چکے ہیں اور دو بچے بھی پیدا ہو گئے ہیں۔ اب تو بتا دیجئے کہ آپ نے میرے ملکوتی کپڑے کہاں چھپا رکھے ہیں"۔

گوالے نے اسے اس کنویں کے بارے میں بتا دیا جہاں اس نے کپڑے چھپائے تھے۔ ملکوتی ہستی نے وہ کپڑے وہاں سے نکالے اور انہیں پہن کر آسمانوں میں اڑ گئی۔

گوالے کو اس کے جانے کا بہت دکھ تھا۔ بن ماں کے بچے روتے تو وہ اور بھی اداس ہو جاتا۔ آخر کار وہ اپنے بیل کے پاس پہنچا اور اس سلسلے میں اس سے مشورہ مانگا۔

بیل نے کہا کہ اپنے دونوں بچوں کو دو ٹوکریوں میں ڈال کر' ان ٹوکریوں کو بانس کے دونوں سروں سے باندھ لو اور پھر اس بانس کو اس طرح اپنے کاندھے پر رکھو کہ دونوں ٹوکریوں میں توازن قائم رہے۔ اس کے بعد میری دم پکڑ کر

آنکھیں موند لینا۔ میں تمہیں آسمان پر لے جاؤں گا۔ جہاں تم اپنی بیوی سے دوبارہ مل سکو گے۔

وہ دونوں آسمان پر پہنچے تو گوالے نے جیڈ کی جلیل القدر ہستی (The August-Personage of Jade) کے حضور پیش ہو کر درخواست گزاری اور اپنی بیوی کا مطالبہ کیا۔ اس پر کنواری دوشیزا کو ڈھونڈ کر معاملہ کی چھان بین کی گئی تو گوالے کی باتوں کی تصدیق ہو گئی۔ چنانچہ گوالے کو لافانیت عطا کر کے ستارہ کا دیوتا بنا دیا گیا اور مغرب میں متعین کر دیا گیا۔

ملکوتی دوشیزہ مشرق میں تھی۔ انہیں ہر ساتویں دن ملنے کی اجازت تھی لیکن اس جوڑے نے غلطی سے یہ سمجھ لیا کہ انہیں سال کے ساتویں مہینے کے ساتویں دن ملنے کو کہا گیا ہے۔

ان دونوں کے درمیان دریا حائل تھا جسے بغیر پل کے وہ عبور نہیں کر سکتے تھے۔ چنانچہ اس دن تمام چتلے کوے درخت کی ایک ایک شاخ لے کر آسمان پر پہنچے اور ان دونوں کے ملنے کو دریا پر ایک پل بنا دیا۔

یہ کہانی تمام چین میں مشہور ہوئی۔ بہت سے شعراء نے اسے اپنا موضوع بنایا۔ شمالی چین میں تو وہ (شاعر) یہ بھی کہتے ہیں کہ ساتویں مہینے کا ساتواں دن بارش کے لئے مخصوص ہے۔ خصوصاً صبح کا وقت۔ کیونکہ اس روز گوالا اور ملکوتی دوشیزہ ایک دوسرے کو قریب پا کر خوشی سے رو پڑتے ہیں اور یوں ان کے آنسوؤں سے زمین پر بارش ہونے لگتی ہے۔

(نیو لیروزے انسائیکلوپیڈیا آف مائتھالوجی۔ ص ۳۸۶)

شکاری اور رعد (دیوتا)

ایک دن ایک شکاری، شکار کے تعاقب میں دور جنگل میں جا نکلا اور وہاں ایک تیز و تند طوفان کو دیکھ کر ششدر رہ گیا۔ برق پیہم کوند رہی تھی اور رعد مسلسل گرجے چلا جا رہا تھا۔ برق کی آب و تاب اور بادلوں کی گرج، ایک بلند و

بالا درخت کی چوٹی پر' جس کی شاخیں بہت اوپر اٹھی تھیں' منڈلاتی دکھائی دے رہی تھیں۔ یہ درخت شکاری سے زیادہ دور نہیں تھا۔ شکاری نے نگاہیں اٹھا کر دیکھا تو اسے چھوٹا سا ایک بچہ ہاتھوں میں جھنڈا تھامے دکھائی دیا۔ معمولی کپڑے کا یہ جھنڈا ایک چوبی ٹکڑے سے بندھا تھا۔ رعد کو قریب پا کر' بچے نے جھنڈا ہلایا تو رعد فوراً واپس لوٹ گیا۔

یہ بات عام ہے کہ رعد دیوتا' (Thunder) دوسرے دیوتاؤں کی طرح کثیف اور میلی کچیلی چیزوں کو انتہائی ناپسند کرتا ہے۔ خصوصاً کالے کتوں کا خون۔ بچے کو دیکھ کر شکاری فوراً جان گیا کہ یہ بد روح ہے اور رعد اسی لئے اس کا پیچھا کر رہا تھا۔ بدروح (شیطانی آتما) کا یہ جھنڈا کثیف چیزوں سے بنا تھا۔ چنانچہ شکاری نے ملکوتی کام کی مدد کو بندوق بھری اور فائر کر کے جھنڈے کو اڑا دیا۔ اور پھر درخت سے ٹکرایا۔ شکاری قریب ہی تھا۔ رعد کی لمس سے وہ بھی بے ہوش ہو کر گر پڑا۔ شکاری ہوش میں آیا تو تہہ شدہ ایک کاغذ اس کے سینے پر رکھا تھا "ملکوتی کام میں مدد دینے پر' تمہاری زندگی کے بارہ سال بڑھا دیئے گئے ہیں" اب اس نے درخت کی طرف دیکھا۔ سوختہ درخت کے نیچے ایک بہت بڑا گرگٹ' بچے کی حقیقی صورت میں' جھنڈے کے ساتھ' مرا پڑا تھا۔

(نیو لیروزے انسائیکلوپیڈیا ص ۳۸۳)

اژدہا خاتون

ایک ڈبہ جس میں اژدہا کا جھاگ بند تھا۔ تین سلطنتوں تک شاہی محل میں بند رہا اور پھر ایک دن وہ کھل گیا۔ ڈبہ کا کھلنا تھا کہ اس میں سے ایک اژدہا' چھپکلی کی صورت میں نمودار ہوا اور اس نے ایک کنواری دوشیزہ کو چھو لیا۔ نتیجتہً وہ ایک بچی کی ماں بن گئی۔ دوشیزہ نے چپ چاپ اس بچی کو جنم دیا اور اسے جنگل میں چھوڑ کر چلی آئی۔ بچی جنگل میں پڑی رو رہی تھی کہ ایک غریب آدمی اور اس کی بیوی اسے اٹھا کر اپنے گھر لے آئے اور پرورش کرنے لگے۔

ایک جادوگر نے پیش گوئی کی تھی کہ ایک خوبصورت خاتون سلطنت (Hea dynasty) کی تباہی کا باعث بنے گی۔ اس جادوگر کو بچی کے بارے میں علم ہو گیا تھا چنانچہ بچی کی تلاش شروع ہو گئی۔ ادھر بچی کے سوتیلے والدین کو پتہ چلا تو وہ بچی کو لے کر پاؤ کے علاقے میں چلے گئے اور بچی کو وہاں کے بادشا کے سپرد کر دیا۔ بچی جوان ہوئی تو ایک دلکش اور خوش آب و رنگ خاتون بن گئی اور پاؤ ژی (Pao Sze) کہلانے لگی۔ بادشاہ اسے بہت چاہتا تھا۔ جب اس کی کوکھ سے بچہ پیدا ہوا تو بادشاہ نے اسے اپنی ملکہ بنا لیا۔ اور پہلی ملکہ اور تخت کے وارث اس کے بیٹے کو نظرانداز کر کے اژدہا خاتون (نئی ملکہ) کے بیٹے پوہ فیوہ (Poh Fuh) کو وارث تخت قرار دیا۔

پاؤ ژی حسین اور خوش جمال تھی لیکن ہمیشہ ملول اور افسردہ رہتی تھی۔ مسکراہٹ نے کبھی اس کے لبوں کو چھوا تک نہ تھا۔ بادشاہ نے ہزاروں جتن کئے۔ لیکن ملکہ کے چہرہ پر خوشی کی صبح طلوع نہ ہوئی۔ ایک دن بادشاہ نے اپنی ملکہ سے کہا۔ "کیا میں تمہاری ہنسی کی آواز کبھی نہیں سن سکوں گا"

ملکہ نے آہ بھر کر کہا۔ "ہنسنے کے لئے مجھے نہ کہیے"

ایک دن بادشاہ نے خوبصورت ملکہ کی افسردگی اور اداسی کو دور کرنے کا یوں اہتمام کیا کہ چند درباری دربار میں داخل ہو کر' جھوٹ موٹ دشمن کی آمد کا اعلان کریں گے اور کہیں گے کہ بادشاہ سلامت کی جان خطرے میں ہے۔ اور پھر درباریوں نے اس پر عمل کیا۔ بادشاہ کیف و سرور میں ڈوبا ہوا تھا کہ چند درباری محل میں داخل ہو کر واویلا کرنے لگے کہ دشمن سرحد پر آ پہنچا ہے اور آپ ہیں کہ سرور مستی میں ڈوبے ہیں۔۔ اٹھئے! دشمن آپ کی جان کے درپے ہے۔

بادشاہ کے افسردہ چہرہ کو دیکھ کر اژدہا خاتون کھلکھلا اٹھی۔ وہ ہنسی تو بادشاہ کی روح خوشی سے جھوم اٹھی۔ اور پھر ایک دن سچ مچ غنیم آ پہنچا۔ خطرے کا الارم بجا تو درباریوں نے اسے جھوٹ جانا۔ وہ اطمینان سے بیٹھے رہے اور دشمن نے شہر پر قبضہ کر لیا۔ دشمن کی فوج قصر شاہی میں داخل ہو چکی تھی۔ بادشاہ مارا

گیا۔

ملکہ پاؤ ژی دشمن کی قید میں تھی۔ ملکہ کی قاتلانہ خوبصورتی کے باوجود دشمن اس کے حسن و جمال سے فیض نہ اٹھا سکا۔ اور پھر وہ اژدہان بن گئی اور اچانک غائب ہو کر طوفانی گرج چمک کی صورت میں ہر دانگ چھا گئی۔
(متھس آف چائنا اینڈ جاپان ص ۸۷ تا ۸۸)

جاپان

جس طرح چین' جاپان اور کوریا (۲) کی دیو مالاؤں کے اکثر رنگ مشترک ہیں۔ اسی طرح ان ممالک کی متھس اور کلاسیکی قصے کہانیاں بھی ایک دوسرے سے متاثر ہیں۔ جاپانی فطری قوتوں کو انسان سے زیادہ طاقتور سمجھتے تھے اور کیمی (The Kami) کے نام سے ان کی تعظیم اور پرستش کرتے تھے۔ بلند کہسار' بے پایاں سمندر' پرشور دریا اور اونچے اشجار' سب کیمی تھے۔ بلکہ شاہان کو بھی اس زمرہ میں شامل کرتے تھے یعنی وہ بھی کیمی تھے۔ اسی لئے ان کی زیادہ تر متھس اور روایات وغیرہ میکاڈو (شہنشاہ) (۳) کے گرد گھومتی ہیں۔ روایات سے پتہ چلتا ہے کہ ان کے دیوتا دو روحیں رکھتے تھے۔ ان کی ایک روح نجی۔ می۔ تما (Nigi-mi-tama)(مہذب) اور دوسری ارا۔ می۔ تما (متشدد) (Ara-mi-tama) تھی۔ دیوتا ان ہی کے زیر اثر عمل کرتے تھے۔

جاپانی متھس اور روایات وغیرہ ایک عرصہ تک زبانی کلامی رواں دواں رہیں۔ جاپانی شہنشاہوں اور شاہی خانوادوں سے متعلق ابتدائی روایات اور اساطیر کے تحفظ اور تشہیر میں جاپانی گویوں کی جماعت' کیتاری بی (Katari-he) کا بہت دخل ہے۔ جس طرح دوسری اقوام کے بھاٹ اور گویے لوک گیتوں اور نظموں کو جگہ جگہ گاتے پھرتے تھے۔ اسی طرح کیتاری بی نامی یہ جماعت بڑے شنتو تیوہاروں' شاہی تقاریب اور درباروں میں انہیں گا کر پیش کرتی تھی۔

آٹھویں صدی عیسوی کے ابتدائی سالوں یعنی ۷۱۲ ع میں یا سو مارو نام کے ایک شخص نے ادھر ادھر بکھری ہوئی جاپانی متھس اور روایات کو جمع کر کے کو۔جی۔کی (Ko-ji-ki) کے عنوان سے جاپانی زبان میں کتابی شکل دی۔ چند سال بعد اسی شخص نے شہزادہ ٹونی ری' کے تعاون سے ایک اور تصنیف' نی۔ہان۔جی (Nihon-ji) پیش کی۔ یہ چینی زبان میں تھی۔ آج یہ دونوں شنٹو (۴) تصانیف' جاپانی دیو مالا کا سب سے بڑا ماخذ ہیں۔

مدو جزر کے موتی

ملکہ جنگو کے پاس سمندری دیوتا کا عطا کردہ تمام خواہشات کو پورا کرنے والا موتی تھا۔ اس ملکہ کے عہد حکومت میں ایک عظیم بحری بیڑہ کوریا سے خراج وصول کرنے کے لئے روانہ کیا گیا۔ ادھر اسے روکنے کو کوریا کا سمندری بیڑہ نمودار ہوا۔ کوریائی جہاز' حملہ کے لئے تیار تھے کہ ایک جاپانی دیوتا نے'گوہر جزر' سمندر مین پھینکا۔ موتی پھینکتے ہی سمندر کا پانی اترنے لگا۔ یہاں تک کہ دونوں بحری بیڑے سمندر کی تہہ میں ریت میں پھنس گئے۔ کوریا کے باعزم بادشاہ نے ہمت نہیں ہاری وہ اچھل کر سمندر کی ریتلی گزرگاہ پر اترا اور اپنے اپنے سپاہیوں کی صفیں درست کرنے لگا۔ وہ آگے بڑھ کر جاپانی بیڑے کو تباہ کرنا چاہتا تھا کہ اب جاپانی دیوتا نے دوسرا موتی یعنی "گوہرمد" پھینکا۔ اور پھر خالی سمندر پانی سے بھر گیا اور کوریا کے لاتعداد سپاہی پانی میں ڈوب گئے۔ اس وقت بہت سے کوریائی سپاہی ساحل سمندر پر اپنی اور اپنے دوسرے ساتھیوں کی جان کی دعائیں مانگ رہے تھے کہ پانی کا ایک بہت بڑا ریلا ساحل پر چڑھ کر انہیں بھی بہا لے گیا۔ یہ پر زور و شور پانی' سمٹ کر اس وقت تک کناروں کے اندر نہیں آیا جب تک کہ گوہر جزر نہیں پھینکا گیا۔

اس تباہ گر اور اعجازی مظاہرہ کے بعد شاہ کوریا بخوشی امن قائم کرنے پر آمادہ ہو گیا۔ اور خراج کی اشیاء سے بھرے تین جہاز اس نے جاپان کی ملکہ کی

خدمت میں روانہ کئے۔ اور یوں کسی سپاہی کی جان گنوائے یا قطرہ خون بہائے بغیر ملکہ نے دشمن کو زیر کر لیا۔

(متھس آف چائنا اینڈ جاپان ۴۰ تا ۴۱)

اژدہان خاتون زینیو کی کہانی

ایک بدھ پجاری کوہ موروبو پر ایک اژدہا کے بل کے قریب رہتا تھا۔ ایک دن وہ دریا عبور کرنے کی تیاری کر رہا تھا کہ ایک بوڑھی عورت جھلمل جھلمل کرتے قیمتی لباس میں اس کے پاس آئی اور اس سے جادوئی منتر پڑھنے کی التجا کرنے لگی۔ بوڑھی عورت منہ پھیر کر کھڑی تھی ۔ پجاری نے منتر پڑھا اور کہا "مجھے اپنا چہرہ دیکھنے کی اجازت دو" اژدہا خاتون نے کہا "میرا چہرہ بہت ڈراؤنا ہے۔ اسے دیکھنے کی کسی میں ہمت نہیں۔ ہاں۔ تم دیکھ سکتے ہو" پجاری نے اس کے چہرے پر جونہی نگاہ ڈالی۔ وہ فضا میں بلند ہوئی اور اپنے دائیں ہاتھ کی چھوٹی انگلی آگے بڑھائی۔ یہ انسانی انگلی نہیں۔ زنبور تھا جو تیزی سے بڑھتا جا رہا تھا اور پھر اس میں سے پنج رنگی روشنیاں نکلنے لگیں۔ اس کی انگلی سے پھوٹتے ہوئے پانچ رنگ اس بات کی علامت تھے کہ وہ ایک دیوی ہے"

(متھس آف چائنا اینڈ جاپان ص ۸۴ تا ۸۵)

کثیر موتی شہزادی

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ اژدہا بادشاہ کی بیٹی جس کا نام کثیر موتی شہزادی (Abundant Pearls Princess) تھا' ایک جاپانی نوجوان کی محبت میں گرفتار ہو گئی۔ وہ نوجوان ایک پر سکون اور گرم دن' مقدس درخت کے نیچے بیٹھا تھا اور اس کا عکس اژدہا کنویں میں پڑ رہا تھا۔ شہزادی اس کے قریب آئی اور محبت کے جادو سے اس کا دل بھر دیا۔ اس کے حسن و شباب نے نوجوان کو

سحرزدہ کر دیا تھا۔ وہ اسے اژدہا بادشا کے قصر کی طرف لے گئی۔

وہاں شہزادی نے اس سے شادی کی۔ وہ تین سال اکٹھے رہے۔ نوجوان کا دل یہاں رہتے رہتے اکتا گیا تھا۔ اب وہ انسانوں سے بھری دنیا میں جانا چاہتا تھا لیکن شہزادی اسے یہاں رہنے پر مجبور کر رہی تھی۔ جب شہزادی نے جان لیا کہ وہ یہاں نہیں رہے گا تو وہ بھی اس کے ساتھ جانے پر آمادہ ہو گئی۔ دونوں نے وینی (Wani مگرمچھ نما اژدہا) پر سمندر عبور کیا۔ وہ کنارے پر پہنچے تو نوجوان نے شہزادی کے لئے ایک گھر تیار کیا۔

شہزادی ماں بننے والی تھی۔ اس نے جاپانی نوجوان سے وعدہ لیا کہ جب تک وہ بچے کی ماں نہیں بن جاتی۔ وہ اسے دیکھنے کی کوشش نہیں کرے گا۔ نوجوان نے وعدہ تو کر لیا لیکن اپنے وعدہ پر قائم نہ رہا۔ تجسس کے زیر اثر وہ اس کے کمرہ میں جھانکا۔ اس کی بیوی مگرمچھ کے روپ میں بیٹھی تھی۔

اور جب بچہ پیدا ہوا تو شہزادی نے غصے میں آ کر وہ جگہ چھوڑ دی اور پھر اپنے خاوند کو کبھی دکھائی نہیں دی۔

(متھس آف چائنا اینڈ جاپان ص ۹۷)

او۔کونی۔نوشی کی مہم

او۔کونی۔نوشی (O-Kuni-Nushi) ادویہ کا دیوتا تھا اور سحروفسوں سے اس کا تعلق تھا۔ انابا کے سفید خرگوش کی کہانی میں بیان ہوا ہے کہ ایک خرگوش نے جسے جلد کی کوئی بیماری تھی۔ او۔کونی۔نوشی کے اسی بھائیوں سے التجا کی۔ انہوں نے اسے سمندر میں نہانے اور ہوا میں جسم کو خشک کرنے کا مشورہ دیا۔ غریب جانور نے ان کے مشورہ پر عمل کیا تو اور زیادہ بیمار ہو گیا۔ اب وہ او۔کونی۔نوشی کے پاس گیا۔ اس کی تکلیف کا سن کر او۔نی۔نوشی کو بہت دکھ ہوا۔ اس نے خرگوش کو تازہ پانی میں غسل کرنے اور زمین پر بکھرے ہوئے پھولوں کے زیرہ پر لوٹنے کی ہدایت کی۔ خرگوش نے اس پر عمل کیا اور

تندرست ہو گیا۔ جب وہ او۔کونی۔نوشی کا شکریہ ادا کرنے کے بعد واپس آ رہا تھا تو اس نے شہزادی یاکامی' (Yakami) کو او۔کونی۔نوشی کے بھائیوں کے پاس جانے کے بجائے او۔کونی۔نوشی کے پاس جانے کا مشورہ دیا۔ اس پر او۔کونی۔نوشی کے بھائی بہت ناراض ہوئے اور انہوں نے بہت سے حیلے بہانوں سے اسے ہلاک کرنے کی کوشش کی لیکن کامیاب نہ ہوئے۔ اب او۔کونی۔نوشی ایک بار پھر ایک مضبوط نوجوان بن گیا تھا۔ اسے بھائیوں کی خفگی سے بچانے کے لئے اس کی ماں نے اسے دیوتا سوزانو کے پاس پاتال میں بھیج دیا۔

یہاں اس کی ملاقات دیوتا زادی سوسیری ہائی سے ہوئی۔ وہ او۔کونی۔نوشی کو دل دے بیٹھی۔ وہ اکٹھے ہوئے تو سوزانو نے کوئی اعتراض نہ کیا اور او۔کونی۔نوشی کو سانپوں کے کمرے میں سلا دیا۔ لیکن وہ سوسیری ہائی کے عطا کردہ سکارف کی وجہ سے محفوظ رہا۔ دوسری شب اسے کنکھجوروں اور بھڑوں کے کمرے میں سلایا گیا لیکن وہاں بھی وہ سوسیری ہائی کے دوسرے سکارف کے باعث بچ گیا۔ وہ آزمائش میں پورا اترا تھا۔ اب سوزانو نے وسیع و عریض چراگاہ میں تیر پھینکا اور اسے ڈھونڈنے کو کہا۔ او۔کونی۔نوشی تیر کی تلاش میں چراگاہ میں داخل ہوا تو سوزانو نے چراگاہ کو آگ لگا دی۔ یہاں ایک چوہیا نے زیر زمین کمرہ کا راستہ دکھا کر اس کی جان بچائی۔ دیوتا سوزانو اب او۔کونی۔نوشی پر کچھ اعتماد کرنے لگا تھا چنانچہ اس نے او۔کونی۔نوشی کو اپنے سر کے بال دھونے کو کہا اور خود پڑ کر سو گیا۔ او۔کونی۔نوشی نے موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اس کے سر کے بال ایک شہتیر سے باندھ دیئے اور سوسیری ہائی کو پیٹھ پر لاد کر' بھاگ اٹھا۔ جاتے جاتے وہ دیوتائی تلوار' کمان' تیر اور کوتو نامی بربط بھی لے گیا۔ وہ بھاگا جا رہا تھا کہ بربط ایک درخت سے ٹکرا کر بجنے لگا۔ کوتو کی آواز نے دیوتا کو جگا دیا تھا۔ سوزانو نے اپنے بال چھڑانے کی کوشش میں مکان گرا دیا۔ او۔کونی۔نوشی کافی دور نکل گیا تھا۔ بالوں سے چھٹکارہ پانے کے بعد دیوتا نے اس کا تعاقب کیا۔ پھر اس نے ان دونوں کو دوزخ کی ڈھلان پر اترتے دیکھا۔ سوزانو نے

او-کونی-نوشی کو تلوار، تیر اور کمان کے ساتھ بھائیوں سے لڑنے کا مشورہ دیا اور کہا کہ وہ انہیں زیر کرے گا اور دنیا پر راج کرے گا۔ ساتھ ہی اس نے سویری ہائی کو مہارانی بنانے اور کوہ او کاکی تلتٹی میں اس کے لئے محل بنانے کو کہا۔
(نیو لیروزے انسائیکلوپیڈیا آف مائتھالوجی ص ۱۰-۴۰۹)

اماتی راسو اور نینجی (Amaterasu and Ninigi)

اماتی راسو نے بحیثیت حکمران اپنے بیٹے امی-نو-اوشیڈو-میمی' (Ame-no-Oshido-Mimi) کو زمین پر بھیجنے کا فیصلہ کیا۔ اس دیوتا نے زمین پر اترنے سے پہلے آسمان کے رواں پل پر سے دھرتی کا نظارہ کیا تو اسے ہر طرف افراتفری اور انتشار دکھائی دیا۔ چنانچہ اس نے زمین پر جانے سے انکار کر دیا۔ اس پر ان گنت دیوتاؤں پر مشتمل آٹھ سو گروہوں کا اجلاس بلایا گیا اور باہمی صلاح مشورہ کے بعد طے پایا کہ دیوتا امی-نو-ہاہی (Ame-no-Hohi) زمین پر جاکر یہ پتہ لگائے کہ نرسلوں کی سرزمین کے وسطی ملک میں کیا کچھ ہو رہا ہے۔ اسے زمین پر گئے تین سال ہو گئے لیکن اس کی کوئی خبر نہ ملی۔ پس اس کے بیٹے کو بھیجا گیا لیکن نتیجہ وہی نکلا۔ آخر کار انہوں نے امی-نو-واکا ہیکو (Ame-no-Wakahiko) کا انتخاب کیا جو اپنی دلیری اور جسارت کے لئے بہت مشہور تھا۔ اسے ملکوتی تیرو کمان عطا ہوئے۔ زمین پر پہنچ کر اس نوجوان دیوتا نے' شیتاتیرو- ہائم' کی بیٹی' او-کونی-نوشی (O-Kuni-Nushi) کے ساتھ شادی کی اور خطے پر حکمرانی کے فرائض سرانجام دینے لگا۔ آٹھ برس گزر گئے۔ لیکن دیوتاؤں تک اس کی کوئی خبر نہ پہنچی۔ اب دیوتاؤں نے اس کے پاس ایک کسان کو زمین پر بھیجا یہ جاننے کے لئے کہ وہ اب تک کیا کرتا رہا ہے۔

اس کسان نے دیوتا کے گھر کے دروازہ کے سامنے ایک درخت پر قیام کیا۔ خواتین نے اسے دیکھا تو ایک کہنے لگی کہ یہ منحوس پرندہ ہے۔ چنانچہ امی-نو-ہاہی نے ملکوتی تیر کا نشانہ بنایا۔ یہ تیر پرندہ کے جسم میں سے پار ہو کر

آسمان میں سوراخ کرتا ہوا' اماتی راسو اور نکا۔می۔موسوبی۔کے قدموں میں جا گرا۔ خون آلودہ تیر کو دیکھتے ہی اماتی راسو پہچان گیا کہ یہ وہ تیر ہے جو اس نے ای۔نو۔وا۔ کے۔ ہیکو کو دیا تھا۔ اماتی راسو نے بددعا دے کر یہ تیر واپس پھینکا تو وہ آسمانوں میں سے نکل کر سیدھا ای۔نو۔وا۔کے۔ہیکو کے دل میں پیوست ہو گیا۔ نوجوان دیوتا ہلاک ہو گیا تھا۔ اس کی بیوہ آہ و زاری کرنے لگی۔ وہ اتنی زور سے چیخی چلائی کہ اس کے بین کی آواز آسمانوں میں دیوتاؤں کو بھی سنائی دینے لگی۔ ای۔نو۔وا۔ کے۔ہیکو کی آخری رسوم (۵) میں شریک ہونے کو اس کے والدین دھرتی پر پہنچ گئے تھے۔

دیوتاؤں نے دو دیوتاؤں کو ازومی کے پاس بھیجا۔ جنہوں نے او۔کونی۔نوشی کو بتایا کہ سورج دیوی نے انہیں اس خطے کو زیر کرنے کے لئے بھیجا ہے۔ او۔کونی۔نوشی نے اپنے دونوں بیٹوں سے مشورہ لیا۔ بڑے بیٹے نے اماتی راسو کی حاکمیت کو تسلیم کر لیا جبکہ چھوٹے نے مدافعت کا تہیہ کیا۔ لیکن آسمانی قاصدوں کے سامنے نہ ٹھہر سکا اور یہ وعدہ کرتے ہوئے بھاگ نکلا کہ وہ سورج دیوی کے خلاف کچھ نہیں کرے گا۔ دیوتا ازوموکی اطاعت کا اعلان کرنے کے لئے آسمانوں میں واپس آ گئے۔

اسی اثنا میں اماتی راسو نے اپنے پوتے نینجی کو زمین پر بھیجنے کا فیصلہ کیا۔ نینجی کو 'کو ساناگی' نامی نایاب شمشیر عطا کی گئی جو آٹھ سرے اژدہا کی دم میں سے برآمد ہوئی تھی۔ ملکوتی جواہرات اور وہ آئینہ بھی عطا ہوا جس نے اماتی راسو کو غار میں سے نکلنے پر مجبور کر دیا تھا۔ اماتی راسو نے اپنے پوتے نینجی کو آئینہ دیتے ہوئے کہا "اس آئینہ کو ہماری آتماؤں کی طرح محترم جاننا اور اس کی تعظیم و تکریم اس طرح کرنا جیسے ہماری کرتے ہو" جواہرات' کو ساناگی شمشیر اور آئینہ۔ تینوں شہنشاہی قوت کی علامت بن گئے۔

نینجی دیوتا اور اس کے خدم و حشم 'ہیوگا' صوبے میں ٹیکاشی ہو' چوٹی پر اترے اور انہوں نے کساسا نامی راس پر اپنے لئے ایک محل تعمیر کیا۔

(نیو لیروز انسائیکلوپیڈیا آف مائتھالوجی ص ۴۱۲)

ہیرو کی موت

وہ (شہزادہ یا ماٹوٹیکے) شیناٹو (Shinanu) کی سرزمین میں داخل ہوا جو شینا نامی درخت کی وجہ سے مشہور ہو گئی تھی۔ وہ درہ کے دیوتا کو ہلاک کر کے درہ شیناٹو کے راستے یہاں پہنچا تھا۔ وہ شہزادی می یزو (Miyazu) کے پاس پہنچا تو خوشبودار اور نرم و ملائم بازوؤں والی شہزادی بڑی محبت سے پیش آئی۔ یاماٹوٹیکے (٦) نے اپنی تلوار شہزادی کے ہاں چھوڑی اور خوفناک سانسوں والے دیوتا سے لڑنے کو کوہ ابو کی طرف چلا۔ وہ پہاڑ پر چڑھ رہا تھا کہ بھینسے ایسی جسامت کے سفید جنگلی سؤر سے اس کا سامنا ہو گیا۔ اس نے سؤر کو دیوتا کا پیامبر سمجھا اور قسم کھائی کے واپسی پر وہ اسے ہلاک کرے گا۔ وہ پھر پہاڑ پر چڑھنے لگا۔ یہ سؤر، دیوتا کا پیامبر نہیں بلکہ خود دیوتا تھا۔ اس نے برف ایسی یخ اور تیز بارش شروع کر دی۔

یاماٹوٹیکے پہاڑ پر' ٹاماکو رابی' نام کے چشمے پر پہنچا اور پانی پیا۔ اس نے جسم میں کچھ تازگی محسوس کی اور چل پڑا۔ وہ راس واٹ سو کے قریب سے گزرا تو اسے اپنی وہ تلوار دکھائی دی جسے وہ صنوبر کے درخت پر چھوڑ گیا تھا۔ وہ گیت گانے لگا۔

اے صنوبر! میرے بھائی
اگر تو انسان ہوتا
میں اپنی تلوار اور لباس
تیری نذر کرتا

وہ پھر اپنے راستے پر ہو لیا۔ اس وقت کوہ 'ادو گیکی' کے عقب میں واقع اپنے خوش و خرم وطن "یاماٹو" کے لئے اس کے دل میں خوشیاں پھوٹ رہی تھیں۔ وہ پیار اور افسردگی بھرا ایک اور گیت گانے لگا۔

اس کے آسمان میں کس قدر مٹھاس ہے
یماٹو' میرے گھر سے
اس کی سفید بدلیاں اٹھتی ہیں
اس کے دودھیا بادل نمودار ہوتے ہیں

بیماری اور تکان کے سبب اس پر بے ہوشی سی طاری ہونے لگی تھی۔ مایوسی کی حالت میں وہ پھر گنگنانے لگا۔

اے خمیدہ شمشیر
میں تجھے پہلو میں چھوڑ آیا
حسین می یزو کے
اے خمیدہ شمشیر

ان بولوں کے ختم ہوتے ہی وہ مر گیا۔

اس کی بیویاں وقت پر پہنچ گئی تھیں۔ انھوں نے اس کے لئے مقبرہ بنوایا۔ وہ بین کر رہی تھیں کیونکہ وہ خاموش تھا اور انہیں سن نہیں سکتا تھا۔ پھر یاماٹوٹیکے ایک سفید پرندہ بن کر فضاؤں میں بلند ہوا اور ساحل کی طرف نکل گیا۔ بیویاں آہ وزاری کرتی اس کے پیچھے پیچھے چلیں اور سمندر میں گھس گئیں۔ انھوں نے پرندہ کو ساحل کی طرف اڑتے دیکھا اور اس کا تعاقب کیا۔ پرندہ تھوڑی دیر کو ایک چٹان پر اترا اور پھر پھڑ پھڑا کر اٹھا اور جزیرہ کی طرف سے ہوتا ہوا کیکی کی جانب نکل گیا۔ جہاں اس کے لیے مقبرہ بنوایا گیا تھا تاکہ وہ آرام کر سکے۔ لیکن سفید پرندہ آسمان کی طرف دوبارہ اٹھا اور پرواز کرتا ہوا دور نکل گیا۔ دور-------------اور پھر دکھائی نہ دیا۔

(متھس آف چائنا اینڈ جاپان۔ ص ۳۸۲ تا ۳۸۵)

☆

حواشی

۱۔ جس کے معانی ہیں - کے انگ۔ فلفی
۲۔ جاپانیوں کے آباؤ اجداد کوریا سے جاپان آئے تھے۔
۳۔ جاپانی لوک مذہبی نظام کا مرکزی عقیدہ ہے کہ میکاڈو' سورج دیوی اماتی راسو کی اولاد ہے۔ اور اس کی اطاعت سب پر فرض ہے۔
۴۔ جاپان کا لوک مذہبی نظام۔ جس کا بنیادی عقیدہ ہے کہ شہنشاہ جاپان (میکاڈو) سورج دیوی کی اولاد ہے۔ اور اس کی اطاعت سب پر فرض ہے۔
۵۔ ان رسوم کا ذکر بڑی تفصیل کے ساتھ ہوا ہے۔
۶۔ میکاڈو سوئی نن کا بیٹا۔ جاپان کا عظیم ہیرو۔

☆
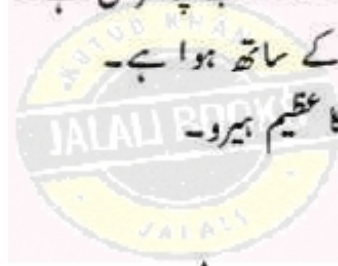
امریکا

تمام (قدیم) امریکیوں کے مذاہب کی اساس توتیت (Totemism) پر رکھی گئی تھی۔ ٹوٹم (Totem) کوئی چیز کوئی ہستی' یا فطرت کی کوئی قوت بھی ہو سکتی تھی۔ جس کا فرد' خاندان یا قبیلے سے ناتا ہوتا تھا اور وہ اپنا نام اور شناخت اس سے وابستہ کر لیتے تھے۔ ٹوٹم انہیں مدد اور تحفظ فراہم کرتا تھا۔ چنانچہ تمام نمائندگان اس کی حرمت اور پرستش کرتے۔ اس پر اپنا حق جتلاتے اور اس کی ہمدردیاں اور خوشنودی حاصل کرنے کو اس کی مورتیاں بناتے' بلائیں لیتے اور اسے بھینٹ دیتے۔ نئی نئی متھس اور اساطیر اختراع کرتے۔ پھر یعنی ترقی یافتہ تہذیبوں میں زیادہ ارتقا پذیر عقائد ابتدائی لوگوں کے ایقان کا جزو بننے لگے۔ زاں بعد آہستہ آہستہ' عظیم دیوتاؤں کی آمد اور ازٹیک اور مایا قبائل کے پینتھینز (Pantheons) کی صورت مکمل پینتھین ظہور پذیر یا پیرو میں' پیچیدہ شمسی مسلک' اس کے پیشواؤں کے ساتھ نمایاں ہونے لگا۔ پھر ملکوتی ہستیوں یعنی دیوی دیوتاؤں کی پرستش امریکیوں میں عام ہو گئی اور تشکیل کائنات اور ورود انسان سے متعلق متھس نشوونما پانے لگیں۔ ان دنوں امریکیوں کے عقیدے کے مطابق تین دنیائیں تھیں۔ اس تین منزلہ دنیا کی بالائی منزل میں ملکوتی قوتیں رہائش پذیر تھیں۔ درمیانی منزل میں انسان اور ارواح اور سب سے نچلی منزل میں یعنی زیر زمین مردے قیام کرتے تھے۔

قدیم امریکیوں کے یہاں نہ لمبی چوڑی داستانیں ہیں اور نہ گلگامش' ھرکلیز یا رستم وغیرہ کے پایے کے ہیرو ہیں۔ یہاں ہیروز کو مختلف صورتوں میں دیکھا جا سکتا ہے۔ ان کی قسمت میں کسی تنظیم یا قوانین و ضابطوں کی ایجاد لکھی ہے یا پھر وہ زمین پر دہشت پھیلانے والے عفریتوں کو ہلاک کرتے ہیں۔ ان کی زیادہ تر

متھس یا اساطیر سیلاب عظیم یا آگ سے دنیا کی تباہی اور پھر بحالی یا پھر آگ چرانے سے متعلق ہیں۔

اسکیموؤں کے متھس عملی نیچر کی ہیں اور ان کی قیاسی متھس کا تعلق ہمیشہ انسانی قسمت سے رہا ہے۔ اسکیموؤں کے خیال میں یہ دنیا غیر مرئی قوتوں کے انبوہ یا انوا (Innua) کی حکومت کے تحت ہے۔ فطرت کی ہر چیز یعنی فضا' سمندر' دریا' پتھر اور جانور وغیرہ انوا رکھتے ہیں۔ انوا انسان کی مددگار اور محافظ بن سکتی ہے۔ ایسی صورت میں وہ ٹارن گیک (Torngak) کہلاتی ہے۔ اگر ایک ریچھ کی آتما کسی آدمی کی ٹارن گیک بن جاتی ہے تو اس آدمی کو ایک ریچھ کہا جاسکتا ہے۔ ایسے حالات میں یہ دوبارہ زندہ ہو کر انگا کاک (Angakok) یعنی جادو گر بن جاتا ہے۔

دیوی سڈنا (Sedna) اسکیموؤں کی صنمیات اور مشہور روایات میں بہت اہم ہے اور اسے سمندر اور جانوروں کی دیوی سمجھا جاتا ہے۔ وہ انسان کی دشمن ہے جو رضا جویانہ قربانیوں سے اس کی ہمدردیاں جیتنے کی انتہائی کوشش کرتا ہے۔

سڈنا کی کہانی (اسکیمو کہانی)

سڈنا ایک خوبصورت اسکیمو لڑکی تھی جو ساحل سمندر پر رہنے والے رنڈوے باپ کی تنہا اولاد تھی۔ وہ شباب کو پہنچی تو اس نے اپنے قبیلے کے نوجوانوں اور دور دراز کے نو واردوں کے ساتھ چھیڑ چھاڑ شروع کر دی۔ اپنے پرستاروں کو چھیڑنے اور چڑانے میں اسے بہت مزہ آتا تھا۔ ایک دفعہ دور دیس کا ایک خوبصورت نوجوان شکاری آیا۔ جس نے سمور کا لباس پہنا تھا اور ہاتھ میں ہاتھی دانت کا نیزہ تھا۔ اس خوبصورت نوجوان نے ساحل پر اترنے کے بجائے چٹانوں میں موجوں کے درمیان اپنی کشتی ٹھہرائی اور سڈنا کو اپنے ہٹ میں آنے کی دعوت دی اور گیت گا کر اسے مسحور کرنے لگا۔

میرے پیچھے پیچھے چلی آ۔ پرندوں کے خطے میں
کسی بھی قسم کی نہیں بھوک واں
مری چھولداری میں تو ریچھ کی کھال پر استراحت کرے گی
دیا تیرا خالی نہ ہو گا کبھی تیل سے
لحم سے سدا تیرا پیالہ رہے گا بھرا

سڈنا کیبن کے دروازہ میں کھڑی تھی۔ اس نے اپنا خوبصورت سر ہلا کر انکار کر دیا۔ اگرچہ وہ اس کی اولین نگاہوں سے مرعوب ہو گئی تھی۔ اب اجنبی منت و سماجت کرنے لگا۔ اس نے اپنے وطن کی خوبصورت تصویر کھینچی۔ ہاتھی دانت کے دلکش ہار کی پیش کش کی۔ آخر کار وہ اس کی میٹھی باتوں میں آ کر اس کی طرف آہستہ آہستہ بڑھنے لگی۔

اجنبی نے اسے کشتی میں بٹھایا اور روانہ ہو گیا۔ اس کے بعد سڈنا غائب ہو گئی اور اس کے رنڈوے باپ نے اسے ساحل پر نہیں دیکھا' جہاں اس کا گھر تھا۔

سڈنا کا عاشق انسان نہیں' پرندہ بھوت تھا۔ وہ کبھی بطریل بن جاتا اور کبھی غوطہ خور آبی پرندہ۔ وہ پرندہ روح تھی۔ جس میں انسانی روپ اختیار کرنے کی شکتی تھی اور انسانی روپ ہی میں وہ سڈنا پر عاشق ہوا تھا۔ سڈنا پر اس کی اصلیت ظاہر نہیں ہوئی تھی اور جب سچائی سامنے آئی تو اس کا دل بجھ گیا۔ خاوند نے لڑکی پر قابو پانے کی کوشش کی لیکن اسے آسودگی نہ ملی۔ اس کی خوبصورت آنکھیں شب و روز آنسوؤں میں ڈوبی رہتی تھیں۔

سڈنا کا رنڈوا باپ **انگسٹا**' بیٹی کی جدائی میں بہت دکھی اور بے چین تھا۔ ایک دن وہ اپنی کشتی میں بیٹھ کر اس دور دراز ساحل کی طرف چل دیا جہاں اس کی بیٹی کو لے جایا گیا تھا۔ جب اس کی کشتی اجنبی ساحل سے لگی تو پرندہ روح وہاں نہیں تھی۔ بیٹی کو دیکھ کر اس کی ہمت جواب دے گئی تھی۔ وہ اسے سینے سے لگا کر بہت رویا۔ ادھر سڈنا کی آنکھوں میں بھی آنسوؤں کی برسات تھی۔

پرندہ روح کے آنے سے پہلے ہی وہ بیٹی کو کشتی میں بٹھا کر وطن روانہ ہو گیا۔ جب بطریل (پرندہ روح) واپس ہوا تو سڈنا وہاں نہیں تھی۔ اس نے اپنی بیوی کو جگہ جگہ ڈھونڈا اور پھر ہوا میں بہہ کر آنے والی پر اسرار چیخوں سے اس نے جان لیا کہ وہ اپنے باپ کے ساتھ چلی گئی ہے۔ وہ زار زار رویا' چیخا چلایا۔ اور پھر بھوت کی صورت اپنی کشتی میں بیٹھا اور بھگوڑوں کے تعاقب میں تیزی سے چلا۔ جلدی ہی اسے وہ کشتی دکھائی دینے لگی تھی جس میں سڈنا اور اس کا باپ سوار تھے۔ رنڈوے باپ نے بھوت کو اپنے تعاقب میں دیکھا تو بیٹی کو سمور کے نیچے چھپا دیا۔

پرندہ روح نے کشتی کو جا لیا تھا۔ اس نے اپنی بیوی کا مطالبہ کرتے ہوئے کہا۔ "مجھے سڈنا کو دیکھنے دو میں تمہاری منت کرتا ہوں۔ مجھے دیکھنے دو" ناراض باپ نے انکار کر دیا اور چلتا رہا۔ وحشی' پژمردہ' مایوس' اجنبی مخلوق پیٹھ کے بل کشتی میں گری۔ بطریل ناکام ہو گیا۔ پھر غصے سے پروں کو پھڑپھڑانے کی آوازیں سنائی دینے لگیں۔ بھوت نے پرندے کی شکل اختیار کر لی تھی۔ اب وہ پروں کو پھیلائے بھگوڑوں کے سر پر اڑ رہا تھا۔ اور دیوانہ وار چیخ رہا تھا۔ پھر وہ پرندہ تاریکی میں غائب ہو گیا۔ اچانک ایک تند و تیز اور خوفناک طوفان (قطب شمالی کے سمندر کا سیاہ طوفان) سمندر سے اٹھا۔ سڈنا کا باپ انجانے خوف سے لرز رہا تھا۔ اس نے آدمی نما پرندے کے ڈر سے دل تھام لیا۔ ارض و سما کی قوتوں کی ناراضی کے باعث پیدا ہونے والی دہشت نے اس میں خوفناک قربانی کا جذبہ اور قوت پیدا کر دی تھی۔ بپھری موجیں سڈنا کا پر زور مطالبہ کر رہی تھیں۔ اسے یہ مطالبہ مان لینا چاہیے۔ آگے جھکتے ہوئے اس نے بیٹی کو پکڑا۔ ایک ڈراؤنے انداز میں اسے دھکیلا اور کشتی سے باہر پھینک دیا۔ ایک گھناؤنی قربانی ہی خشمناک اور تند سمندر کے غصے کو ٹھنڈا کر سکتی تھی۔

سڈنا کا زرد چہرہ سمندر میں سے ابھرا۔ اس نے مایوسی کے عالم میں کشتی پر ہاتھ ڈالا اور اس کے پہلو میں لٹک گئی۔ رنڈوا باپ خوف و ہراس کے باعث

وحشی بن گیا تھا۔ اس نے ہاتھی دانت کے دستے کا کلہاڑا ہاتھ میں مضبوطی سے تھاما اور وہ ہاتھ جس نے کشتی کو تھاما تھا اس کی انگلیاں اڑا دیں۔ لڑکی سمندر میں ڈوب گئی اور اس کی بریدہ انگلیاں دریائی بچھڑوں میں بدل گئیں۔ سڈنا نے موت سے بچنے کی تین بار کوشش کی اور پھر کھو گئی۔ وہ سمندر کا شکار تھی۔ اس کا کچھ بھی نہ بچ سکا۔ باپ نے تین بار بیٹی کی انگلیوں کو کاٹا۔ تین بار.........انگلیوں کے درمیانی جوڑ گہرے سمندر کے بچھڑے، تیسرا حصہ بحری گھوڑے اور باقی ماندہ وہیل مچھلیاں بن کر غائب ہو گیا۔ جب قربانی مکمل ہو گئی تو سمندر پر سکون ہو گیا۔ کشتی ساحل سے جا لگی تھی۔ باپ اپنے خیمے میں داخل ہوا اور پڑ کر گہری نیند سو گیا۔ مصائب اور دکھوں نے اسے تھکا دیا تھا۔ خیمے کے بانس کے ساتھ سڈنا کا کتا بندھا تھا۔ رات سمندر میں سے ایک اونچی لہر اٹھی۔ جس نے ساحل کو مکمل طور پر ڈھانپ لیا اور خیمے میں موجود دو زندگیوں کو ہڑپ کر لیا اور اس طرح سمندر کی گہرائی میں آدمی اور کتا سڈنا کو جا ملے۔ اس وقت سے وہ ایڈلیڈن (Adliden) (ا) کے علاقے پر حکومت کر رہے ہیں۔

(نیو لیروزے انسائیکلو پیڈیا آف مائتھالوجی ص ۴۲۴ تا ۴۲۶)

تشکیل نو

ایک دن میکابو (Michabo) شکار پر گیا۔ حسب معمول بھیڑیوں کا لشکر اس کے ساتھ تھا۔ ان بھیڑیوں نے جھیل میں غوطہ لگایا تو واپس نہیں آئے۔ میکابو نے ہر جگہ انہیں ڈھونڈا۔ لیکن ان کا کہیں کھوج نہ ملا۔ آخر ایک پرندے نے اسے اطلاع دی کہ بھیڑیے جھیل کے وسط میں غائب ہوئے ہیں۔ میکابو نے جھیل میں اتر کر بھیڑیوں کو تلاش کرنا چاہا تو جھیل کا پانی اس شدت سے ابلا کہ تمام دنیا ڈوب گئی۔ میکابو دوبارہ دنیا کو تشکیل دینا چاہتا تھا۔ چنانچہ اس نے کوے کو مٹی کا ڈھیلا لانے کو بھیجا لیکن کوے کو مٹی نہ ملی۔ اب میکابو نے اود بلاؤ کو روانہ کیا۔

اس نے پانی میں غوطہ لگایا، لیکن کچھ نہ لا سکا۔ آخر اس نے نافہ والی ایک چوھیا (Musk-mouse) کو مٹی لانے کو کہا وہ تھوڑی سی مٹی لائی۔ جس سے میکابو نے دوبارہ دنیا تشکیل دی۔

زاں بعد اس نے نافہ والی چوھیا کے ساتھ شادی کر لی اور اس طرح اس کے بچوں سے یہ دنیا آباد کی۔

(نیو لیروزے انسائیکلو پیڈیا آف مائتھالوجی ص ۴۲۸ تا ۴۲۹)

ایک پیچیدہ کہانی (گوئٹے مالا)

آغاز کار میں ہر چیز زیر آب تھی۔ جس پر زندگی دہندگان ہوریکن (Hurakan) (۲) اور گوکو میٹز (Gucumtaz) (۳) محو پرواز تھے۔ انھوں نے کہا زمین اور پھر فوراً زمین پیدا ہو گئی۔ پانی میں سے پہاڑ نکل آئے۔ گوکو میٹز کی خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہ تھا۔ اس نے ہوریکن کو مبارکباد دی۔ زمین نباتات سے بھر گئی تھی۔ پھر خالقان نے اسے حیوانوں سے بھر دیا۔ دونوں دیوتاؤں نے حیوانوں کو شکریہ ادا کرنے کے لئے کہا۔ لیکن وہ بول نہیں سکتے تھے۔ وہ دھاڑے، گرجے، سیٹیاں بجائیں۔ لیکن کچھ کہہ نہ سکے۔ چنانچہ انہیں سزا دینے کے لئے دیوتاؤں نے انہیں مار دینے اور کھا جانے کا فیصلہ کیا۔

پھر انہوں نے چکنی مٹی سے آدمی بنائے جو نہ سر ہلا سکتے تھے نہ بول سکتے اور نہ سمجھ سکتے تھے۔ چنانچہ اب دیوتاؤں نے چوبیں آدمی بنانے کا تہیہ کیا۔ لیکن ان میں ذہانت اور جذبات کی کمی تھی۔ اور وہ اپنے خالقان کے بارے میں کچھ بھی نہیں جانتے تھے۔ دیوتاؤں نے انہیں نابود کر دیا۔ لیکن چند ایک بچ گئے۔ اب انہوں نے چھوٹے چھوٹے چوبی بندر بنائے۔

پھر ہوریکن اور گوکو میٹز نے باہم مشورہ کر کے زرد اور سفید مکئی کے چار آدمی بنانے کا فیصلہ کیا۔ چونکہ وہ مکمل نہیں تھے۔ دیوتاؤں نے ان کی بینائی کمزور

کر دی۔ جب وہ سو رہے تھے۔ دیوتاؤں نے چار عورتیں پیدا کیں۔ اور یہ کو شے (Quiche) قبیلے کی جدواب تھے۔ تاہم انہوں نے شکایت کی کہ وہ اچھی طرح دیکھ نہیں سکتے۔ کیونکہ سورج ابھی خلق نہیں ہوا تھا۔ پھر وہ تلن چلے گئے جہاں انہوں نے دیوتاؤں کے متعلق جانا۔ یہاں بہت زیادہ خنکی تھی چنانچہ انہوں نے ٹوھل (ھوریکن) سے آگ لی۔ سورج ابھی نمودار نہیں ہوا تھا۔ اس لئے زمین نمدار اور سرد تھی۔

انہوں نے ٹوھل (Tohil) کی محافظت میں ٹلن کو خیر باد کہا اور کو شے کے علاقہ میں چلے آئے۔ جہاں آخر کار سورج بھی نکل آیا۔ اور چاند' ستارے بھی ظاہر ہو گئے۔ جن کی خوشی میں جانوروں اور آدمیوں نے بھجن گایا۔ اور اپنے کانوں اور شانوں سے خون نکال کے دیوتاؤں کو پیش کیا۔ بعد میں انہیں خیال آیا کہ شکار کا خون بہانا افضل ہے۔

(نیو لیروزے انسائیکلوپیڈیا آف مائتھالوجی ص ۴۰۔۴۳۹)

سیلاب عظیم کی کہانی (جنوبی امریکا)

بہت عرصہ پہلے بوگوٹا (Bogota) میں سطح مرتفع کنڈی نامرکا (Cundinamarca) کے باشندے وحشیوں کی صورت زندگی بسر کرتے تھے۔ آخر ایک دن یہاں بوچیکا نامی ایک باریش شخص آیا۔ جس نے انہیں جھونپڑیوں میں رہنا اور معاشرہ میں اٹھنا بیٹھنا سکھایا۔

باریش بوڑھے کے پیچھے پیچھے اس کی خوبصورت بیوی چیا بھی چلی آئی تھی۔ جو بہت چالاک اور مکار تھی۔ خاوند کے کاموں میں رکاوٹ ڈالنا اس کی خوشیوں کا باعث تھا۔ لیکن وہ بوچیکا کی قوت کے سامنے بے بس تھی۔ بس اس نے اپنی سحر گری سے دریائے فنزہا میں سیلاب برپا کر دیا۔ دیکھتے ہی دیکھتے دریا اپنے کناروں سے ابل پڑا۔ اس نے تمام میدانوں کو ڈھانپ لیا۔ بیشتر انڈ ۔لنز ڈوب گئے۔

صرف چند ایک قریبی پہاڑ کی چوٹی پر چڑھ کر اپنی جان بچا سکے۔ بوچیکا بہت ناراض تھا۔ اس نے چیا کو زمین سے نکال کر آسمان پر پہنچا دیا۔ جہاں وہ چاند بن گئی اور راتوں میں روشنی بکھیرنے لگی۔ بوچیکا نے پھانہ ٹھونک کر پہاڑوں میں سوراخ کر دیا۔ (جنہوں نے کوکا سے لے کر ٹی کوئن ڈیما (Tequendama) تک میگڈالینا (Magdalena) کی وادیوں کا راستہ روکا ہوا تھا) تاکہ سیلاب کا جمع شدہ پانی بہہ جائے۔ جوانڈ-لنز سیلاب سے بچ گئے تھے۔ وہ بوگاٹا وادی میں واپس آ گئے اور اپنے قصبے آباد کر لئے۔ گوٹاویٹا' جھیل اسی مقامی سیلاب کی بچی کچھی نشانی ہے۔ بوچیکا نے وادی کے باشندوں کو قوانین دیئے۔ ہل چلانا اور سورج کی پرستش کرنا سکھایا۔ تیوہار منانے' یاترا کرنے اور قربانی کا درس دیا۔ پھر اس نے اقتدار دو سرداروں میں تقسیم کیا اور بطور زاہد زمین پر دو ہزار برس گزارنے کے بعد آسمان پر چلا گیا۔

(نیو لیروزے انسائیکلوپیڈیا آف مائتھالوجی ص ۴۴۱-۴۴۰)

پسر انجم صبح (شمالی امریکا کے میدانی انڈ-لنز کی کہانی)

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ صبح کے ستارہ نے ایک بہت ہی خوبصورت لڑکی کو جس کا نام' سوت سکی' تھا۔ چھولداری کے قریب سوتے دیکھا اور دیکھتے ہی اس پر عاشق ہو گیا۔ اس نے سوت سکی کے ساتھ شادی کی اور اسے افلاک پر اپنے والدین چاند سورج کے گھر لے آیا۔ انڈین لڑکی کے ہاں بیٹا "چھوٹا تارہ" پیدا ہوا تو اس کی چاند ساس نے اسے تحفہ کے طور پر ایک کدال دیا اور ساتھ ہی منع کر دیا کہ وہ اس سے "مکڑی آدمی" کے خیمے کے پاس اگے ہوئے شلغم کو اکھاڑنے کی کوشش نہ کرے۔ نوجوان خاتون نے بہتر چیز پانے کے تجسس میں یہ شلغم اکھیڑ ڈالا۔ اب یہاں ایک سوراخ بن گیا تھا جس میں سے وہ دنیا دیکھ سکتی تھی۔ اس نے زمین پر اپنے قبیلے کے خیمے دیکھے تو گھر کی یاد ستانے لگی اور اس کے دل پر

مرگ آسا افسردگی چھا گئی۔ ادھر اس کے سسر سورج نے اس نافرمانی پر اسے سزا دینے کے لئے بیٹے (چھوٹے تارے) سمیت اسے افلاک سے نکال دینے کا فیصلہ کیا اور پھر اس ماں بیٹے کو بارہ سنگھا کی کھال میں لپیٹ کر زمین پر اتار دیا۔ غریب انڈین لڑکی خاوند کی جدائی برداشت نہ کر سکی اور اپنے بیٹے کو تنہا اور لاچار چھوڑ کر جلد ہی مر گئی۔

بچے کے چہرہ پر ایک داغ تھا۔ جس کی وجہ سے اس کا نام پوئیا (داغ دار چہرہ) پڑ گیا۔ پوئیا جوان ہوا تو اسے سردار کی بیٹی سے عشق ہو گیا۔ لیکن اس نے چہرے کے داغ کی وجہ سے اس کی محبت کو ٹھکرا دیا۔ اس کا دادا سورج' اس داغ سے اسے نجات دلا سکتا تھا۔ چنانچہ وہ اپنے دادا کی تلاش میں نکل کھڑا ہوا اور چلتے چلتے مغرب میں بحرالکاہل کے ساحل پر جا نکلا۔ اس نے یہاں تین دن روزہ اور عبادت میں گزارے۔ چوتھی صبح اسے سمندر کے اس پار ایک روشن راستہ دکھائی دیا۔ پوئیا بڑی دلیری سے اس راستہ پر چل دیا اور سورج کی قیام گاہ پر پہنچ گیا۔ آسمان پر اس نے اپنے باپ انجم صبح کو عفریت نما سات پرندوں سے جنگ کرتے دیکھا تو اسے بچانے کو ان پر ٹوٹ پڑا اور سب کو ہلاک کر دیا۔ اس کارنامے کے صلے میں سورج نے اس کے چہرے کا داغ دور کر دیا اور اسے کوہستانی کوے کے پروں کا تحفہ دیا جو اس بات کی علامت تھے کہ وہ سورج کے خانوادہ کا ایک فرد ہے۔ محبوبہ کا دل جیتنے کے لئے اسے ایک بانسری بھی عنایت ہوئی۔

پوئیا کہکشاں کے راستے زمین پر اترا۔ سردار کی بیٹی سے شادی کی۔ پھر اسے لے کر آسمان پر واپس چلا گیا۔

(نیو لیروزے انسائیکلوپیڈیا آف مائتھالوجی ص ۴۳۲)

تخلیق کائنات (کیلے فورنیا کے انڈ-لنز کی کہانی)

ابتداء میں تیراوا (Tirawa) (۴) اور اس کی بیوی اتیرا (Atira) آسمان پر رہتے تھے۔ ایک دن دوسرے تمام دیوتا ان کے قریب بیٹھے تھے کہ تیراوا نے ان کو کہا۔ ''میں اپنی صورت کے آدمی تخلیق کرنا چاہتا ہوں۔ اس لئے تم میں سے ہر ایک کو کام کرنے کے لئے اپنی قوت کا کچھ حصہ سونپنا چاہتا ہوں۔ وہ (میرے تخلیق کردہ انسان) سب تمہاری حفاظت میں ہوں گے اور تم ہی ان کی دیکھ بھال کرو گے'' اس طرح شکورو۔ سورج (Shakuru) کو حدت اور روشنی فراہم کرنے کے لئے مشرق میں تعینات کیا گیا اور پاہ۔ چاند (Pah) کو ''راتوں میں اجالا کرنے کے لئے مغرب میں رکھا گیا۔ اس نے روشن ستارے کو کہا۔ "تم مغرب میں قیام کرو گے اور سب چیزوں کی ماں کہلاؤ گے۔ کیونکہ تمام مخلوقات کو تم ہی جنم دو گے" اور پھر بڑے ستارے۔ انجم صبح کو کہا گیا۔ "تم مشرق میں بحیثیت ایک جنگجو ٹھہرو گے" اس نے شمال میں قطب تارا کو مقرر کیا اور اسے اولین آسمان بنایا۔ جنوب میں اس نے ستارہ ارواح یا ستارہ مرگ کو متعین کیا۔ پھر اس نے چار اور ستاروں کو شمال مشرق، شمال مغرب، جنوب مشرق اور جنوب مغرب میں ٹھہرایا اور کہا "تمہارا کام آسمان کو سہارا دینا ہے"

یہ سب کچھ کرنے کے بعد تیراوا نے شام کے ستارے کو کہا "میں بادلوں ہواؤں اور گرج چمک کو تمہارے پاس بھیجوں گا۔ تم ملکوتی باغ کے قریب انہیں متعین کر دینا۔ وہ انسان بن جائیں گے۔ میں انہیں پہننے کو بھینسے کے کپڑے (کھال) اور ہرن کے نرم چمڑے کے جوتے دوں گا" اس کے فوراً بعد بادل جمع ہو گئے۔ ہوائیں چلنے لگیں۔ ادھر بادلوں سے گرج چمک بھی نمودار ہونے لگی۔ جب آسمان کلی طور پر تیرہ و تار ہو گیا تو تیراوا نے گھرے بادلوں پر ایک کنکر پھینکا۔ جس سے بادلوں میں، پانی کا بہت بڑا روزن پیدا ہو گیا۔ پھر تیراوا نے فلک کی چاروں سمتوں کے، چار ستاروں کو دیوتاؤں کے گرز دے کر پانی پر ضرب لگانے کا حکم صادر کیا۔ گرزوں کے پڑتے ہی پانی الگ الگ ہو گئے اور زمین نمودار ہو گئی۔ تیراوا کے تازہ احکام موصول ہونے پر چاروں دیوتا زمین کی تخلیق

کی ستائش میں نغمہ سرا ہوئے۔ ان کی آواز نے عناصر' بادلوں' ہواؤں اور گرج چمک کے دیوتاؤں کو یکجا کر دیا تھا جو ایک ہولناک طوفان کا سبب بنے۔ جس نے اپنی شدت سے زمین کو پہاڑوں اور وادیوں میں تقسیم کر دیا۔ اب چاروں دیوتاؤں نے جنگلوں اور گھاس کے قطعات کی شان میں گیت گنگنانا شروع کر دیا تھا جس پر ایک طوفان اٹھا۔ جس سے زمین سبز ہو گئی اور اشجار اور نباتات سے بھر گئی۔ انہوں نے تیسری بار گیت گایا تو دریا اور ندیا بڑی سرعت سے بہنے لگیں۔ چوتھی بار گایا تو ہمہ قسم کے بیج پھوٹ پڑے اور زمین مالا مال ہو گئی۔

پھر تیراوا نے اس دنیائی ارم' کو لوگوں سے آباد کرنے کے لئے چاند سورج کو مجامعت کا حکم دیا۔ جس سے ان کا بیٹا پیدا ہوا۔

(نیو لیروزے انسائیکلوپیڈیا آف مائتھالوجی ۴۳۳)

سیلاب کی اسطورہ (برازیل کے ریڈ انڈینز)

ایک عظیم ساحر سومے (Sommay) کے دو جڑواں بیٹے تھے۔ ایک ٹے میںڈونرے (Tamendonare) اور دوسرا اری کانٹے (Ariconte) تھا۔ پہلا بیٹا شادی شدہ' اچھا خاوند اور اچھا باپ تھا جبکہ دوسرا اس کے برعکس لڑتا جھگڑتا رہتا تھا۔ اس کا سب سے بڑا مقصد پڑوسی ملکوں کو جنگ میں الجھائے رکھنا اور بھائی کے انصاف اور نیکی کے کاموں میں روڑے اٹکانا تھا۔ ایک دن اری کانٹے لڑائی سے واپس آیا تو اس نے اپنے بھائی کو دشمن کا کٹا ہوا خون آلودہ بازو دکھایا اور ساتھ ہی مغرور لہجے میں کہنے لگا "یہاں سے دفان ہو جاؤ! بزدل کہیں کے۔ میں تمہاری بیوی اور بچوں کو ساتھ لئے جاتا ہوں کیوں کہ تم ان کا تحفظ نہیں کر سکتے" شریف بھائی اس کے متکبرانہ لہجے سے اداس ہو گیا تھا۔ طنزیہ انداز میں بولا "اگر تم واقعی اتنے بہادر ہو جتنا شیخی بگھارتے ہو تو پھر اپنے دشمن کا پورا جسم لے کر کیوں نہیں آئے۔" اری کانٹے نے طیش میں آ کر کٹا ہوا انسانی بازو دروازے

پر کھینچ مارا۔ اسی لمحے تمام گاؤں کو آسمان پر اٹھا لیا گیا اور محض وہ دونوں زمین پر رہ گئے۔ یہ دیکھ کر تے میناڈونزے نے حیران ہو کر یا غصے میں اس زور سے زمین پر پاؤں مارا کہ ایک بہت بڑا چشمہ ابل پڑا اور پانی پہاڑوں سے اونچا ہو گیا۔

اتنا اونچا جتنا کہ آسمان۔ پانی بہتا رہا یہاں تک کہ تمام زمین اس میں ڈوب گئی۔ دونوں بھائی اور ان کی بیویاں بلند ترین کوہسار پر چڑھ گئے اور درختوں کے ساتھ چمٹ کر جان بچانے کی کوشش کی۔ نے میناڈونزے اور اس کی بیوی پنڈورا نامی درخت پر چڑھ گئے۔ جبکہ اری کانٹے اور اس کی بیوی "جینی پر" نام کے درخت پر جا بیٹھے۔ اری کانٹے نے ایک پھل توڑا اور اپنی بیوی کو دیا اور کہنے لگا "اسے توڑو۔ اور ایک ٹکڑا نیچے پھینک دو" پھل کا ٹکڑا پانی کی سطح پر گرا تو آواز پیدا ہوئی۔ اس سے انہوں نے جان لیا کہ پانی کی سطح اب بھی بلند ہے۔ چنانچہ انہوں نے انتظار کیا۔

(ریڈ) انڈینز کے خیال میں ان جڑواں بھائیوں اور ان کی بیویوں کے علاوہ دنیا بھر کی مخلوق اس سیلاب کی نذر ہو گئی تھی۔ پھر ان دو بھائیوں سے دو مختلف قبیلوں کے لوگ پیدا ہوئے جو ان دو بھائیوں کی صورت ہمیشہ لڑتے جھگڑتے رہے۔

(نیو لیروزے انسائیکلوپیڈیا آف ماتھالوجی ص ۴۸-۴۴۷)

حواشی

۱۔ پاتال۔ زیرِ بحر وہ جگہ جہاں مرنے کے بعد گناہوں کا کفارہ ادا کرنے کو ارواح کو قید میں رکھا جاتا ہے۔
۲۔ ایک طاقتور دیوتا
۳۔ پردار سانپ۔ تہذیب و زراعت کا دیوتا
۴۔ عظیم سردار

اوقیانوسی ممالک

بحر اوقیانوس چھوٹے بڑے جزائر اور مجمع الجزائر کا گہوارہ ہے۔ آسٹریلیا' نیوزی لینڈ' نیوگنی' نیو برٹین' نیو کیلے ڈونیا' نیو ساؤتھ ویلز' انڈونیشیا' پولی نیشیا' میلی نیشیا' سماٹرا' بورنیو' فلپائن' فیجی' وغیرہ کتنے ہی ممالک یا جزائر اس کی آغوش میں پل رہے ہیں۔ ان ممالک کے پینتھیئن کا مسئلہ بڑا ہی پیچیدہ ہے اور کسی بھی جگہ یا لوگوں کے پینتھیئن کے بارے میں کچھ کہنا ناممکن ہے۔ اور تو اور۔۔۔۔۔یہاں تو یہ بھی پتہ نہیں چلتا کہ ان جزائر اور قبائل میں بکھری ہوئی متنوع متھس اور دیو مالائی قصے کہانیاں مقامی ہیں یا در آمد شدہ۔

ان ممالک یا جزائر میں دیوتا' ناظم یا نگران ہیں۔ بڑے دیوتا زمین' آسمان' چاند' سورج' ستاروں' بارش' سمندر' آدمی' جانور اور پودوں وغیرہ کے خالق ہیں جبکہ چھوٹے دیوتا زمین کے کسی مخصوص یا محدود حصے پہاڑ' دریا' آتش فشاں' وادی' گہری گھاٹی' آبی گزرگاہ' یا چشمے اور رمنے سے وابستہ ہیں۔ کہیں ہر شجرو حجر میں دیوتا کا قیام ہے جسے ہم روح کہہ سکتے ہیں۔

ان ارواح کی بھی دو بڑی قسمیں ہیں۔ ایک تو وہ جو کبھی انسان نہیں رہے تھے۔ اگرچہ ان کا وجود اور شکل و صورت بھی ہے۔ دوسرے وہ جو کبھی انسان تھے۔ انہیں ہم مردوں کو روحیں کہہ سکتے ہیں۔ پھر انسانوں کے بھی دو حصے ہیں یعنی ایک وہ جو عام آدمی کی حیثیت میں مرے اور انہوں نے معاشرہ یا ملک کے لئے کوئی نمایاں کام نہیں کیا۔ دوسرے وہ جنھوں نے لوگوں کی بھلائی کے کام کئے اور کوئی نہ کوئی کارنامہ یا کارنامے سر انجام دینے کے باعث ممتاز و مشہور ہوئے۔ اور یہی یہاں کے ہیروز ہیں۔ ان کے عظیم کارناموں میں جزائر کو اپار ساگر کی گہرائیوں میں سے نکال کر سطح آب پر لانا' سورج کو آہستہ چلنے پر مجبور

کرنا اور زمین پر آگ لانا وغیرہ شامل ہیں۔

مختلف دیوتا مختلف آبادیوں' اور قبائل میں مختلف نوعیت کے کام سرانجام دیتے ہیں۔ بعض اوقات مجمع الجزائر کے مختلف جزیروں' ایک جزیرے کے مختلف ضلعوں' یہاں تک کہ ایک ہی قبیلے بلکہ افراد میں کسی ایک دیوتا کی مختلف صفات بیان ہوئی ہیں یا اس کے حصے میں وہ صفت یا صفات آئی ہیں جو کہیں کئی دیوتاؤں سے منسوب ہیں۔ مثلاً جزائر فجی کے نگن ڈے (Ngendei) نے دنیا کو سہارا دیا ہوا ہے۔ جب وہ حرکت کرتا ہے تو زلزلہ آ جاتا ہے۔ اسی وقت وہ اچھی فصلوں اور بانجھ پن کا دیوتا بھی ہے۔ وہ آگ کو ظاہر کرنے والا اور پولی نیشیا کے مے ہیوکی (Mahiuki) کی مثال مردوں کا بادشاہ ہے۔ پولی نیشیا ہی کے تنگاروآ (Tangaroa) کی صورت وہ دنیا اور انسانوں کا خالق ہے۔

اس نے مصر کے عظیم دیوتا اوسیرس کی طرح لوگوں کو فصلوں کی کاشت کی تربیت بھی دی اور یہ سب وہ کام ہیں جو پولی نیشیا' نیوزی لینڈ اور بعض دوسرے جزائر میں مختلف دیوتاؤں کو تفویض ہوئے ہیں۔

جس طرح یہاں دیوتاؤں کی صفات اور کارنامے مختلف ہیں۔ اسی طرح تشکیل و تعمیر کائنات' تجسیم انسان' جانور' اشجار' موت اور آگ وغیرہ کی مختلف قسمیں' روایات اور گوناگوں اساطیری کہانیاں ملتی ہیں۔ جانوروں کی متھس انڈونیشیا اور پولی نیشیا میں متضاد ہیں۔ ملی نیشیا میں معمول کے مطابق اور آسٹریلیا خصوصاً اس کے جنوب مشرقی علاقوں میں بکثرت ملتی ہیں۔ جن میں سے چند ایک یہ ہیں۔

(نیو لیروزے انسائیکلوپیڈیا آف ماتھالوجی ص ۴۶۸)

وکٹوریا کے ایک قبیلے کی متھ میں سیاہ رنگ ہنس وہ آدمی ہیں جنہوں نے سیلاب کے دوران جان بچانے کو پہاڑ پر پناہ لی تھی۔ سیلاب کے پرشور و زور پانی نے جب ان کے پاؤں کو چھوا' تو وہ فوراً ہنس بن گئے۔ آسٹریلیا کے مشرقی ساحل کے ایک قبیلے کے مطابق ابتدا میں پیلی کن مکمل طور سیاہ رنگ تھا۔ اس نے

بعض آدمیوں سے بدلہ لینے کی قسم کھائی تھی۔ وہ ان سے لڑنا چاہتا تھا۔ چنانچہ اس نے خود کو جنگ میں ثابت قدم رکھنے کے لئے اپنے جسم پر سفید مٹی پوتنی شروع کی۔ جب اس کا نصف جسم سفید ہو گیا تو ایک اور پیلی کن وہاں آ نکلا۔ اور اس نے اسے نہ پہچانتے ہوئے ہلاک کر دیا۔ پپوآ (Popua) کی ایک اسطورہ میں ایک کچھوا کیلے اور گنے کھاتا ہوا پکڑا گیا تو اسے ایک گھر میں قید کر دیا گیا۔ ایک دن جب گھر میں کوئی نہ تھا۔ اس نے گھر بھر کے زیورات سے اپنے جسم کو سجایا اور ایک پیالہ اٹھا کر اپنی کمر پر رکھ لیا۔ گھر والے واپس لوٹے تو کچھوا بھاگا وہ بھی پیچھے پیچھے دوڑے۔ انہوں نے پتھر مار مار کر تمام جواہرات توڑ ڈالے۔ لیکن پیالے اور کچھوے کو کوئی گزند نہ پہنچا اور وہ سمندر میں گھس گیا۔ چنانچہ اس دن سے آج تک کچھوا کمر پر پیالہ اٹھائے پھرتا ہے۔ جنوبی آسٹریلیا کے ایک قبیلے کی متھ کے مطابق کچھوے کے دانت زہریلے تھے۔ اسے اپنے تحفظ کے لئے ان کی ضرورت نہ تھی کیونکہ وہ سمندر میں چھپ سکتا تھا۔ اس کے برعکس سانپ کے پاس زہریلے دانت نہ تھے اور اپنی مدافعت کے لئے بھی اس کے پاس کوئی ذریعہ نہ تھا۔ پس کچھوے نے اپنے زہریلے دانت سانپ کو دے دیے اور بدلے میں اس کا سر لے لیا۔

(نیو لیروزے انسائیکلو پیڈیا آف مائتھالوجی ص ۴۶۸)

پرندوں کی عجیب اور حیران کن صنمیاتی کہانیوں میں سے ایک یہ بھی ہے۔

کوا اور کلنگ کی کہانی

"نیو ساوتھ ویلز کی ایک اسطورہ میں بیان ہوا کہ ابتدا میں کوا سفید تھا۔ ایک دن ایک کلنگ نے بہت سی مچھلیاں پکڑیں تو کوے نے چند مچھلیاں اس سے مانگیں۔ کلنگ نے کہا "ان کے پکنے تک انتظار کرو" کلنگ نے اپنی پیٹھ موڑی ہی تھی کہ کوے نے مچھلیاں چرانے کی کوشش کی لیکن کلنگ نے اسے دیکھ لیا۔ اور ایک مچھلی اٹھا کر اس کی آنکھوں پر دے ماری۔ اب کوے کو کچھ دکھائی نہیں

دے رہا تھا۔ وہ جلتی ہوئی گھاس پر گرا اور تکلیف سے لوٹنے لگا اور جب اٹھا تو اس کی آنکھیں سفید اور تمام جسم کالا پڑ چکا تھا جیسا کہ اب ہے۔ اس کے بعد کوا بدلہ لینے کے لئے وقت کا انتظار کرنے لگا۔ ایک دن کلنگ سویا ہوا تھا اور اس کا منہ کھلا تھا۔ کوے نے اس موقعہ کو غنیمت جانا اور مچھلی کی ایک ہڈی اس کی زبان کے نچلے حصے میں پھنسا دی۔ کلنگ کی آنکھ کھلی تو اس نے مچھلی کی ہڈی کو اگل کر باہر نکالنے کی بہت کوشش کی لیکن ناکام رہا۔ چنانچہ اس دن سے وہ 'گاہ۔ راہ۔ گاہ' کے سوا اور کچھ نہیں بول سکتا"۔

تشکیل کائنات' چاند' سورج اور ستاروں وغیرہ کی تخلیق و آفرینش اور دیگر چیزوں کی آمد سے متعلق متھس جگہ جگہ بکھری پڑی ہیں جو تفاصیل کے اعتبار سے متنوع ہیں۔ انسانی تجسیم اور آگ سے متعلق متھس بھی ملتی ہیں۔ بعض متھس میں ابتدائی انسان کئی جوڑوں سے پیدا ہوئے۔ لیکن اساطیر کی اکثریت ایک جوڑے کا حوالہ دیتی ہے۔ بعض متھس میں جوڑے میں سے صرف ایک یعنی مرد یا خاتون کا ذکر ہے (سماٹرا' مناہسا' نیو ہبرائڈز' کک آئی لینڈز' شمالی آسٹریلیا کے بہت سے قبائل)

سب سے پہلے آدمی گھاس سے بنائے گئے۔ (منڈاناؤ) کھال پر پڑی گرد سے (فلپائن) بول براز سے (بورنیو' شمالی اور جنوبی آسٹریلیا کے باشندے) ان کا وجود پتھر سے تراشا گیا۔ درخت کے تنے سے بنایا گیا (ایڈ میرٹی اور بینکس آئی لینڈز) بورنیو کے مختلف قبائل کے نظریے کے مطابق تخلیق کار دیوتاؤں نے کئی طرح کے خام مال سے انسانی ڈھانچے کو بنانے کی کوششیں کیں۔ لیکن مٹی سے انسانی پتلا بنانے کے واقعات زیادہ ہیں۔ (سماٹرا' بل ے ہیرا' مناہسا' ملبورن کے قریب آسٹریلیائی باشندے' نیو ہیبرائڈز' نیوزی لینڈ' سوسائٹی آئی لینڈز)۔

انسانی ڈھانچہ تیار کرنے کے بعد دیوتا کئی طریقوں سے اس میں جان ڈالتے ہیں۔ بعض جگہ منتر پھونک کر (سماٹرا' بینکس آئی لینڈز) بعض جگہ سانسوں سے (نیو ہیبرائڈز' ہوائی' نیوزی لینڈ' آسٹریلیا میں ملبورن کے قریب کے قبائل) آسمانی

مشروب کے ذریعے (جنوب مشرقی بورنیو' بل ے ہرا) مناہسا میں دیوتا انسانی پتلوں کے کانوں اور سر پر پاؤڈر ڈال کر ان میں روح پھونکتا ہے "من ڈاناؤ" میں ان پر تھوکتا ہے۔

اس قسم کی متھس اور کہانیاں ایک اور تبدیلی کی نشاندہی کرتی ہیں۔ ان میں اولین آدمی آسمانی جوڑے سے خلق ہوئے (انڈونیشیا' مرقوئی سس' ہوائی' تاہتی) بعض متھس میں انسان کے اب و جد' افلاک سے زمین پر آئے (کی آئی لینڈز' نیوگنی' ہوائی' کے تش' اور شمالی آسٹریلیا) بعض میں دیوی زمین پر آ کر غیر معمولی طور پر حاملہ ہوئی (نومائی' مارٹ لاک) یا بچے اس کی (دیوی) آنکھوں اور بازوں سے برآمد ہوئے۔ (نومائی) درختوں میں سے خلق ہوئے (انڈونیشیا' نیو بر-ٹن' سوبومن آئی لینڈز' وکٹوریہ کے قبائل) بورنیو کے "کے ین" کے قبیلے کے مطابق ابتدائی آدمیوں نے آسمان سے اترنے والے درخت' اور اس سے پیوستہ انگور کی بیل کے ملاپ سے جنم لیا۔ پلو آئی لینڈز میں پہلا مرد ایک دیوتا اور پہلی خاتون ایک دیوی نے پیدا کی اور پھر سلسلہ آگے چلا۔ کوئنز لینڈ کے قبائل کے خیال میں پہلے مرد کو پتھر اور پہلی خاتون کو چوبی بکس سے بنایا گیا۔ وکٹوریہ کے ایک قبیلے کے عقیدے کے مطابق دیوتا **پنجل** (Pundgel) نے مٹی سے بنائے اور ابتدائی دو خواتین کو اس کے بھائی (یا بیٹے) پل ین نے ایک جھیل کی تہہ میں سے برآمد کیا۔ نیو بر-ٹین کے **بیننگ** نامی قبیلے کے خیال میں' ابتداء میں چاند اور سورج تھے۔ پتھر اور پرندے ان کے بچے تھے۔ پھر پتھر مرد اور پرندے خواتین بن گئے۔ جن سے پہلا **بیننگ** (ا) پیدا ہوا۔ وغیرہ وغیرہ۔

(نیو لیروزے انسائیکلوپیڈیا آف مائتھالوجی ص ۴۶۹)

آگ

آگ سے متعلق بعض متھس میں جس شخص سے آگ حاصل کی جاتی ہے وہ

ا۔ اسی نام کے قبیلے کا اولین فرد

اسے پیٹ میں رکھتا ہے (نورو' نیو گنی) نیوزی لینڈ میں وہ ایک دیوتا ہے۔ ایڈمیرلٹی آئی لینڈز میں وہ سانپ اور کوئینز لینڈ میں کنگرو کی قسم کا جانور ہے۔ وکٹوریہ کے ایک قبیلے کے نزدیک' آگ کو ایک آدمی آسمان سے لایا۔ کوئینز لینڈ کی ایک کہانی بتاتی ہے کہ ایک زین چڑیا اسے لائی۔ اسے زیرین دنیا سے لایا گیا (نیو بریٹین' نیو گنی' پولی نیشیا) نیو بریٹین کے سلکا نامی قبیلہ کا ایک آدمی جس کا نام ایما کانگ' تھا۔ وہ اسے دریا کی تہہ میں سے لایا۔ ہوا یوں کہ اس کا ایک قیمتی پتھر دریا میں گر گیا چنانچہ اس نے اسے ڈھونڈنے کے لئے دریا میں غوطہ لگایا۔ دریا کہ تہہ میں سانپ نما آدمی رہتے تھے۔ اس نے ان سے آگ حاصل کی اور زمین پر لے آیا۔ آگ کو ایک جانور' کئی ناکام کوششوں کے بعد دنیا کے دوسرے حصے سے لایا۔ (فلپائن' ایڈمیرلٹی آئی لینڈز' نیو گنی) کئی متھس میں آگ ایک شخص کے قبضے میں ہے جو اسے ہوا تک نہیں لگنے دیتا۔ ایک بوڑھی عورت (وڈلارک آئی لینڈ' پیو آ) دو خواتین (نیو ساؤتھ ویلز) اسے وہاں سے لاتی ہیں۔ نیوزی لینڈ کی ایک کہانی میں مردوں کا دیوتا۔ دوستانہ حیثیت میں خود اسے دیتا ہے۔ وغیرہ وغیرہ

(نیو لیروزے انسائیکلوپیڈیا آف مائتھالوجی ص ۴۷۲)

آسٹریلیا

آسٹریلیا کے قدیم باشندوں میں آج بھی ان گنت متھس' قصے اور لوک کہانیاں سنی اور سنائی جاتی ہیں۔ وہ ان قصے کہانیوں کو اپنے قبائل کے نوجوانوں تک پہنچانا اپنا فریضہ خیال کرتے ہیں۔ ہزار ہا سال سے یہ روایات اور اساطیری کہانیاں ایک نسل سے دوسری نسل تک پہنچتی آ رہی ہیں۔ اور حقیقت تو یہ ہے کہ آسٹریلیا کے قدیم باشندوں نے قبائلی ضوابط اور رواجات کو ان ہی قصے کہانیوں کے ذریعے اپنے بچوں تک پہنچایا۔ مائیں یا قبیلے کے بڑے بزرگ' اشاروں کنایوں پر مبنی یہ کہانیاں انہیں سناتے ہیں۔

آسٹریلیا میں نسلیں آتی رہیں لیکن آسٹریلیا کے ان باسیوں نے اپنی عادات اور رواجات میں معمولی سی تبدیلی بھی نہیں آنے دی۔ ان کے رواجات اور ضابطے مقرر اور ناقابل تغیر ہیں۔ ان کی ہر نسل میں کوئی نہ کوئی رہنما اور قانون دہندہ ہوتا جو سب سے پہلے انہیں اخلاقیات اور سماجی اور قبائلی رواجات کی تربیت دیتا ہے۔ نورندری (Nurundary) قدیم باشندوں کا بہت بڑا رہنما تھا جس کے مہیا کردہ قوانین بچوں کو بچپن ہی میں سکھانا بہت ضروری تھا۔

آسٹریلیا کے کلاسیکی قصے کہانیاں اور لوک روایتیں مختلف قبائل کے اصل نژاد باشندوں کی بیان کردہ ہیں جو بچپن ہی سے انہیں سنتے آئے ہیں۔ یہ قصے کہانیاں گنجلک اور پیچیدہ تو ضرور ہیں۔ لیکن اقوام عالم کی کہانیوں سے لگا کھاتی ہیں۔ آسٹریلیا میں جانوروں اور پرندوں کی متھس اور کہانیاں عام ہیں۔

تخلیق کی کہانی

عظیم روح (Great Spirit) کی آواز' بجرا (Bajjara) (۱) اور ارنا (Arna) (۲) سے خواب میں ہم کلام ہوئی اور کہا۔ "جاؤ! اور جا کر یہ کہانی سنادو۔ کیونکہ میں نے تمہیں اپنا پیامبر چن لیا ہے"۔ کہانی یہ تھی (۳)

تمام خلا میں **گمبھیر** تیرگی تھی اور اسی بے حس و حرکت اور خاموش تاریکی میں سرد اور بے جان زمین لیٹی ہوئی تھی۔ زمین کی سطح پر بلند و بالا چوٹیوں کے ساتھ کہسار موجود تھے۔ پہاڑیاں' وادیاں' میدان گہرے غار اور گپھائیں تھیں اور ان غاروں اور گپھاؤں میں زندگی کے آثار پنہاں تھے۔ لیکن وہ اپنے گردو پیش سے بے خبر تھے۔ یہاں ہوا بلکہ لطیف صبا تک نہ تھی۔

مدت مدید سے ایک ہولناک اور مرگ آسا خاموشی ہر چیز پر مسلط تھی۔ زمین کی تاریکی اور سکوت میں ایک نوجوان حسین دیوی محو استراحت تھی۔ ایک دن عظیم روح پدر نے نرم و ملائم لہجے میں اسے کہا۔

"تم میری خواہش کے مطابق خواب شیریں سے لطف اندوز ہوتی رہی ہو۔ اب جاگو! اور جا کر عالم اور موجودات عالم میں زندگی کی جوت جگا دو اور ایسا ہی کرو جیسا کہ میں نے حکم دیا ہے۔ سب سے پہلے گھاس' پودوں اور درختوں کو نیند سے بیدار کرو! پھر کیڑے مکوڑوں' رینگنے والے جانوروں' افعیوں' گرگٹوں' پرندوں اور جانوروں سے اس دنیا کو بھر دو۔ زاں بعد اس وقت تک آرام کرو جب تک کہ ان چیزوں کو پیدا کرنے کا مقصد پورا نہ ہو جائے۔

نوجوان دیوی نے ایک لمبا سانس لیا جس سے بے حس حرکت فضا میں ارتعاش در آیا۔ اس نے عظیم روح پدر کو کہا کہ وہ آپ کا حکم بجا لانے کو تیار ہے۔ اس نے اپنی خوبصورت آنکھیں کھولیں اور اس کی ہستی نور کے سیلاب میں نمودار ہوئی۔ تیرگی معدوم ہو گئی تھی۔ اس نے سنسان اور تہی زمین پر نگاہ ڈالی۔ وہ ایک دھبہ دکھائی دے رہی تھی۔ طویل فاصلوں کو طے کر کے وہ شہاب ثاقب سے زیادہ سبک انداز میں زمین کی طرف بڑھی اور بڑی نفاست سے زمین پر اتری کہ کہیں اس میں خوابیدہ ذی جان اشیاء کے سکون میں خلل نہ در آئے۔ اس نے اشجار سے تہی میدان میں اپنا گھر بنایا۔ جلدی ہی اس کا عمل زمین کی منجمد زندگی پر اثر انداز ہونے لگا۔

وہ اپنے گھر سے نکل کر میدانی علاقے میں اپنے سفر پر روانہ ہوئی اور پھر مغرب میں ہو کر مشرق میں اسی جگہ آ گئی جہاں سے وہ چلی تھی۔ جہاں جہاں وہ پاؤں دھرتی گئی۔ اس کے نقش پا' گھاس' جھاڑیوں' اور پیڑوں میں مبدل ہوتے گئے۔ پھر اس نے اپنا رخ شمال کی جہت کیا اور جنوب میں سے اس جگہ آ نکلی جہاں سے عازم سفر ہوئی تھی۔ ان راہوں میں بھی وہ دلکش دیوی نقوش پا کے بجائے سبزہ' نہال اور درخت پیچھے چھوڑتی چلی گئی۔ اس دیوی نے زمین کے گرد سفر جاری رکھا یہاں تک کہ کل سطح زمین نباتات اور ہریالی سے بھر گئی۔ پھر سورج دیوی (ماں) درخت اور نباتات سکون سے رہنے لگے۔ اور پھر سورج دیوی نے ایک آواز سنی جو اسے زمین کے غاروں میں جانے اور زندگی تخلیق کرنے کو

کہہ رہی تھی۔ وہ اپنے ساتھ حدت اور روشنی لے کر دنیا کے سرد اور تاریک غاروں میں گئی۔ اس وقت زیرِ زمین ارواح چیخ اٹھیں۔ "اے ماں۔ تو نے ہمارے سکون کو کیوں مرتعش کر دیا۔ ہم تو زمین کے اس حصے پر لاکھوں برس سے حکمران ہیں" سورج دیوی ماں نے زمین کے نیچے ایک دن قیام کیا۔ وہ ہر حصے میں گھومی پھری' پھر زمین کی تہوں میں سے خوبصورت کیڑے مکوڑوں کے جمگھٹ سامنے آئے۔ وہ ایک جھاڑی سے دوسری پر اڑنے اور ہر چیز کو اپنے رنگ میں رنگنے لگے۔ اس طرح انہوں نے زمین کو اور خوبصورت بنا دیا۔ اب سورج ماں پھر آرام کرنے لگی۔

وہ آرام کرنے لگی تاکہ نوزائیدہ کیڑے مکوڑے خود کو اپنی زندگی کے مطابق ڈھال لیں۔ پھر وہ اپنے نور کے رتھ میں پہاڑوں کی جانب نکل گئی۔ وہ کوھساروں اور پربتوں کی دیدہ زیب چوٹیوں کی سیر کرتی رہی۔ جنہوں نے زمین کے چہرے کو ڈھانپ رکھا تھا۔ زاں بعد وہ عظیم ہوا پر اٹھی اور ایک لمحے میں دنیا کے سب حصوں میں پھر گئی۔ اور پھر اسی ہوا کے دوش پر اپنے گھر واپس آ گئی۔ اس نے دو سورج نکلنے (دو دن) تک گھر میں آرام کیا۔ اگرچہ تخلیق کے اس مرحلے میں سورج ابھی تعینات نہیں ہوا تھا۔ وہ ایک ابدی دن پیہم چمکتی رہی۔ زمین کے اندرونی حصوں کے سوا اور کہیں تیرگی نہ تھی۔ آرام کرنے کے بعد سورج دیوی ایک اور غار یا خلا میں گئی۔ پھر وہ بے اشجار میدان میں اپنے گھر آ گئی۔ اس خلا میں سے سانپ اور گرگٹ کی مختلف قسمیں نمودار ہوئیں اور زمین پر پیٹ کے بل رینگنے لگیں۔ ایک دریا نے بھی غار سے نکل کر وادی کی راہ لی۔ جس میں چھوٹی بڑی مچھلیاں تیر رہی تھیں۔

پھر سورج ماں نے اپنے کام کا جائزہ لیا۔ ہر چیز اپنی جگہ پر صحیح تھی۔ وہ کلشہ کوہ پر گئی۔ اس نے درختوں' جھاڑیوں' گھاس' تتلیوں' بھونروں' افعیوں' گرگٹوں' خشک زمین اور پانی کو دیکھا---وہ اپنے کام سے مطمئن تھی۔ ہوا دوبارہ آئی اور اسے اٹھا کر زمین کے ہر گوشے میں لے گئی اور پھر اسے واپس اس کے

گھر، بے اشجار میدان میں لے آئی۔ اس نے یہاں کچھ عرصے آرام کیا۔

جب سورج ماں اگلی بار تخلیقی عمل کے لئے باہر نکلی تو اس کے جلو میں کیڑے مکوڑے، افعی اور گرگٹ تھے۔ وہ اگلے غار میں تخلیقی عمل کو دیکھنے آئے تھے۔ وہ تہہ میں اتری تو تاریکی اس کی آب و تاب سے ایک بار پھر ہوا ہو گئی۔ تمام گگروں اور تہہ کے ساتھ ساتھ پرندوں اور حیوانوں کی روحانی صورتیں موجود تھیں۔ وہ ہوا کے دوش پر گھر چلی آئی۔ اس واقعہ کے چند دن بعد اس غار سے مختلف رنگوں کے ان گنت پرندے نکل آئے۔ تمام ارواح کا باپ اس کے تخلیقی عمل سے مطمئن تھا۔

پھر اس نے زمین کو موسمی تبدیلیوں کا حکم دیا۔ موسم بہار کے آغاز میں اس نے تمام کیڑے مکوڑوں، جانوروں اور حیوانوں وغیرہ کو جمع ہونے کے لئے کہا۔ وہ اکٹھے ہوئے تو سورج ماں نے لطیف لہجے میں کہا۔ "سنو بچو! میں تمہاری سوتیلی ماں ہوں، عظیم پدر ارواح نے تمہیں زمین سے نکالنے کو مجھے کہا تھا۔ زمین پر میرا کام مکمل ہو چکا ہے۔ اب میں بلند خطے میں جا کر تمہارے لئے روشنی اور زندگی بنوں گی"

اچانک سورج ماں زمین سے فضا میں بلند ہوئی۔ اس کے غائب ہوتے ہی زمین کا چہرہ تاریک ہو گیا۔ وہ چیخنے چلانے لگے۔ جیسے سورج ماں نے انہیں بھلا دیا تھا۔ وہ کھڑے رہے حتیٰ کہ انہوں نے مشرق میں روشنی کو طلوع ہوتے دیکھا۔ وہ تمام سورج ماں کو مشرق سے تبسم کناں نمودار ہوتے دیکھ رہے تھے۔ سورج ماں کہیں نہ ٹھہری اور مغرب میں اپنا سفر جاری رکھا۔ سورج ماں کے پیچھے ہمیشہ اندھیرا آئے گا اور تاریکی کا یہ عرصہ آرام کے لئے ہو گا۔ چنانچہ وہ آرام کی خاطر ادھر ادھر دوڑے۔ وہ پھول جو سورج کی روشنی میں کھلے تھے۔ سمٹ گئے، سو گئے، چھوٹی سی جوئبار کی آبی روح جو دھوپ کی تمازت اور آب و تاب سے بہت پیار کرتی تھی اٹھتی چلی اور نظروں سے اوجھل ہو گئی اور روشنی تک پہنچنے کی کوشش میں ختم ہو گئی۔ یہ زمین پر واپس آئی اور خوبصورت چمکدار شبنم کے

قطروں کی صورت اس نے درختوں' جھاڑیوں اور گھاس پر آرام کیا۔
جب مشرق میں صبح نمودار ہوئی تو پرندوں نے سب سے پہلے سورج ماں کے نقیبوں کو آتے دیکھا۔ وہ خوشی میں بولنے اور چہچہانے لگے۔ بعض نے خوشیوں بھرے گیت گائے۔ جب سورج ماں نے مشرقی آسمان سے جھانکا تو اوس کے قطرے سورج ماں سے ملنے کو آسمان کی طرف پرواز کرنے لگے اس طرح صبح اور رات کا آغاز ہوا۔

بہت سارے سال گزر گئے تو حیوان اور پرندے اکتا گئے۔ حیوان رونے لگے کہ وہ پرندوں کی طرح اڑ نہیں سکتے۔ مچھلیاں پانی میں مطمئن نہ تھیں۔ وہ خوب صورت دھوپ میں سے اپنا حصہ چاہتی تھیں۔ کیڑے مکوڑے بھی مطمئن نہ تھے۔ حیوان' پرندے یا رینگنے والے جانور نہیں بن سکتے تھے۔ انہوں نے کھانے پینے سے انکار کر دیا تھا۔ سورج ماں زمین پر واپس آئی اور سب کو اکٹھا کر کے کہا "اے زمین کے بچو! میں نے تمہیں زندگی اور انتخاب کا حق دیا۔ لیکن اب تم ہاتھ مل رہے ہو اور پچھتا رہے ہو۔ تمام حیوانوں' پرندوں' رینگنے والے جانوروں' مچھلیوں اور حشرات الارض نے اپنا انتخاب خود کیا تھا اور ان میں سے بعض کتنے مسخرے تھے۔ یعنی کنگرو' جھالردار گرگٹ' ہر قسم کے چمگادڑ' بلی کن' پردار لومڑ' اور احمق دکھائی دینے والا ووھب بیٹ اور مینڈک" وہ پھر کہنے لگی۔ "اے زمین کے بچو! کل جب میں تم سے ملوں گی تو اپنے دل کا راز بتاؤں گی" پس دوسری صبح تمام حیوان' پرندے' رینگنے والے جانور اور کیڑے مکوڑے مشرق میں آنکھیں جما کر بیٹھ گئے۔ جب سورج ماں اٹھی تو کہنے لگی۔ "میں نے تمہیں دنیائے روح کا ایک بیٹا دیا ہے لیکن وہ تم میں سے ایک ہو گا۔ "پھر اس نے صبح کے ستارے کو کہا "اے میرے بیٹے تو یہاں حکومت کر۔ میں تیرے لئے دوست بھیجوں گی۔ میں جب مغرب کے اس پار غوطہ لگاؤں گی۔ تو تو آسمان سے کسی روشن ہستی کو آتے دیکھے گا۔ یہ خاتون شب ہو گی جو چمکنے میں تیری مدد کرے گی۔ اور خوشیوں بھری روشنی میں تجھے حصہ دار بنائے گی"

جب روشنی کی دیوی نے روشنی کے رتھ میں آسمان عبور کیا اور تاریکی پھیلنے لگی تو موعودہ ہستی نمودار ہوئی اور یوں سورج دیوی کی حسب خواہش چاند پیدا ہوا۔ چاند زمین پر اترا اور صبح کے ستارے کی بیوی بن گیا۔ پھر ان کے بچے پیدا ہوئے جو انسانوں کی صورت قیام پذیر ہوئے اور ان میں اضافہ ہوتا چلا گیا اور جب وہ مرے تو ستاروں کی صورت انہیں آسمان میں جگہ ملی۔

(متھس اینڈ لیجنڈز آف دی آسٹریلین ابوریجنلز)

آگ کی دریافت

ایک دن آبی چوہے (Water-rat) کی بیوی نے اپنے خاوند کو کہا "میرے پیارے! میں نے بہت خوبصورت خواب دیکھا ہے۔ کیا تمہیں دریا کا وہ کنارا یاد ہے جہاں دریا کا پانی چھلک کر نشیبی جگہ میں بھر جایا کرتا۔ اور جہاں آبی للی کے خوبصورت پھول کھلتے تھے اور تم مجھے دیکھنے آیا کرتے۔ ہاں (خواب سناتی ہے) میں وہاں پانی کے کنارے، شہتیر پر بیٹھی۔ اپنی ملاقاتوں کو یاد کر رہی تھی کہ پانی میں سے ایک کابلی مکھی (Dragonfly) نکل کر آبی للی پر بیٹھ گئی۔ پھر وہ جہاں سے آئی تھی اسی جگہ پر گئی اور پانی کی سطح پر چکر لگانے لگی۔ جلدی ہی وہاں پانی کی سطح پر ایک بہت بڑا اور شفاف بلبلا نمودار ہوا اور آبی للی کی طرف بہنے لگا۔ اب کابلی مکھی بھی اس کے پیچھے پیچھے چلی۔ پھر بہت سی کابلی مکھیاں آئیں۔ ان سب نے مل کر بڑی احتیاط سے پانی کی سطح پر سے، اس بلبلے کو اٹھایا اور لے جا کر آبی للی پر رکھ دیا۔ میں بیٹھی اس عجیب سے نظارے کو بڑی حیرت سے دیکھ رہی تھی اور سوچ رہی تھی کہ یہ سب کچھ کیا ہے۔

اور پھر کوندے کی مثال مجھ پر ظاہر ہوا کہ یہ تو آبی للی کی آتما (۴) ہے۔ جو اس کے گرد ناچ رہی اور آسمان کی طرف اچھل رہی ہے۔ اسی لمحے بلبلا چیخ گیا تھا۔ اے میرے پیارے! وہ نظارہ کتنا خوبصورت تھا۔ آبی چوہے کا ایک پیارا سا

بچہ آبی لمی کی آغوش میں بڑے اطمینان سے ہمک رہا تھا۔

جوان آبی چوہا اٹھ کر بیٹھ گیا اور گہری سوچ میں غرق ہو گیا۔ کچھ دیر بعد اٹھا بیوی کو چوم کر تیزی سے ایک طرف چل دیا اور اس جگہ پہنچا جس کا تذکرہ ابھی اس کی بیوی نے کہا تھا۔ اس نے یہاں کنارے پر کئی چکر لگائے۔ اپنی بیوی کا گھر بنانے کے لئے نشیب میں موزوں جگہ تلاش کی۔ اور گوند کے درخت کی جڑوں کے نیچے زمین کھودنے لگا۔ وہ جگہ کھودتا چلا جا رہا تھا کہ سامنے رکاوٹ آ گئی۔ یہ درخت کی جڑ تھی۔ اسے برا لگا۔ لیکن یہ جگہ اسے پسند تھی۔ اس لئے اسے چھوڑنا بھی گوارا نہ گیا۔ وہ جڑ کو کاٹنے کے لئے اپنے دانتوں کو اوزار کے طور پر استعمال کرنے لگا۔ وہ دانتوں سے جڑ کو کاٹ رہا اور چبا رہا تھا کہ دانتوں کے قریب سے اچانک ایک روشن چنگاری نکلی۔ پھر بار بار ایسا ہوا۔ گھر بنانے کے بعد گھاس کی نرم پتیوں سے اسے آراستہ کیا۔ پھر بڑی سرعت سے بیوی کے پاس پہنچا اور اسے ساتھ چلنے کی دعوت دی۔

انہوں نے گھر تک کا راستہ خاموشی سے طے کیا۔ وہ اندر گئی اور اپنے گرم اور آرام دہ آشیانے میں اطمینان سے بیٹھ گئی۔ سکون اور استراحت نے اسے جلدی ہی گہری نیند سلا دیا تھا۔ جب وہ خواب شیریں سے بیدار ہوئی تو خاوند نے اسے اپنی دریافت سے آگاہ کیا اور آگ تیار کرنے کا اس کے سامنے عملی مظاہرہ کیا۔ آبی چوہیا نے جلدی سے جا کر اپنے باپ، ماں، بھائی اور بہن سے اس کا تذکرہ کیا اور پھر یہ بات آبی چوہے کے تمام قبیلے میں گھوم گئی۔ وہ تمام آئے۔ انہوں نے آگ دیکھی۔ اور اس کی راحت اور توانائی دہ حدت محسوس کی۔ اس کے بعد آبی چوہے کے قبیلے نے طے کیا کہ وہ آگ کے اس راز کو اپنے تک محدود رکھیں گے اور اسے کچھوے، جل ککڑی، کنگرو، ڈنگو یا کسی اور قبیلے پر ظاہر نہیں کریں گے۔

اب کنگرو، چمگادڑ، گوانا، کچھوا گھاس میں سے آگ کو دیکھ سکتے تھے۔ کچھوا رینگ کر اسے دیکھ سکتا تھا۔ یہ جاننے کے لئے کہ یہ چیز کیا ہے۔ وہ سلام کرنے

کی غرض سے آبی چوہے کے گھر گئے۔ لیکن آبی چوہا بہت ہوشیار تھا۔ جب بھی وہ انہیں آتے دیکھتا۔ آگ کو چھپا لیتا۔ پھر دوسرے قبائل نے باز کے ذریعے ایگل ہاک کو آبی چوہے کا یہ راز معلوم کرنے کے لئے کہا۔ چنانچہ ایک روشن صبح جب آسمان پر کوئی بادل نہ تھا۔ ایگل ہاک اپنے مشن پر روانہ ہوا۔ وہ اوپر ہی اوپر نیلگوں آسمانوں میں اڑتا چلا گیا۔ یہاں تک کہ وہ ایک چھوٹا سا دھبا دکھائی دینے لگا اور پھر نگاہوں سے اوجھل ہو گیا۔ لیکن اس کی متلاشی آنکھیں اب بھی فاصلوں میں سے گزر سکتی تھیں۔ وہ نیچے دریا اور ہر چیز کو دیکھ سکتا تھا۔ اس نے آبی چوہے کو آگ جلاتے دیکھا۔ اب وہ شدید ہوا کا سا شور فضا میں چھوڑتا گولی کی طرح زمین کی طرف چلا۔ اس شور سے ہر ذی جان چیز مسحور ہو گئی تھی۔ آبی چوہا بھی جامد و ساکت ہو گیا تھا۔ ایگل ہاک آبی چوہے پر جھپٹا اور اسے اپنے مضبوط پنجے میں تھام کر دوبارہ آکاش میں چڑھ گیا اور بلندیوں پر گردش کرنے لگا۔ "اپنا راز مجھے بتاؤ!" اس نے چوہے کو کہا "ورنہ میں تمہیں چھوڑ دوں گا" آبی چوہے نے جان گنوانے کی بجائے راز بتانا بہتر سمجھا اور یوں خود غرض آبی چوہے کے قبیلے سے (آگ کا) یہ راز معلوم کر کے اس نے دوسرے قبائل تک پہنچایا۔

(متھس اینڈ لیجنڈز آف دی آسٹریلین ابوری جی نلز ص ۶۷ تا ۶۹)

کچھوے کو سنگین پشت کس طرح ملی

بہت مدت پہلے جھاڑیوں کے پنچھی اور جانور اونچے اونچے ناہموار پہاڑوں سے گھری ایک بہت بڑی اور گہری وادی میں رہتے تھے۔ یہاں خوراک کی قلت پیدا ہو گئی تھی چنانچہ پرندوں اور جانوروں کے اجلاس میں خوراک کی قلت کا مسئلہ زیر بحث لایا گیا لیکن گرما گرم باتوں کے باوجود وہ اس مسئلہ کا حل ڈھونڈنے میں ناکام رہے۔ آخر میں کچھوا کچھ کہنے کو اٹھا تو تمام اجلاس کشت زعفران بن گیا۔ ہر جانور نے کچھوے کا مذاق اڑایا۔ چونکہ وہ سست اور بے فیض تھا اس لئے

سب اسے احمق تصور کرتے تھے۔ بہرحال مخالفت کے باوجود اس نے تجویز پیش کی کہ جانوروں کے سنگ دل' شکاری بادشاہ' ایگل ہاک کو پہاڑی سلسلوں کے اس پار جا کر خوراک کا پتہ لگانا چاہیے۔

ایگل ہاک طویل راستہ طے کر کے پہاڑی سلسلے کے دوسری طرف پہنچا تو اس نے ہر قسم کی خوراک سے مالا مال ایک خوبصورت ملک دیکھا۔ ایک چھوٹے سے ولی ویگ ٹیل (Willy-Wagtail) کے علاوہ اور کوئی جانور یا پرندہ اسے وہاں دکھائی نہ دیا۔ ایگل ہاک نے چھوٹے ولی ویگ ٹیل کو کہا "کیا میں بھوک زدہ اپنے بھائیوں کو تمہارے خوبصورت ملک میں لا سکتا ہوں" "ضرور۔ لیکن اس سے پہلے تمہیں مجھ سے کشتی لڑنی پڑے گی" "بے شک" بڑے اور مضبوط ایگل ہاک نے سوچا کہ یہ تو بہت ہی آسان کام ہے۔ لیکن چھوٹا ولی ویگ ٹیل بہت چالاک تھا۔ اس نے مچھلی کے بڑے بڑے کانٹے اکھاڑے میں تیز نوکیلی میخوں کی صورت گاڑ دیئے۔ کشتی شروع ہوئی تو چھوٹے ولی ویگ ٹیل نے ایگل ہاک پر ایک داؤ چلایا۔ جس سے وہ تیز نوکیلے کانٹوں پر گرا اور تمام تیز کانٹے اس کے جسم میں بیک وقت پیوست ہو گئے۔

پہاڑی سلسلے کے اس پار پرندے اور جانور ایگل ہاک کا انتظار کرتے کرتے تھک گئے تھے۔ چنانچہ اب انہوں نے پتنگ نما باز کو روانہ کیا۔ لیکن وہ بھی ایگل ہاک کی طرح مارا گیا۔ اس کے بعد چتلے کوے' چمگادڑ' ڈنگو اور دوسرے جانوروں کو یکے بعد دیگرے بھیجا گیا لیکن وہ بھی چھوٹے اور چالاک ولی ویگ ٹیل کے ہاتھوں مارے گئے۔

خوراک کی قلت کے باعث جب حالات اور بھی بگڑ گئے تو بوڑھے کچھوے نے خود کو رضاکارانہ طور پر پیش کیا۔ اور پھر وہ آہستہ آہستہ رینگ کر' بہت ہی تکالیف کے بعد' ولی ویگ ٹیل کے خوبصورت ملک میں پہنچ گیا۔ معمول کے مطابق ولی ویگ ٹیل نے اسے بھی دعوت مبارزت دی۔ "ہاں بڑی خوشی سے" کچھوے نے جواب دیا "پر تھوڑا سا صبر کرو"

کچھوا ایک جھاڑی میں گھس گیا۔ اس نے ایک چوبی ٹکڑا لیا اور گوند کے درخت کی دبیز چھال کا ایک ٹکڑا درخت سے الگ کیا۔ اب اس نے چوبی ٹکڑے کو اپنی پشت پر رکھا اور درخت کی چھال چار آئینہ کی صورت سینے پر باندھی۔ اور ولی ویگ ٹیل سے کشتی لڑنے پھر باہر نکلا۔

شگفتہ مزاج اور پھرتیلا ولی ویگ ٹیل اس کے گرد خوب اچھلا کودا اور پھر عمر رسیدہ اور سست کچھوے پر اپنا مخصوص داؤ آزمایا۔ کچھوا نوکدار تیز کانٹوں پر گرا لیکن اپنی احتیاطی تدابیر کی وجہ سے بچ گیا۔ ولی ویگ ٹیل نے نوکدار میخوں پر بار بار اسے گرایا اور وہ ہر بار اپنی حکمت عملی یعنی چوبی ٹکڑے اور چار آئینہ کی وجہ سے بچ گیا۔ ولی ویگ ٹیل تھک کر' بری طرح ہانپنے لگا تھا۔ کچھوے نے اسے با آسانی ٹھکانے لگا دیا۔

کچھوے نے واپس آکر پرندوں اور جانوروں کو اس ملک کے بارے میں بتایا جہاں ہر قسم کی خوراک بکثرت تھی اور جہاں ایگل ہاک' ڈنگو' کنگرو اور دوسرے جانور اپنی اپنی طاقت کا مظاہرہ کرنے کے باوجود مارے گئے تھے اور ایک عمر رسیدہ اور ست الوجود کچھوا اپنی فراست اور عیاری سے حصول مقصد میں کامیاب ہو گیا تھا۔ اور پھر اسی دن عیار اور دھوکہ باز عدو پر عظیم فتح پانے کی یادگار کے طور پر اسے سنگین پشت اور چار آئینہ استعمال کرنے کی اجازت مل گئی وہ اپنی طویل زندگی میں کسی وقت بھی داد و تحسین کا جویا دکھائی نہیں دیا بلکہ بڑے عجز و انکسار سے خدمت کی اور اب اپنی پشت پر شیلڈ اٹھائے پھرتا ہے۔

(متھس اینڈ لیجنڈز آف دی آسٹریلین ابوری جی نلز ص ۱۱۸ تا ۱۲۰)

تھرڈڈ جمبو

بہت عرصہ پہلے "گی رل گھلی" (Ge Rill Ghillie) کی سرزمین میں غار تھا جس میں تھرڈڈ جمبو(Thardid Jimbo) رہتا تھا۔ وہ بے حد مضبوط ہاتھ پاؤں کا

سات فٹ اونچا دیو (بلا) تھا۔ وہ ہر روز سورج طلوع ہونے پر شکار کی تلاش میں گھر سے نکلتا۔ گوانا' نیلی زبان والے جھالر دار گرگٹ اور سانپ اس کی پسندیدہ خوراک تھے۔ تھرڈڈ جمبو کے گھر سے چند میل دور ممل بیری نامی ایک شریف آدمی اور اس کی دو بیویاں رہتی تھیں۔ یہ دونوں بہنیں ایک معزز معالج کی بیٹیاں تھیں۔ دونوں اپنے خاوند کو بہت چاہتی تھیں۔ ایک صبح جلدی اٹھ کر ممل بیری نے انہیں الوداع کہا اور صبح کی تازہ ہوا میں باہر نکل گیا۔

ادھر تھرڈڈ جمبو بھی صبح سویرے اپنے غار سے باہر نکل آیا اور تیز تیز قدموں سے مغرب کی سمت چلنے لگا۔ اب ممل بیری اور تھرڈڈ جمبو ایک دوسرے کی طرف سیدھے بڑھ رہے تھے۔ ایک جگہ ممل بیری نے جانوروں کے پاؤں کے تازہ نشان دیکھے جو جنوب کی طرف جا رہے تھے۔ وہ سمجھ گیا یہ کنگرو تھے۔ وہ ایک ماہر شکاری کی طرح کنگروؤں کا تعاقب کرنے لگا۔ ایک کنگرو نظر آ گیا تھا۔ وہ جھاڑیوں کی آڑ میں رینگ رینگ کر شکار کی طرف بڑھنے لگا۔ ممل بیری کے پاس ایک نیزہ اور نیزہ نما کوئی چیز تھی جس کے سرے پر ایگل ہاک کے پر بندھے تھے۔ یہ کنگروؤں کو دھوکا دینے کے لئے تھے۔ ممل بیری نے کنگرو کو گرا لیا۔ ایک جگہ بیٹھ کر اس نے آگ جلائی اور اپنا شکار بھوننے لگا۔

اس دوران تھرڈڈ جمبو نے کافی فاصلہ طے کر لیا تھا۔ راستے میں جو گوانا اور گرگٹ نظر آیا اس نے جھپٹ لیا۔ تھرڈڈ جمبو نے ممل بیری اور کنگرو کے پاؤں کے نشان دیکھے تو ان کے تعاقب میں چلا۔ اسے وہ بانس نظر آ گیا تھا جس کے سرے پر ایگل ہاک کے پر بندے تھے۔ وہ جگہ بھی اس کے سامنے تھی جہاں کچھ دیر پہلے کنگرو کو ہلاک کیا گیا تھا۔ اب پاؤں کے نشانات کی حاجت نہیں تھی۔ کیونکہ جلتی لکڑیوں اور کنگرو کے بھنتے گوشت کی خوشبو آنے لگی تھی۔

وہ اس خوشبو کے سہارے آگے بڑھ رہا تھا کہ ممل بیری سامنے آ گیا جو کنگرو کا جگر اور دل مزے لے لے کر کھا رہا تھا۔ وہ شیطان صفت اور ظالم آنکھوں سے اسے گھورنے لگا۔ اس وقت ممل بیری نے نگاہیں اٹھائیں تو دیو نما ہستی

سامنے تھی۔ وہ فوراً جان گیا کہ یہ تھرڈذ جمبو ہے۔ انسان کا جانی دشمن۔ممل بیری نے تیزی سے نیزہ اٹھایا اور اسے ہاتھوں میں تولنے لگا۔ تھرڈذ جمبو نے ممل بیری سے دس گز دور اطمینان سے آگ روشن کی اور گواناؤں اور گرگٹوں کے نیم سوختہ گوشت سے لطف اندوز ہونے لگا۔ ممل بیری نے نیزہ زمین پر رکھ دیا۔ اور افتادہ درخت کے تنے پر بیٹھ کر تھرڈذ جمبو کو دیکھنے لگا جو بے ہودہ انداز میں گوشت کھا رہا تھا۔ ممل بیری کو اس پر ترس آگیا۔ اس نے بھنے ہوئے کنگرو کی ران کاٹ کر تھرڈذ کو پیش کی جو اس نے بخوشی قبول کر لی اور رغبت سے کھانے لگا۔ تھرڈذ جمبو اور ممل بیری کے درمیان تقریباً تین قدم کا فاصلہ تھا۔ تھرڈذ جمبو نے للچائی نظروں سے ممل بیری کو دیکھا۔ اور کہا "مجھے ایک جوں دکھائی دے رہی ہے" ممل بیری نے اپنی حفاظت کو ذہن سے نکال دیا تھا۔ جھک کر بولا۔ "اسے پکڑ کر پھینک دو" تھرڈذ جمبو کو موقع مل گیا۔ اس نے منہ کھولا اور تیز دانت مار کر ممل بیری کے سر کو دھڑ سے الگ کر دیا۔

تھرڈذ جمبو نے ممل بیری کے دھڑ کو آگ میں بھونا اور پھر درخت سے لٹکا دیا۔ اور پھر اچانک اسے ممل بیری کے گھر کا خیال آیا اور وہ ممل بیری کے پاؤں کے نشان دیکھتا ہوا اس کے گھر جا پہنچا۔ ممل بیری کی دونوں بیویوں نے اسے دیکھا تو رگوں میں خون منجمد ہو گیا۔ تھرڈذ جمبو نے خوف زدہ خواتین کو کہا۔ "میں نے ایک آدمی کو مار کر، اسے بھونا اور ایک درخت میں لٹکا دیا ہے" وہ جان گئیں کہ تھرڈذ جمبو نے ان کے خاوند کو ہلاک کر دیا ہے۔ وہ رونے لگیں۔ تھرڈذ جمبو نے ان سے پوچھا "روتی کیوں ہو؟" وہ بولیں "دھوئیں سے آنکھیں بھیگ گئی ہیں" تھرڈذ جمبو بولا۔ میں تمہیں گھر لے جاؤں گا اور اپنی بیویاں بناؤں گا" بڑی بہن کہنے لگی۔ "ہم دونوں نے کچھ نہیں کھایا۔ بھوک سے غش آنے کو ہے۔ ہمیں کھانے کو کچھ دے۔ پھر گھر لے جانا۔ وہاں غار میں ایک کتا بیوی بچوں سمیت رہتا ہے۔ اے بہادر۔ ہم تیرے ہاتھ سے پلوں کا گوشت کھائیں گے"

وہ غار کے دہانے پر پہنچے۔ تھرڈذ جمبو غار میں داخل ہوا اور جب باہر نکلا تو

اس کے ہاتھوں میں ایک مردہ کتیا تھی۔ جس کے زخموں سے گرم گرم خون رس رہا تھا۔ وہ مردہ کتیا ان کے قدموں میں ڈال کر' دوبارہ غار میں چلا گیا اور ایک ماہ کی عمر کے نو پلوں کے ساتھ واپس ہوا۔ وہ آتے ہیں کہنے لگا ''صبح کی حسین ہستی میں نے تمہاری خواہش پوری کر دی ہے" چھوٹی بہن کہنے لگی ''میرے بہادر! کیا تو دلیر بن کر میرے لئے کتا لائے گا" ان الفاظ نے تھرڈڈ جمبو کے اندر خوشیاں بھر دی تھیں۔ وہ تیسری بار غار میں داخل ہوا۔ دونوں بہنیں جانتی تھیں کہ کتا آسانی سے اس کے قابو میں نہیں آئے گا۔ اس لمبے غار میں' دوسرے سرے تک جانا پڑے گا۔ عمل کا یہی سنہری موقعہ تھا۔ چھوٹی بہن غار کے دہانے پر کھڑے ہو کر چلائی۔ "میرے بہادر۔ مجھے غش آنے کو ہے۔ جلدی سے کتے کو لے آ۔ میں کتے کا گوشت کھانا چاہتی ہوں" وہ اسی انداز میں چلاتی اور کتے کا تقاضا کرتی رہی۔ اسی اثنا میں بڑی بہن نے غار کے دہانے کو شاخوں' لکڑیوں اور گیلیوں سے بھر دیا تھا۔ چھوٹی بہن نے بھی لکڑیاں جمع کرنے میں بڑی بہن کی مدد کی۔ دونوں بہنوں نے پتھر رگڑ کر آگ جلائی۔ آگ بھڑک اٹھی تھی۔ آگ اور دھویں سے تھرڈڈ جمبو کی آنکھوں سے پانی بہنے لگا تھا۔ وہ تیزی سے غار کے دہانے کی طرف لپکا۔ لیکن یہاں تو ایک الاؤ روشن تھا۔ مایوسی کے عالم میں اس نے چھلانگ لگا کر آگ کو عبور کرنا چاہا تو الاؤ کی بھینٹ چڑھ گیا۔

وہ دونوں زمین پر بیٹھ کر اپنے خاوند اور دوست ممل بیری کو یاد کر کے رونے لگیں۔ پھر وہ گھر گئیں اور خاوند کے قدموں کے نشانات دیکھتی ہوئی اس درخت کے پاس پہنچ گئیں جہاں ممل کی سوختہ لاش لٹکی تھی۔ وہ بین کرنے لگیں۔ ''کاش! ایک لمحے کے لئے تم ہمارے پاس آ سکتے۔ کاش ہم تمہاری محبت بھری مہربان آنکھوں کو ایک نظر دیکھ سکتے''۔

دونوں کے اوسان کچھ بحال ہوئے تو انہیں اپنے معالج باپ کا خیال آیا۔ انہوں نے آگ جلا کر دھویں کے ذریعے اپنے باپ کو پیغام دیا۔ اس کے بعد ان دونوں نے خاوند کی سوختہ لاش' مالی درخت' کے سبز پتوں پر رکھی۔ سورج غروب

ہوا تو بوڑھا باپ روتی بیٹیوں کے بیچ بیٹھا ہوا تھا اور اس کے پژمردہ گالوں پر آنسو بہہ رہے تھے۔

وہ بولا "میرے بچو! تمہارے خاوند کی روح دوسری ارواح میں شامل ہونے کو، روحوں کی دنیا میں پہنچ گئی ہے۔ تم اس کے پاس اس دنیا میں جانا چاہتی ہو یا اسے اپنے پاس بلانا چاہتی ہو۔ میرے جگر پارو! دونوں باتوں میں سے ایک کا انتخاب کر لو۔"

لڑکیاں کہنے لگیں۔ "اگر وہ خود آ کر انہیں لے جانا چاہے تو وہ بخوشی ارواح کی دنیا میں جانے کو تیار ہیں" بوڑھے باپ نے نگاہیں اٹھا کر مقدس جمگھٹ (کہکشاں) کو دیکھا اور پدر ارواح سے التجا کی کہ وہ ان دونوں کے خاوند کو اس دنیا میں بھیج دے تاکہ وہ اپنی بیویوں کو لے کر، ہمیشہ چمکنے کے لئے، جہان ارواح میں چلا جائے۔

خاوند کی آتما، مردہ جسم میں داخل ہو گئی تھی۔ دونوں بیٹیاں باپ سے بغل گیر ہوئیں۔ اور پھر اپنے خاوند کے ساتھ آسمان پر پرواز کر گئیں۔

(متھس اینڈ لیجنڈز آف دی آسٹریلین ابوری جی نلز ۲۷۲ تا ۲۷۷)

حواشی

۱-۲- یہ دونوں عظیم روح کے پیغمبر تھے۔

۳- اس کہانی کے مطابق سورج مؤنث ہے اور اس کے کئی نام لئے گئے ہیں مثلاً سورج دیوی، نوجوان دیوی، ماں، دیوی ماں، سورج ماں، ماں سورج دیوی، روشنی اور زندگی کی دیوی وغیرہ۔ چاند بھی یہاں مؤنث ہے۔ یعنی خاتون شب، چاند اور صبح کا تارا (جو مذکر ہے) انسانی نسل کو جنم دیتے ہیں۔ جب انسان مرتے ہیں تو وہ آسمان کا ستارہ بن جاتے ہیں۔ آسٹریلیا کے باشندے کہتے ہیں کہ ستارے، صبح کے تارے اور چاند خاتون کے بچے ہیں۔ صبح کے تارے اور چاند خاتون کو سورج ماں نے پیدا کیا تھا۔

۴- آسٹریلیا کے باشندوں کے نزدیک ہر عنصر میں آتما موجود ہے۔ مثلاً ہوا کی آتما، بارش کی آتما، ژالہ کی آتما، اسی طرح دھوپ اور بادل وغیرہ کی روح ہوتی ہے۔ علاوہ بریں ایسی ارواح بھی ہیں جو شجر، جھاڑی، نالہ اور چٹان وغیرہ کی صورت اختیار کر لیتی ہیں۔ ہر موجود چیز کے بارے میں خیال کیا جاتا ہے کہ اپنے وجود سے الگ کسی اور زندگی سے بھی اس کا تعلق ہے۔

☆

کلا افریقا

براعظم افریقا میں ابتدائی مذہب باضابطہ صورت اختیار نہ کر سکا۔ افریقا میں ہر جگہ فطری قوتوں یعنی سورج' چاند' آسمان' کوہسار اور دریاؤں کے تعظیم و تکریم اور پرستش کی جاتی تھی۔ مقامی باشندوں کے غیر منظم فکر و افکار کے باعث یہاں متھس اور روایات کو وہ بالیدگی میسر نہ آئی جو عراق' مصر یا یونان میں اسے نصیب ہوئی۔

فطرت کا مذہب' بے جان چیزوں کے عقیدہ کی نسبت شمال مشرقی افریقا میں زیادہ فروغ پذیر ہوا۔ افریقا کے باشندے جادو اور طلسم کے بہت قائل ہیں۔ اموات اور بیماریاں فطری نہیں' بدارواح کی آوردہ ہیں۔ ان کے نزدیک اموات' امراض اور دیگر مسائل کا حل جادو اور تعویز گنڈے میں ہے۔ جادو انہیں دشمنوں' قاتلوں اور ایذا رساں چیزوں سے بچاتا اور ان کے لئے خوشیاں لاتا ہے۔ فسوں گر ناقابل تسخیر ہے۔ کائنات کے ہر شے اس کی محکوم اور تابع ہے۔ وہ ہر جاندار اور بے جان چیز کو روح سے منسوب کرتے ہیں۔ مرنے کے بعد انسان کی آتما مگرمچھ یا سانپ وغیرہ کی تجسیم اختیار کر لیتی ہے یا پھر کسی درخت' چٹان' ڈھلان' پہاڑی یا کسی کوھسار پر رہنے لگتی اور مقدس بن جاتی ہے۔ زولس قبائل مخصوص سانپوں کو ہلاک نہیں کرتے۔ ان کے خیال میں یہ ان کے بزرگوں کی ارواح ہوتی ہیں۔

ہر خاندان اپنے بزرگوں کے متعلق ایک مستقل عقیدہ رکھتا ہے جو نیم دیوتا یا قصے کہانی کے ہیرو کی صورت میں ظاہر ہوتے ہیں اور پھر اپنے ان سورماؤں

(بزرگوں) سے بہت سی شاندار مہمات اور کارنامے وابستہ کر لیتے ہیں۔ براعظم افریقا مختلف نسلی گروہوں اور علاقوں میں منقسم ہے۔ امریکیوں کی مثال ان کی دیو مالا میں بھی رنگا رنگی اور بو قلمونی ہے۔ لیکن وہاں یک رنگی اور مشابہتیں ہیں اور یہاں بعد اور مسافتیں اور اسی لئے ان کے ہاں باقاعدہ صنمیات کا تصور ممکن نہیں۔ افریقا کے جنوب مشرقی گروہ کے آباو اجداد دیوتاؤں اور زندہ انسانوں کے مابین رابطہ کا کام دیتے ہیں اور انہیں قربانی پیش کرتے ہیں۔ ان کے عقیدے کے مطابق یہ کائنات غیر مرئی ہستیوں سے بھری پڑی ہے۔ جنہیں جادوگر ہی دیکھ سکتے ہیں۔

افریقا کے مختلف علاقوں اور قبائل میں صنمیاتی نوعیت کی مختلف روایات اور متھس ملتی ہیں۔ جنوبی افریقا کے قبائل میں افسانوی شخصیتوں کی توقیر و تکریم کی جاتی ہے۔ جنوبی گروپ کا ایک قبیلہ جادو ٹونے میں کلی یقین رکھتا ہے ہیٹسی آئی بب (Heitsi-Eihib) ان کے لئے ایک ہیرو یا آنجہانی فسوں گر کی طرح ہے جو زندہ لوگوں کی اعانت کرتا ہے دوسرے ساحروں کی طرح اس میں حسب خواہش کوئی بھی جانور بننے کی شکتی ہے۔ ایک متھ کے مطابق اسے ایک گائے نے جنم دیا۔ ایک اور متھ کی رو سے وہ ایک کنواری کی کوکھ سے پیدا ہوا جس نے کوئی جڑی بوٹی کھا لی تھی۔

(نیو لیروزے انسائیکلوپیڈیا۔۔۔۔۔۔ ص ۴۷۶)

سیلاب کی کہانی

زیرین کانگو (۱) کی ایک متھ میں سیلاب کا تذکرہ ہے۔ جس میں بیان ہوا ہے کہ بہت عرصہ پہلے سورج، چاند سے ملا اور اس پر گارا پھینکی۔ جس سے اس کا روشن وجود مدھم پڑ گیا۔ جب یہ ملاقات ہوئی تو سیلاب آ گیا جس میں انسان بندروں میں منتقل ہو گئے۔ موجودہ انسانی نسل، جدید تخلیق ہے۔ بعض مقامی باشندے کہتے ہیں کہ اس سیلاب میں مرد، بندر اور عورتیں گرگٹ بن گئی تھیں۔

(نیو لیروزے انسائیکلوپیڈیا آف مائتھالوجی ص ۴۸۱)

چاند، سورج کی کہانی (موزنبیق)

تشکیل کائنات سے متعلق متھ میں چاند کے داغوں کی وجہ بتائی گئی ہے۔ ابتدا میں چاند بہت زرد تھا اور روشن بھی نہیں تھا (اسی لئے) وہ سورج سے اس کے تابندہ اور جگمگاتے پروں کی وجہ سے حسد کرتا تھا۔ (ایک دن) سورج زمین کی دوسری سمت میں دیکھ رہا تھا کہ چاند نے اس لمحے سے فائدہ اٹھایا اور خود کو آراستہ کرنے کی خاطر سورج کے چند روشن پر چرا لئے۔ سورج کو پتہ چلا تو اس نے چاند کے منہ پر کیچڑ پھینکی جو ہمیشہ کے لئے اس کے چہرے سے چپک گئی۔

چاند اسی وقت سے بدلہ لینے کی فکر میں تھا۔ آخر کار اسے موقعہ میسر آگیا اور اس نے کمال عیاری سے سورج کے منہ پر کیچڑ تھوپ دی۔ چنانچہ اسی وقت سے سورج کے چہرے پر دھبے ہیں۔ جن کی وجہ سے وہ چند گھنٹوں کے لئے تو نظر بھی نہیں آتا (۲)۔ اس وقت تمام زمین افسردہ اور اداس ہو جاتی ہے۔ جانور اور آدمی ڈر جاتے ہیں۔ کیونکہ وہ سورج سے محبت کرتے ہیں۔

(نیو لیروزے انسائیکلوپیڈیا آف مائتھالوجی ص ۴۷۴ - ۴۷۵)

کنتو (نگائی قبیلے کی کہانی) (۳)

پہلے پہل یہاں صرف ایک آدمی تھا کنتو۔ دختر فلک نے اسے دیکھا اور اس پر عاشق ہو گئی۔ اس نے کنتو سے شادی کرنے کے لئے باپ کی رضامندی بھی حاصل کر لی۔ چنانچہ کنتو کو آسمان پر بلایا گیا۔ دیوتا اس کا امتحان لینا چاہتا تھا۔ اس موقعہ پر دختر فلک کی جادوئی قوتیں بہت کام آئیں اور کنتو آزمائشوں میں پورا اترا۔ شادی کے بعد کنتو اپنی دلہن کو لے کر زمین پر آگیا۔ دلہن اپنے

ساتھ جہیز میں گھریلو جانور اور سود مند پودے لے کر آئی تھی۔ اگر کنتو سے غلطی سرزد نہ ہوتی تو ان کا وقت اچھا گزرتا اور ان کے حصے میں خوشیاں ہی خوشیاں آتیں۔ ہوا یوں کہ جب یہ نوبیاہتا جوڑا عظیم دیوتا سے اجازت لے کر زمین پر آنے لگا تو انہیں سختی کے ساتھ منع کر دیا گیا تھا کہ وہ جس راستے سے جائیں اس راہ سے واپس نہ آئیں۔ دیوتا نے اپنے بیٹوں میں سے ایک بیٹے (موت) کو شادی میں شرکت کی دعوت نہیں دی تھی۔ اس لئے اسے اس بیٹے کی طرف سے خطرہ تھا۔

کنتو جب اپنی بیوی کے ساتھ زمین کی طرف آ رہا تھا تو اسے خیال آیا کہ وہ اپنے چوزوں کی خوراک (غلہ) وہیں چھوڑ آیا ہے چنانچہ وہ بیوی کی منتوں کے باوجود یہ خوراک لانے کو واپس آسمان پر چلا گیا۔ جہاں اس وقت موت کا دیوتا موجود تھا۔ موت کے دیوتا نے انسان کے نقش پا دیکھے تو وہ ان کی مدد سے کنتو کے گھر جا پہنچا اور اس کے تمام بچوں اور بیوی (دختر فلک) کو ہلاک کر دیا۔ اس وقت انہوں نے موت کے دیوتا کی بہت منت سماجت کی لیکن اس کا دل موم نہ ہوا۔ پایان کار، عظیم دیوتا نے موت کے دیوتا کو دیس بدر کرنے کا تہیہ کر لیا اور اس کام کے لئے ایک اور بیٹے کو مقرر کیا۔ موت کا دیوتا اپنے حریف سے زیادہ تیز تھا۔ وہ اس کی تمام حکمت عملیوں کو ناکام بنا کر بچ نکلا اور زمین پر پہنچ کر اپنی حکومت قائم کر لی۔

(نیو لیروزے انسائیکلوپیڈیا آف مائتھالوجی ص ۴۷۵)

آدمی مریں گے (جنوبی گروپ کے ایک قبیلے زولس (Zulus) کی کہانی)

ایک دن "ان کولن کولو"(Unkulankulu) (۴) نے کیمی لیئن (بندر) کو کہا کہ جاؤ اور کہہ دو کہ انسان نہیں مریں گے۔ کیمی لیئن روانہ ہوا لیکن اس

کی رفتار بہت ست تھی۔ وہ راستے میں شہتوت کھانے کے لئے ٹھہر گیا۔ بعض کہتے ہیں کہ وہ دھوپ سینکنے کو درخت پر چڑھ کر بیٹھ گیا اور گہری نیند سو گیا۔ اسی اثناء میں ان کولن کولو' نے اپنا ارادہ بدل دیا اور اس نے ایک گرگٹ کو بلا کر اپنے پہلے پیغام سے قطعاً مختلف پیغام اس کے ذریعے انسانوں کے پاس بھیجا۔ گرگٹ' دیوتا کا پیغام لے کر کاہل بندر کے پاس سے گزرا اور اس سے پہلے انسانوں میں پہنچ گیا۔ اور ان تک دیوتا کا یہ پیغام پہنچا دیا کہ انسان مریں گے۔ وہ یہ پیغام پہنچا کر ان کولن کولو کے پاس واپس آگیا۔

اس کے بعد لافانیت کا پیغام لے کر انسانوں کے بیچ بندر پہنچا۔ آدمیوں نے بندر کو کہا کہ اس سے پہلے ایک گرگٹ اس سے قطعاً مختلف پیغام ان تک پہنچا چکا ہے۔ اس لئے تمہارے پیغام کی سچائی پر ہمیں یقین نہیں۔ تب وہ بولا (تو پھر)------ آدمیوں کو مرنا پڑے گا۔ اور یہی وجہ ہے کہ آدمی ہمیشہ سے مرتے چلے آرہے ہیں۔

(نیو لیروزے انسائیکلوپیڈیا آف مائتھالوجی ص ۴۷۹)

کتا اور موت (یوگنڈا کے قبیلے نندی کی ایک کہانی)

خدا نے لافانیت کا پیغام دے کر ایک کتے کو انسانوں کے پاس بھیجا۔ لوگوں نے اس کے ساتھ ملکوتی پیامبر کا سا سلوک نہیں کیا۔ اس پر وہ کتا ناراض ہو گیا۔ اور اس نے انسانوں سے بدلہ لینے کو' پیغام کا مفہوم بدل دیا اور ان کے لئے موت مقرر کر دی۔ کتے نے لوگوں کو کہا تمہیں موت آئے گی اور تم چاند کی طرح مرو گے لیکن چاند کی صورت تمہیں دوسری زندگی میسر نہیں آئے گی۔ جب تک کہ تم مجھے کھانے پینے کو نہیں دو گے۔ لوگ حقارت سے ہنس پڑے۔ اسے کھانے پینے کو کچھ نہ دیا۔ اور اس کے ساتھ آدمیوں کا سا سلوک نہیں کیا چنانچہ کتے کا خون کھول اٹھا اور اس نے کہا۔ ''تمام انسان مریں گے۔ لیکن چاند دوبارہ پیدا ہو گا۔''

(نیو لیروزے انسائیکلوپیڈیا آف مائتھالوجی ص ۴۸۳)

تقدیر نہیں بدلے گی (مدغاسکر)

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ یہاں چار آدمی رہتے تھے جو کبھی ایک بات پر متفق نہ ہوتے اور اپنے اپنے طور پر جدوجہد کرتے۔ ان میں سے ایک جس زندہ چیز کو دیکھ لیتا اس کے پیچھے لگ جاتا۔ جو ہاتھ لگتا اسے ہلاک کر دیتا۔ کھا جاتا یا چھوڑ دیتا۔ اس کا بس یہی کام تھا۔ دوسرا پرندوں اور جانوروں کو پکڑنے کے لئے پھندا لگاتا۔ اسیر پرندوں اور جانوروں میں سے بعض کو مار ڈالتا اور ان کی اوجھڑی سے اچھا یا برا شگون اخذ کرتا۔ باقی ماندہ جانوروں کو وہ رات کے وقت شکاری دیوتاؤں کے طور پر کام میں لاتا۔ یہ اس کا کام تھا۔ تیسرا ہر چمکدار چیز یعنی ابرق' فولاد' چاندی' پھل (یا اسی قسم کی اور کوئی چیز) میں دلچسپی لیتا تھا۔ اسے اس قسم کی اگر کوئی چیز مل جاتی تو وہ اٹھا کر گھر لے آتا اور باقی ماندہ دن گزار دیتا۔ بس اس کا یہ کام تھا۔ چوتھا زمین جوتنے کے لئے ایک آہنی ٹکڑا ہاتھوں میں لئے پھرتا۔ یہ تھے ان چاروں کے حالات۔

چونکہ کسی بات پر ان کا اتفاق نہ ہوتا تھا۔ اس لئے انھوں نے اپنی قسمت مقرر کرانے اور اتفاق کی برکت کے حصول کے لئے خدا کے پاس جانے کا فیصلہ کیا اور خدا کے پاس آئے۔ اتفاق سے یہ جمعہ کا دن تھا اور خدا اپنے چاول پیس رہا تھا۔ ان کا مقصد جان لینے کے بعد خدا نے کہا۔ "آج میرے پاس وقت نہیں۔ میں چاول پیس رہا ہوں" یہ کہہ کر اس نے چاروں کو ایک ایک مٹھی چاول دیئے۔ اور کہا۔ "انہیں احتیاط سے اپنے پاس رکھو۔ میں پیر کو تمہیں ملنے آؤں گا"۔ انہوں نے خدا کو الوداع کہا۔ اور اپنی اپنی مٹھی میں چاول لئے اپنے گھروں کو چل دیئے۔ انہیں جدا ہوئے زیادہ دیر نہیں ہوئی تھی کہ پہلے آدمی نے ایک کتا دیکھا اور اس کے پیچھے ہو لیا۔ اس وقت اسے چاولوں کا دھیان نہ رہا اور وہ کہیں گر پڑے۔ دوسرا ایک گھاٹی کے قریب پہنچا جس کے کناروں کو طوفان نے

کاٹ ڈالا تھا۔ نشیب میں کوئی چیز چمک رہی تھی۔ وہ چاول ایک طرف رکھ کر چمک دار چیز اٹھانے کو نشیب میں اترا۔ جلدی میں جسم چھو جانے سے چاول بکھر گئے اور تیز ہوا کا ایک جھونکا انہیں اڑا لے گیا۔

پرندوں کا شکاری الو کی آواز سن کر رات کو باہر نکلا۔ اس نے جھونپڑی کے باہر چاول رکھ دیئے اور الو کی تلاش میں چلا۔ وہ جب واپس ہوا اور جھونپڑی کے پاس پہنچا تو چاول غائب تھے۔ انہیں ہوا اڑا لے گئی تھی۔ چوتھا ایک دلدلی جگہ پر پہنچا تو اس نے چاول ایک برتن میں ڈال کر مٹی کے تودہ پر رکھ دیے۔ اور خود وہ جگہ کھودنے لگا۔ اس دوران ہوا کے باعث برتن الٹ گیا اور تمام چاول بکھر گئے۔ وہ کام سے فارغ ہو کر چاول چننے لگا اور بمشکل ایک چوتھائی اکٹھے کر سکا۔ وہ بیک وقت خوش بھی تھا اور افسردہ بھی۔ کاش وہ کچھ اور چاول چن سکتا۔ چاولوں کا زیادہ حصہ نمدار زمین میں ضائع ہو گیا تھا۔

پیر کو خدا پہنچا تو اس نے ان چاروں کو طلب کیا اور اپنے عطا کردہ چاولوں کے بارے میں ان سے پوچھا۔ جواب میں ہر ایک نے اپنی بپتا کہہ سنائی۔ خدا نے کہا۔ "تم نے دیکھا کہ تم خدا کی مقرر کردہ قسمت کو نہیں بدل سکتے۔ جو جنگجو ہے، وہ جنگجو ہے اور یہ جنگجوؤں کی نسل ہے۔ جادوگر' جادوگر ہے اور یہ جادوگروں کی نسل ہے۔ ایک تاجر' تاجر ہے اور وہ تاجروں کی قوم کا نمائندہ ہے۔ اور تم زمین کے کارکن ہو۔ کارکنوں کی نسل پیدا کرو گے اور دنیا کے تمام لوگوں کے لئے غلہ اگاؤ گے" اس طرح خدا نے کہا۔ اور اس کے بعد ہر انسان نے اپنا وہ حصہ پا لیا: جس سے وہ لگاؤ رکھتا تھا۔

(نیو لیروزے انسائیکلوپیڈیا آف مائتھالوجی ص ۴۷۴)

☆

حواشی

۱۔ انگولا کے باشندے چوبی مورتیوں کی پرستش کرتے ہیں جو انہیں جادو ٹونے سے بچاتی اور ان کے لئے خوشیاں فراہم کرتی ہیں۔

۲۔ سورج گرہن کی طرف اشارہ ہے۔

۳۔ دوسرے افریقیوں کی طرح نگائی قبیلے کا بھی یہی خیال ہے کہ زمین ہمیشہ سے موجود ہے۔ قدیم یہودیوں کی طرح نگائی قبیلے کے لوگ بھی خود کو خدا کے برگزیدہ بندے سمجھتے ہیں۔

۴۔ بہت قدیم۔ دنیا کی تشکیل کی متھ میں ان کولن کولو دنیا میں پہلا آدمی تھا۔ اس متھ میں وہ ایک ملکوتی ہستی کے طور پر نمودار ہوا ہے۔

☆

BIBLIOGRAPHY

نمبر	مصنف	کتاب	ناشر
1۔	آرزو چودھری	داستان کی داستان	لاہور۔ عظیم اکیڈمی 1988ع
2۔	آرزو چودھری	دیو مالائی جہان	"
3۔	ابن حنیف	دنیا کی پہلی داستان	لاہور مکتبہ کارواں س۔ن
4۔	"	ہزاروں سال پہلے	"
5۔	"	جلجامش کی داستان	لاہور مکتبہ معین الادب 1964ع
6۔	"	بھولی بسری کہانیاں	لاہور۔ ادب مرکز 1964ع
7۔	"	دنیا کا قدیم ترین ادب	ملتان بیکن بکس 1987ع
8۔	"	بھارت	"
9۔	"	مصر کا قدیم ادب	1992ع
10۔	حیدر بخش حیدری	آرائش محفل	لاہور مجلس ترقی ادب 1964ع
11۔	رجب علی بیگ سرور	سرور سلطانی	لاہور، مجلس ترقی ادب 1975ع
12۔	میرامن	باغ و بہار	لاہور عشرت پبلشنگ ہاؤس س۔ن

13. Albert Cook	The Odyssey (Homer)	New York
14. American Peoples	Encyclopaedia	New York
15. Andrew Long M.A.	The Iliad of Homer	London 1833
16. Anwyl	Celtic Religion in Pre-Christian Times	London
17. A.R.H. Moncrieff	Classic Myth and Legend	The Gresham Publising Co. London
18. "	Romance and Legend of Chivalry	"
19. Charles Squiare	Celtic Myth and Legend	"
20. Donald A. Mackenzie	Celtic Mytyh and Legend	"
21. "	Egyptian Myth and Legend	"
22. "	Myths of Babylonia and Assyria	"
23. "	Myths of Crete and Pre-Hellenic Europe	"
24. "	Myth of Pre-Columbia America	"
25. "	Tutonic Myth and Legend	"

26. "	Encylopaedia Britannica	London 1974
27. Ernle Bradford	Ulysses Found	Harcourt, Brace and world, New York 1963
28. George Herbert Polmer	The Odyssey of HOmer	Houghton Miffrin Co. New York, 1922
29. H. G. Rose	A Hand Book of Greek Mythology	Matheun and Co. London
30. James Lonsdale M.A.	The works of virgil	Macmillan and Co. London 1903
31. J.B. Greenough	Greater Poems of Virgil	Boston, 1883
32. John Dowson	A classical Dictionary of Hindu Mythology and Religion	Rupa & Co. Bombay, 1984
33. Lewis Spence	Myths and Legends of Babylonia	London
34. "	The outlines of Mythology	Columbia University 1961
35. Norma Lorre Goodrick	The Ancient Myth	"

36. Robert Graves	New Larousse Encyclopaedia of Mythology	Middlesex (England) 1964
37. "	The Greek Myths	England
38. Sir Paul Harvey	The Oxford companion to English Literature	Oxford University Press, London, 1965
39. Taylor	A. Hand Book of Hindu Mythology	Rupa and Co. Delhi.
40. W.J. Wilkins	Hind Mythology Vedic and Puranic	Rupa and Co. Bombay 1983
41. W. Ramsaysmith	Myths and Legends of the Australian Aboriginals	George G. Harrap & Co. London, 1930
42. "	Cassels Encylopaedia of Literature	

☆

ڈاکٹر آرزو چودھری کی دیگر تصانیف

داستان کی داستان

دیومالائی جہان

اے شہر خاک و خوباں (شعری مجموعہ)

عالمی داستان

(تحقیقی و تنقیدی مطالعہ)

ڈاکٹر آرزو چودھری

عظیم اکیڈمی اردو بازار لاہور